تالیف
مفتی ابولبابہ شاہ منصور

مسلمان ماؤں بہنوں کی دینی تعلیم و تربیت کا عوامی نصاب

خواتین کا دینی معلم

اکابر کی مستند کتب سے دلنشیں انداز میں مرتب شدہ عام فہم مجموعہ

❁ تجوید ❁ عقائد ❁ مسنون اعمال

❁ مسائل ❁ تربیت اولاد

مفتی ابولبابہ شاہ منصور

السعید

فہرست

دوسرا باب: عقائد

تیسرا باب: مسنون اعمال

مسنون دعائیں

چوتھا باب: مسائل

نماز

زکوٰۃ

روزہ

حج

قسم اور منت

حلال وحرام

لباس اور پردہ

خاتمہ بالخیر

پانچواں باب: تربیت اولاد

اِنتساب

اس مشفق ہستی☆ کے نام

جس کے قدموں تلے میری جنت ہے

اور

ان عظیم ماؤں بہنوں کے نام جن کی

مقدس گودوں میں

حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے لشکر کے

جانباز تربیت پاکر اسلام کو پوری دنیا

میں غالب کریں گے

☆ محترمہ والدہ صاحبہ بارک اللہ فی حیاتہا

چوتھی اشاعت کا مقدمہ

اللہ کی شان

''خواتین کا دینی معلم'' لکھنے کا پس منظر یہ تھا کہ جب مساجد میں فہم دین کے لیے ''تسہیل بہشتی زیور'' تیار ہوئی تو ذہن میں یہ خیال آیا کہ حکیم الامت حضرت تھانوی قدس سرہ نے تو بہشتی زیور اصل میں خواتین کے لیے لکھی تھی۔ اس کا مخاطب بھی خواتین تھیں اور اس میں مسائل بھی خواتین کو در پیش گھریلو زندگی اور ان کی مخصوص نفسیات کو سامنے رکھ کر ان کی ضروریات کے مطابق مرتب کیے گئے تھے۔ تسہیل بہشتی زیور میں مؤنث کے صیغے مذکر میں بدل دیے گئے اور وہ خواتین کے حلقے سے نکل کر مردوں کے درس کے لیے نئے لبادے میں سامنے آئی ہے۔ اگرچہ خواتین بھی اس سے استفادہ کر سکتی ہیں لیکن جو بات کسی طبقے کو خصوصیت سے سامنے رکھ کر کہی جاتی ہے اور اس کی نفسیات، ذہنی سطح اور اسے درپیش مخصوص ماحول کے حوالے سے بیان کی جاتی ہے اس کی تاثیر ہی اور ہوتی ہے۔ لہٰذا یہ فکر دامن گیر ہوئی کہ خواتین کے لیے الگ سے کام کرنے کی ضرورت بہرحال بحال موجود ہے۔

اس کے لیے یہ تدبیر کی گئی کہ بہشتی زیور کے مسائل کو سوال و جواب کی شکل میں مرتب کرلیا گیا۔ سنتوں، آداب و دعاؤں کے لیے دوسری کتابوں مثلاً ''علیکم بسنتی'' اور ''مسنون دعائیں'' سے بھی استفادہ کیا گیا اور یوں اس مجموعے کا پہلا ایڈیشن چھپ کر قارئین تک پہنچ گیا۔ اللہ کی شان کہ پہلا ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ نکلا اور دوسرا ایڈیشن جلد ہی چھاپنا پڑ گیا۔ اکثر حضرات نے اسے خواتین کے دینی کورس کے طور پر اپنے اپنے مدارس اور حلقوں میں شامل درس کیا۔ بعض

احباب نے اس کتاب کے سینکڑوں نسخے خرید کر درس قرآن میں آنے والی خواتین میں فی سبیل اللہ تقسیم کیے۔ اس طرح کی اطلاعات ملتی رہتی ہیں اور ساتھ ساتھ کئی تجاویز بھی۔ ان میں سے دو تجویزیں اہم تھیں۔ ایک یہ کہ پہلے باب میں سورتوں کا مکمل ترجمہ کافی نہیں، تجوید کے اصول بھی بیان ہونے چاہئیں۔ دوسری یہ کہ "تربیت اولاد" کا موضوع اس میں ضرور ہونا چاہیے کہ خواتین کی دینی تعلیم و تربیت کا مقصد یہ ہے کہ ان کو تربیت اولاد کے شرعی اصولوں اور طریقہ کار سے آگاہ کیا جائے۔ ان دونوں مشوروں پر عمل کرتے ہوئے قواعد تجوید کا آسان خلاصہ تیار کیا گیا۔ نیز استاذ محترم حضرت مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار شہید رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب "اسلام اور تربیت اولاد" میں سے ان ابواب کا انتخاب کیا گیا جو خواتین کی تربیتی ذمہ داریوں سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کی زبان آسان کر کے انہیں بھی اس کتاب کا حصہ بنا لیا گیا ہے۔ حضرت الاستاذ کی اس مفید کتاب کی مکمل تلخیص و تسہیل بھی ان شاء اللہ الگ سے شائع کی جائے گی۔ زیر نظر ایڈیشن میں ترمیم یہ کی گئی ہے کہ کتاب کے بیچ میں آنے والی آیات کا ترجمہ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم کے "آسان ترجمہ قرآن" سے لیا گیا ہے۔

قارئین سے خصوصی دعاؤں کی درخواست ہے۔ کتاب کی قبولیت کے لیے بھی اور اس کی نافعیت کے لیے بھی۔ وفقہم اللہ تعالیٰ۔

شاہ منصور

جمادی الاولیٰ ۳۰ھ

پہلی اشاعت کا مقدمہ

پس منظر و پیش منظر

امت مسلمہ کا نصف سے زیادہ حصہ خواتین پر مشتمل ہے۔ ان کی دینی تعلیم و تربیت کے بغیر صالح معاشرے کی تشکیل ممکن نہیں۔ ہمارے ہاں ماشاء اللہ دینی مدارس کی شکل میں علوم دینیہ کی تعلیم و تعلم کا جو معیاری اور حقانی نظام موجود ہے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس کا دائرہ اب بنات تک پھیل گیا ہے بلکہ مدارس البنات میں زیر تعلیم طالبات کی روز افزوں تعداد بنین سے بڑھ گئی ہے۔ لیکن جس طرح عوام الناس اور جدید تعلیم یافتہ حضرات کے لیے دینی تعلیم کے مختلف لیول اور معیار کی ترتیب و تدوین کا کام ہوتا چلا آیا ہے اسی طرح خواتین کے لیے "تعلیم بالغات" طرز کے مختصر یا طویل لیول اور معیار تیار کیے جانے بھی از حد ضروری ہیں۔ ان کے بغیر یہ خلا پر نہ ہوگا اور نیم تعلیم یافتہ روشن خیال خواتین میدان خالی پا کر دین سکھانے کے عنوان سے مخدوش نظریات کی تخریب کا کام پوری شدت سے انجام دے رہی ہیں۔

جس زمانے میں عوام الناس کے لیے عام فہم دینی کورس کی تیاری کے لیے "تسہیل بہشتی زیور" کا کام ہو رہا تھا یہ خیال بار بار آتا رہا کہ بہشتی زیور اصلاً خواتین کے لیے لکھی گئی ہے۔ اس میں سے مؤنث کا صیغہ ختم کر کے مذکر کے صیغوں میں ڈھالنے سے مردوں کے لیے تو نصاب تیار ہو جائے گا مگر خواتین کے لیے الگ نصاب کی ضرورت پھر بھی باقی رہے گی۔ اب ایک صورت یہ تھی کہ متوازی حجم کے دو کورس تیار کیے جائیں۔ ایک مردوں کے لیے دوسرا خواتین کے لیے۔ دونوں میں صرف صیغے اور چند مخصوص ابواب کے حذف و اضافے کا فرق ہو۔ دوسری صورت یہ تھی کہ خواتین کے لیے مختصر نصاب تیار کیا جائے جو

پہلا باب

پہلا باب: تجوید

[illegible]

[illegible]

نوٹ: معلم صاحب کو چاہیے کہ حروف کو ادا کرواتے وقت دو باتوں کا خیال رکھیں

(۱) مخارج ان حروف کو صحت سے ادا کریں۔

(۲) ہونٹوں کو اپنی حالت پر رکھیں۔ گول نہ کریں۔

سبق:۷

مد

سوال: ''مد'' سے کیا مراد ہے؟

جواب: ''مد'' کا معنی ''کھینچنا'' اور ''لمبا کرنا'' ہے۔ ''مد'' کو حرکات کے برخلاف کھینچ کر پڑھتے ہیں۔

سوال: ''مد'' والے حروف کون سے ہیں۔

جواب: ''ا، و، ی'' حروف مدہ ہیں۔ شرط یہ ہے کہ ''الف'' سے پہلے زبر، ''و'' سے پہلے پیش اور ''ی'' سے پہلے زیر ہو جیسے: ''نَا، نُوْ، نِیْ''

سوال: ''مد'' کی مقدار کیا ہے؟

جواب: ''مد'' کی مقدار ایک ''الف'' سے لے کر پانچ ''الف'' تک ہے۔

سوال: ''مد'' کی مقدار کہاں کتنی ہوگی؟

مد کی دو قسمیں ہیں:

(۱) ''مد ذاتی'' یعنی حروف مدہ ''ا، و، ی'' کی مد۔ یہ مد بغیر کسی سبب کے ہوتی ہے۔ اس میں مد کی مقدار ایک ''الف'' کے برابر ہوگی۔

(۲) ''مد سببی''۔ یہ مد تین میں سے کسی ایک سبب سے ہوتی ہے۔ وہ تین سبب یہ ہیں: ہمزہ، سکون اور تشدید۔ یعنی اگر ''حروف مدہ'' (ا، و، ی) کے بعد ہمزہ، سکون یا تشدید میں سے کوئی ایک چیز آجائے تو ''مد سببی'' ہوگا۔ جیسے:

(۱) جَآءَ (الف کے بعد ہمزہ)

(۲) وَلَا الضَّآلِّیْنَ (الف کے بعد تشدید)

سبق: ۸

تنوین (ـً ـٍ ـٌ)

سوال: تنوین سے کیا مراد ہے؟

جواب: "ن" جیسی آواز ناک میں لے جانے کو "غنہ" اور "تنوین" کہتے ہیں۔

سوال: غنہ کہاں ہوتا ہے؟

جواب: غنہ والے حروف دو ہیں: ن اور م

سوال: ان حروف میں غنہ کب ہوتا ہے؟

۱- اگر "ن" اور "م" مشدد ہوں تو ان میں ہمیشہ غنہ ہوگا، جیسے: "إنَّ، ثُمَّ"۔

۲- اگر یہ ساکن ہوں تو:

— میم ساکن کے بعد اگر "ب" یا "م" آجائے تو غنہ ہوگا، جیسے: "يَعْتَصِمْ بِاللّٰهِ، وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ"۔ اس کے علاوہ کوئی بھی حرف آجائے تو غنہ نہیں ہوگا۔

— نون ساکن کے بعد ان آٹھ حروف میں سے کوئی آجائے تو غنہ نہیں ہوگا: "ء، ہ، ع، ح، غ، خ، ل، ر"۔ (یعنی چھ حروف حلقی اور ل، ر) ورنہ غنہ ضروری ہوگا۔

نوٹ: تنوین کا بھی وہی حکم ہے جو نون ساکن کا ہے۔

سوال: "غنہ نہیں ہوگا" کا کیا مطلب ہے؟

جواب: ناک میں آواز لے جائے بغیر حرف کو ظاہر کرکے پڑھیں گے۔

مشق

معلمہ صاحبہ تمام طالبات کو حروفِ تہجی پر (بورڈ پر لکھ کر یا نورانی قاعدہ کے ذریعے) دو زبر (ـً) دو زیر (ـٍ) دو پیش (ـٌ) لگا کر تختے کے ساتھ کہلوائیں، جیسے:

"اً، بٍ، تٌ، ثًا، تٍ، ثٌ ......"

سبق: ۱۰

تلاوت ختم کرنے کا طریقہ

سوال: تلاوت ختم کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: جس لفظ پر تلاوت مکمل کرنی ہو وہاں وقف کرے۔

سوال: وقف سے کیا مراد ہے؟ اور اس کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: سانس اور آواز دونوں بند کرنے کا نام "وقف" ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ:

— اگر حرف کے آخر میں گول ۃ ہو تو اسے ہا سے بدل دیں، جیسے نعمۃٌ سے نعمہ

— اگر دو زبر ہوں تو "الف" سے بدل دیں، جیسے احدًا سے احدا.

— اس کے علاوہ تمام کلمات کے آخری حرف کو ساکن کر کے پڑھیں، جیسے بِکَ سے بِکْ "، " احدٌ سے احدْ".

سوال: وقف کہاں ہوتا ہے؟

جواب: وقف ہمیشہ لفظ کے آخر میں ہوتا ہے۔ جیسے "یَعْلَمُوْنَ" میں "ن" پر......
اور لوٹاتے ہمیشہ پہلے حرف سے ہیں، جیسے "رزقنٰھم" میں "ر" سے لوٹایا جائے گا۔

﴿سُوْرَةُ الْفَاتِحَة﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ	لِلّٰهِ	رَبِّ	الْعٰلَمِيْنَ ۝	الرَّحْمٰنِ
تمام تعریفیں	اللہ کے لیے	رب	تمام جہان	جو بہت مہربان
تمام تعریفیں اللہ کی ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے جو سب پہ مہربان،				

الرَّحِيْمِ ۝	مٰلِكِ	يَوْمِ	الدِّيْنِ ۝	اِيَّاكَ	نَعْبُدُ
رحم کرنے والا	مالک	دن	بدلہ	صرف تیری ہی	عبادت کرتے ہیں
بہت مہربان ہے، جو روزِ جزا کا مالک ہے، (اے اللہ!) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں					

وَ	اِيَّاكَ	نَسْتَعِيْنُ ۝	اِهْدِنَا	الصِّرَاطَ	الْمُسْتَقِيْمَ ۝
اور	صرف تجھ ہی سے	ہم مدد چاہتے ہیں	ہمیں ہدایت دے	راستہ	سیدھا
اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں، ہمیں سیدھے راستے کی ہدایت عطا فرما،					

صِرَاطَ	الَّذِيْنَ	اَنْعَمْتَ	عَلَيْهِمْ	غَيْرِ	الْمَغْضُوْبِ
راستہ	ان لوگوں کا	تو نے انعام کیا	ان پر	نہ	غضب کیا گیا
ان لوگوں کے راستے کی جن پر تو نے انعام کیا ہے نہ کہ ان لوگوں کے راستے کی جن پر غضب نازل ہوا ہے					

عَلَيْهِمْ	وَلَا	الضَّآلِّيْنَ ۝
ان پر	اور نہ	جو گمراہ ہوئے
اور نہ ان کے راستے کی جو بھٹکے ہوئے ہیں		

سُورَةُ الفِيل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بِأَصْحٰبِ الْفِيْلِ ۝	رَبُّكَ	فَعَلَ	كَيْفَ	أَلَمْ تَرَ
ہاتھی والوں کے ساتھ	تمہارا رب	کیا	کیسا	کیا تم نے نہیں دیکھا

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے پروردگار نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟

عَلَيْهِمْ	وَأَرْسَلَ	فِيْ تَضْلِيْلٍ ۝	كَيْدَهُمْ	يَجْعَلْ	أَلَمْ
ان پر	اور بھیجے	گمراہی میں (بیکار)	ان کا داؤ	کردیا اس نے	کیا نہیں

کیا اس نے ان لوگوں کی ساری چالیں بے کار نہیں کردی تھیں؟ اور ان پر

سِجِّيْلٍ ۝	مِّنْ	بِحِجَارَةٍ	تَرْمِيْهِمْ	أَبَابِيْلَ ۝	طَيْرًا
پختہ مٹی	سے	کنکریاں	پھینکتے تھے	جھنڈ کے جھنڈ	پرندے

غول کے غول پرندے چھوڑ دیے تھے، جو ان پر پکی مٹی کے پتھر پھینک رہے تھے۔

مَّأْكُوْلٍ ۝	كَعَصْفٍ	فَجَعَلَهُمْ
کھائے ہوئے	بھوسے کی طرح	پس ان کو کردیا

چنانچہ انہیں ایسا کر ڈالا جیسے کھایا ہوا بھوسا!

سُورَةُ قُرَيْش

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الشِّتَآءِ	رِحْلَةَ	إٖلٰفِهِمْ	قُرَيْشٍ ۝	لِإِيْلٰفِ
سردی	سفر	ان کا مانوس کرنا	قریش	مانوس کرنے کے سبب

چونکہ قریش کے لوگ عادی ہیں یعنی وہ سردی اور گرمی کے موسموں میں (یمن اور شام کے)

وَالصَّيْفِ ۝	فَلْيَعْبُدُوْا	رَبَّ	هٰذَا	الْبَيْتِ ۝
اور گرمی	پس چاہیے وہ عبادت کریں	رب	اس	گھر
سفر کرنے کے عادی ہیں، اس لیے انہیں چاہیے کہ وہ اس گھر کے مالک کی عبادت کریں۔				

الَّذِيْٓ	اَطْعَمَهُمْ	مِّنْ	جُوْعٍ	وَّاٰمَنَهُمْ	مِّنْ	خَوْفٍ ۝
جو۔جس	انہیں کھانا دیا	سے	بھوک	اور انہیں امن دیا	سے۔میں	خوف
جس نے بھوک کی حالت میں انہیں کھانے کو دیا، اور بدامنی سے انہیں محفوظ رکھا۔						

سُوْرَةُ الْمَاعُوْن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَرَءَيْتَ	الَّذِيْ	يُكَذِّبُ	بِالدِّيْنِ ۝	فَذٰلِكَ	الَّذِيْ
کیا تم نے دیکھا	وہ جو	جھٹلاتا ہے	روز جزا و سزا	پس یہ ہے وہ	وہ جو
کیا تم نے اسے دیکھا جو جزا و سزا کو جھٹلاتا ہے؟ وہی تو ہے جو					

يَدُعُّ	الْيَتِيْمَ ۝	وَلَا	يَحُضُّ	عَلٰى	طَعَامِ
دھکے دیتا ہے	یتیم	اور نہیں	رغبت دلاتا	پر	کھانا
یتیم کو دھکے دیتا ہے، اور مسکین کو کھانا دینے کی ترغیب نہیں دیتا۔					

الْمِسْكِيْنِ ۝	فَوَيْلٌ	لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝	الَّذِيْنَ	هُمْ	عَنْ
مسکین	پس خرابی	نمازیوں کے لیے	جو کہ	وہ	سے
پھر بڑی خرابی ہے اُن نماز پڑھنے والوں کی جو اپنی نماز سے					

صَلَاتِهِمْ	سَاهُوْنَ ۝	الَّذِيْنَ	هُمْ	يُرَآءُوْنَ ۝
اپنی نماز	غافل (جمع)	جو کہ	وہ	دکھاوا کرتے ہیں
غفلت برتتے ہیں، جو دکھاوا کرتے ہیں،				

وَيَمْنَعُوْنَ	الْمَاعُوْنَ ۝
روکتے ہیں (نہیں دیتے)	عام ضرورت کی چیز
اور دوسروں کو معمولی چیز دینے سے بھی انکار کرتے ہیں	

سُوْرَةُ الْكَوْثَر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِنَّا	أَعْطَيْنٰكَ	الْكَوْثَرَ ۝	فَصَلِّ	لِرَبِّكَ
بیشک ہم	ہم نے آپ ﷺ کو عطا کیا	کوثر	پس نماز پڑھ	اپنے رب کیلئے
(اے پیغمبر!) یقین جانو ہم نے تمہیں کوثر عطا کر دی ہے۔ لہٰذا تم اپنے پروردگار (کی خوشنودی) کے لیے نماز پڑھو				

وَانْحَرْ ۝	إِنَّ	شَانِئَكَ	هُوَ	الْأَبْتَرُ ۝
اور قربانی دے	بیشک	آپ ﷺ کا دشمن	وہ	دم کٹا، مراد بے نسل
اور قربانی کرو۔ یقین جانو تمہارا دشمن ہی وہ ہے جس کی جڑ کٹی ہوئی ہے۔				

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُوْرَةُ الْكٰفِرُوْن

قُلْ	يٰٓأَيُّهَا	الْكٰفِرُوْنَ ۝	لَآ أَعْبُدُ
کہہ دیجئے	اے	کافرو!	میں عبادت نہیں کرتا
تم کہہ دو کہ: "اے حق کا انکار کرنے والو! میں اُن چیزوں کی عبادت نہیں کرتا			

مَا تَعْبُدُوْنَ ۝	وَلَآ	أَنْتُمْ	عٰبِدُوْنَ	مَآ أَعْبُدُ ۝
جس کی تم عبادت کرتے ہو	اور نہ	تم	عبادت کرنے والے	جس کی میں عبادت کرتا ہوں
جن کی تم عبادت کرتے ہو، اور تم اُس کی عبادت نہیں کرتے جس کی میں عبادت کرتا ہوں،				

وَلَآ	أَنَا عَابِدٌ	مَا عَبَدتُّمْ ۝	وَلَآ أَنتُمْ	عَٰبِدُونَ
اور نہ	میں عبادت کرنے والا	جس کی تم عبادت کرتے ہو	اور نہ تم	عبادت کرنے والے
اور نہ میں (آئندہ) اس کی عبادت کرنے والا ہوں جس کی عبادت تم کرتے ہو اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو				

مَآ أَعْبُدُ ۝	لَكُمْ	دِينُكُمْ	وَلِىَ	دِينِ ۝
جس کی میں عبادت کرتا ہوں	تمہارے لیے	تمہارا دین	اور میرے لیے	میرا دین
جس کی میں عبادت کرتا ہوں تمہارے لیے تمہارا دین ہے، اور میرے لیے میرا دین۔				

سُورَةُ النَّصْرِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

إِذَا	جَآءَ	نَصْرُ ٱللَّهِ	وَ	ٱلْفَتْحُ ۝	وَرَأَيْتَ
جب	آجائے	اللہ کی مدد	اور	فتح	اور آپ ﷺ دیکھیں
جب اللہ کی مدد اور فتح آجائے، اور تم لوگوں کو دیکھ لو کہ					

ٱلنَّاسَ	يَدْخُلُونَ	فِى	دِينِ ٱللَّهِ	أَفْوَاجًا ۝	فَسَبِّحْ
لوگ	داخل ہو رہے ہیں	میں	اللہ کا دین	فوج در فوج	تسبیح پاکی بیان کریں
وہ فوج در فوج اللہ کے دین میں داخل ہو رہے ہیں، تو اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ					

بِحَمْدِ	رَبِّكَ	وَٱسْتَغْفِرْهُ
تعریف کے ساتھ	اپنا رب	اور بخشش طلب کیجیے اس سے
اس کی تسبیح کرو، اور اس سے مغفرت مانگو۔		

إِنَّهُۥ	كَانَ	تَوَّابًۢا ۝
بیشک وہ	ہے	بڑا توبہ قبول کرنے والا
یقین جانو وہ بہت معاف کرنے والا ہے۔		

سُورَةُ المَسَد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تَبَّتْ	يَدَآ	أَبِي لَهَبٍ	وَّتَبَّ ﴿١﴾	مَآ	أَغْنَىٰ	عَنْهُ
ٹوٹ گئے	دونوں ہاتھ	ابولہب	اور وہ ہلاک ہوا	نہ	کام آیا	اس کے
ہاتھ ابولہب کے برباد ہوں، اور وہ خود برباد ہو چکا ہے، اس کی دولت اور						

مَالُهُ	وَمَا	كَسَبَ ﴿٢﴾	سَيَصْلَىٰ	نَارًا	ذَاتَ لَهَبٍ ﴿٣﴾
اس کا مال	اور جو	اس نے کمایا	عنقریب داخل ہوگا	آگ	شعلے مارتی
اس نے جو کمائی کی تھی، وہ اس کے کچھ کام نہیں آئی۔ وہ بھڑکتے شعلوں والی آگ میں داخل ہوگا،					

وَّامْرَأَتُهُ	حَمَّالَةَ	الْحَطَبِ ﴿٤﴾	فِي	جِيدِهَا
اور اس کی بیوی	لادنے والی	لکڑی (ایندھن)	میں	اس کی گردن
اور اس کی بیوی بھی، لکڑیاں ڈھوتی ہوئی، اپنی گردن میں				

حَبْلٌ	مِّنْ	مَّسَدٍ ﴿٥﴾
رسی	سے	کھجور
مونجھ کی رسی لیے ہوئے		

سُورَةُ الإِخْلَاص

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ	هُوَ	اللّٰهُ	أَحَدٌ ﴿١﴾	اللّٰهُ	الصَّمَدُ ﴿٢﴾
کہہ دیجیے	وہ	اللہ	ایک	اللہ	بے نیاز
کہہ دو: ”بات یہ ہے کہ اللہ ہر لحاظ سے ایک ہے۔ اللہ ہی ایسا ہے کہ سب اس کے محتاج ہیں، وہ کسی کا محتاج نہیں،					

لَمْ يَلِدْ	وَ	لَمْ يُوْلَدْ	وَلَمْ	يَكُنْ	لَّهٗ	كُفُوًا	اَحَدٌ
نہ اس سے جنا	اور	نہ وہ جنا گیا	اور نہیں	ہے	اس کا	ہمسر	کوئی
نہ اس کی کوئی اولاد ہے، اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے، اور اس کے جوڑ کا کوئی بھی نہیں							

سُوْرَةُ الْفَلَقِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ	اَعُوْذُ	بِرَبِّ	الْفَلَقِ	مِنْ	شَرِّ	مَا خَلَقَ
کہہ دیجیے	میں پناہ میں آتا ہوں	رب کی	صبح	سے	شر	جو اس نے پیدا کیا
کہو کہ "میں صبح کے مالک کی پناہ مانگتا ہوں، ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی ہے						

وَمِنْ	شَرِّ	غَاسِقٍ	اِذَا	وَقَبَ	وَ	مِنْ	شَرِّ	النَّفّٰثٰتِ
اور سے	شر	اندھیرا	جب	چھا جائے	اور	سے	شر	پھونکنے والیاں
اور اندھیری رات کے شر سے جب وہ پھیل جائے، اور ان جانوں کے شر سے جو (گنڈے کی)								

فِي	الْعُقَدِ	وَ	مِنْ شَرِّ	حَاسِدٍ	اِذَا	حَسَدَ
میں	گرہیں	اور	شر سے	حسد کرنے والا	جب	وہ حسد کرے
گرہوں میں پھونک مارتی ہیں، اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرے۔						

سُوْرَةُ النَّاسِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ	اَعُوْذُ	بِرَبِّ	النَّاسِ	مَلِكِ	النَّاسِ
کہہ دیجیے	میں پناہ میں آتا ہوں	رب کی	لوگ	بادشاہ	لوگ
کہو کہ: "میں پناہ مانگتا ہوں سب لوگوں کے پروردگار کی، سب لوگوں کے بادشاہ کی،					

إِلٰهِ	النَّاسِ ۝	مِنْ	شَرِّ	الْوَسْوَاسِ	الْخَنَّاسِ ۝
معبود	لوگ	سے	شر	وسوسہ ڈالنے والے	چھپ کر حملہ کرنے والے

سب لوگوں کے معبود کی، اُس وسوسہ ڈالنے والے کے شر سے جو پیچھے کو چھپ جاتا ہے

الَّذِي	يُوَسْوِسُ	فِي	صُدُورِ	النَّاسِ ۝
جو	وسوسہ ڈالتا ہے	میں	سینے (دل)	لوگ

جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے،

مِنَ	الْجِنَّةِ	وَالنَّاسِ ۝
سے	جن (جمع)	اور انسان

چاہے وہ جنات میں سے ہو، یا انسانوں میں سے۔

آیۃ الکرسی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللّٰهُ	لَا إِلٰهَ	إِلَّا هُوَ	الْحَيُّ	الْقَيُّومُ	لَا تَأْخُذُهُ	سِنَةٌ
اللہ	نہیں معبود	سوائے اس کے	زندہ	تھامنے والا	نہ آتی ہے	اونگھ

اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، جو سدا زندہ ہے، جو پوری کائنات سنبھالے ہوئے ہے، جس کو نہ کبھی اونگھ لگتی ہے

وَلَا	نَوْمٌ	لَهُ	مَا	فِي السَّمٰوٰتِ	وَمَا	فِي الْأَرْضِ	مَنْ ذَا
اور نہ	نیند	اسی کا ہے	جو	آسمانوں میں	اور جو	زمین میں	کون ہے جو

نہ نیند، آسمانوں میں جو کچھ ہے (وہ بھی) اور زمین میں جو کچھ ہے (وہ بھی) سب اسی کا ہے، کون ہے جو

الَّذِي	يَشْفَعُ	عِنْدَهٗٓ	إِلَّا	بِإِذْنِهٖ	يَعْلَمُ
وہ جو	سفارش کرے	اس کے پاس	مگر (بغیر)	اس کی اجازت سے	وہ جانتا ہے

اس کے حضور اس کی اجازت کے بغیر کس کی سفارش کر سکے؟ وہ سارے بندوں کے تمام

مَا	بَيْنَ أَيْدِيهِمْ	وَمَا	خَلْفَهُمْ	وَلَا	يُحِيطُونَ	بِشَيْءٍ
جو	ان کے سامنے	اور جو	ان کے پیچھے	اور نہیں	وہ احاطہ کرتے ہیں	کسی چیز کا

آگے پیچھے کے حالات کو خوب جانتا ہے، اور لوگ اس کے علم کی کوئی بات اپنے

مِّنْ	عِلْمِهٖٓ	إِلَّا	بِمَا شَآءَ	وَسِعَ	كُرْسِيُّهُ	السَّمٰوٰتِ
سے	اس کا علم	مگر	جتنا وہ چاہے	سما لیا	اس کی کرسی	آسمان (جمع)

علم کے دائرے میں نہیں لا سکتے سوائے اس بات کے جسے وہ خود چاہے۔ اس کی کرسی
نے سارے آسمانوں

وَ	الْأَرْضَ	وَلَا	يَئُودُهٗ	حِفْظُهُمَا	وَهُوَ	الْعَلِيُّ	الْعَظِيمُ
اور	زمین	اور نہیں	تھکاتی اس کو	ان کی حفاظت	اور وہ	بلند مرتبہ	عظمت والا

اور زمین کو گھیرا ہوا ہے، اور ان دونوں کی نگہبانی سے اسے ذرا بھی بوجھ نہیں ہوتا، اور وہ
بڑا عالی مقام، صاحبِ عظمت ہے۔

دوسرا باب

عقائد

دوسرا باب: عقائد

عقائد کا بیان

اللہ تعالیٰ:

عقیدہ: ساری دنیا پہلے بالکل نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو پیدا کیا تو یہ وجود میں آئی۔

عقیدہ: اللہ ایک ہے۔ وہ کسی کا محتاج نہیں۔ نہ اس نے کسی کو جنا نہ وہ کسی سے جنا گیا۔ نہ اس کی کوئی بیوی ہے اور نہ ہی کوئی اس کا ہمسر ہے، یعنی کوئی اس کے برابر کا نہیں ہے۔

عقیدہ: اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

عقیدہ: کوئی چیز بھی اس جیسی نہیں ہے، وہ سب سے الگ اور منفرد ہے۔

عقیدہ: وہ زندہ ہے۔ ہر چیز پر اس کی قدرت ہے۔ کوئی چیز اس کے علم سے باہر نہیں۔ وہ سب کچھ دیکھتا ہے۔ سنتا ہے۔ باتیں فرماتا ہے، لیکن اس کی گفتگو ہم لوگوں کی گفتگو کی طرح نہیں۔ جو چاہتا ہے اپنی مرضی سے کرتا ہے، اس کو روک ٹوک کرنے والا کوئی نہیں۔ وہی اس لائق ہے کہ اس کی عبادت کی جائے۔ کسی چیز میں اس کا حصہ دار کوئی نہیں۔ اپنے بندوں پر مہربان ہے۔ بادشاہ ہے۔ سب عیبوں سے پاک ہے۔ وہی اپنے بندوں کو سب مصیبتوں اور آفتوں سے بچاتا ہے۔ وہی عزت والا ہے۔ بڑائی والا ہے۔ ساری چیزوں کا پیدا کرنے والا ہے۔ بہت دینے والا ہے۔ روزی پہنچانے والا ہے۔ جس کی روزی چاہے تنگ کردے اور جس کی چاہے زیادہ کردے۔ جس کو چاہے عزت دے اور جس کو چاہے ذلیل کردے۔ انصاف والا ہے۔ بڑے تحمل اور برداشت والا ہے۔ خدمت اور عبادت کی قدر کرنے والا ہے، یعنی اس پر استحقاق سے زیادہ ثواب دے گا۔ وہ سب پر حاکم ہے، اس پر کوئی حاکم نہیں۔ اس کے تمام کام حکمت سے پر ہیں، اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں۔

وہ سب کے کام بنانے والا ہے۔ پہلے بھی اسی نے سب کو پیدا کیا ہے اور مرنے کے بعد قیامت میں بھی پھر وہی پیدا کرے گا۔

عقیدہ: اس کو نشانیوں اور صفات سے سب جانتے ہیں، اس کی ذات کی حقیقت کو کوئی نہیں جان سکتا۔ گناہ گاروں کی توبہ قبول کرتا ہے۔ جو سزا کے قابل ہیں ان کو سزا دیتا ہے۔ وہی جس کو چاہے ہدایت دیتا ہے۔

عقیدہ: دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے، اسی کے حکم سے ہوتا ہے۔ اس کے حکم کے بغیر ذرہ تک نہیں ہل سکتا۔ نہ وہ سوتا ہے اور نہ اس کو اونگھ آتی ہے۔ وہ تمام جہانوں کی حفاظت سے تھکتا نہیں، وہ سب چیزوں کو اپنے قبضہ میں لیے ہوئے ہے۔

عقیدہ: تمام اچھی اور کمال والی صفات اس کو حاصل ہیں، بری اور نقصان کی کوئی صفت اس میں نہیں اور نہ ہی کوئی عیب اس میں ہے۔

عقیدہ: دنیا میں جو کچھ اچھا برا ہوتا ہے، سب کو خدا تعالیٰ اس کے ہونے سے پہلے ہمیشہ سے جانتا ہے اور اپنے علم کے مطابق اس کو پیدا کرتا ہے۔ تقدیر اسی کا نام ہے اور بری چیزوں کے پیدا کرنے میں بہت سے راز ہیں، ان رازوں کو ہر کوئی نہیں جانتا۔

عقیدہ: بندوں کو اللہ تعالیٰ نے سمجھ اور ارادہ دیا ہے، جس سے وہ گناہ اور ثواب کے کام اپنے اختیار سے کرتے ہیں لیکن بندوں کو کسی کام کے پیدا کرنے کی قدرت نہیں ہے۔ گناہ کے کام سے اللہ تبارک وتعالیٰ ناراض اور ثواب کے کام سے خوش ہوتے ہیں۔

عقیدہ: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو کسی ایسے کام کا حکم نہیں دیا جو ان سے نہ ہو سکے۔

انبیائے کرام:

عقیدہ: بہت سے پیغمبر اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے بندوں کو سیدھی راہ بتانے آئے۔ وہ سب گناہوں سے پاک ہیں۔ پیغمبروں کی مکمل اور صحیح صحیح تعداد اللہ تعالیٰ نے نہیں بتائی۔ بس یوں عقیدہ رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے جتنے پیغمبر ہیں، ان سب پر ہم ایمان رکھتے ہیں، جو ہمیں معلوم ہیں ان پر بھی اور جو معلوم نہیں ان پر بھی۔

آسمانی کتابیں:

عقیدہ: اللہ تعالیٰ نے بہت سی چھوٹی بڑی کتابیں آسمان سے حضرت جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے اپنے بہت سے پیغمبروں پر نازل فرمائیں تاکہ وہ اپنی اپنی امتوں کو دین کی باتیں سکھائیں۔ ان سب کتابوں پر ایمان رکھنا چاہیے کہ وہ سب کتابیں حق تھیں، مگر قرآن کریم نازل ہونے کے بعد ان کے احکام منسوخ ہو گئے۔ اب قیامت تک قرآن کے احکام چلیں گے۔ قرآن کریم کے علاوہ دوسری آسمانی کتابوں کو گمراہ لوگوں نے بہت کچھ بدل دیا۔ قرآن کریم کی حفاظت کا ذمہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے لے رکھا ہے، اس کو کوئی نہیں بدل سکتا۔

فرشتے اور جنات:

عقیدہ: اللہ تعالیٰ نے کچھ مخلوقات نور سے پیدا کر کے ان کو ہماری نظروں سے چھپا دیا ہے۔ ان کو فرشتے کہتے ہیں۔ بہت سے کام ان کے حوالے ہیں۔ وہ کبھی اللہ کے حکم کے خلاف کوئی کام نہیں کرتے۔ جس کام میں اللہ نے انہیں لگا دیا ہے اسی میں لگے ہوئے ہیں۔

عقیدہ: اللہ تعالیٰ نے کچھ مخلوق آگ سے بنائی ہے، وہ بھی ہمیں دکھائی نہیں دیتی، ان کو جن کہتے ہیں۔ ان میں نیک و بد ہر طرح کے ہوتے ہیں، ان کی اولاد بھی ہوتی ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم:

عقیدہ: ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو جن جن مسلمانوں نے دیکھا اور ان کا خاتمہ ایمان کی حالت میں ہوا، ان کو "صحابی" کہتے ہیں اور جس نے مسلمان ہونے کی حالت میں صحابی کو دیکھا اور مسلمان ہونے کی حالت میں ہی اس کا انتقال ہوا، اس کو "تابعی" کہتے ہیں اور جس نے تابعی کو اسی طرح دیکھا وہ "تبع تابعی" کہلاتا ہے۔

عقیدہ: صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے بہت زیادہ فضائل اور تعریفیں قرآن و حدیث میں آئی ہیں۔ ان سب سے اچھا گمان اور عقیدت رکھنی چاہیے۔ اگر ان کے بارے

میں کسی واقعہ یا کسی صحابی پر کسی اختلاف یا لڑائی کے بارے میں سنے تو اسے ان کی بھول چوک سمجھنا چاہیے۔ ان کی برائی ہرگز نہ کرنی چاہیے، اور ان اصحاب سے بدگمان ہونے کا خطرہ ہے۔ تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین میں چار صحابہ بڑے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد ان کے نائب ہوئے اور دین کا انتظام سنبھالا۔ اس لیے یہ "خلیفۂ اول" کہلاتے ہیں۔ تمام امت میں آپ سب سے بہتر ہیں۔ آپ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ یہ دوسرے خلیفہ ہیں۔ ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ یہ تیسرے خلیفہ ہیں اور پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ یہ چوتھے خلیفہ ہیں۔

عقیدہ: صحابی کا اتنا بڑا رتبہ ہے کہ بڑے سے بڑا ولی ادنیٰ درجہ کے صحابی کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا۔

ان کی اور تمام صحابہ کی خصوصیات بھی احادیث مبارکہ میں وارد ہوئی ہیں۔

اولیائے کرام

عقیدہ: مسلمان جب خوب عبادت کرتا ہے، گناہوں سے بچتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دل و جان سے فرمانبرداری کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کا دوست اور پیارا بن جاتا ہے۔ ایسے شخص کو "ولی" کہتے ہیں۔ اس شخص سے کبھی ایسی باتیں ہونے لگتی ہیں جو اور لوگوں سے نہیں ہو سکتیں، ان باتوں کو "کرامت" کہتے ہیں۔

عقیدہ: ولی کتنا ہی بڑا ہو جائے مگر نبی کے برابر نہیں ہو سکتا۔

عقیدہ: کوئی بھی شخص خدا کا کیسا ہی پیارا ہو جائے مگر جب تک ہوش و حواس باقی ہوں شریعت کا پابند رہنا فرض ہے۔ نماز، روزہ اور کوئی عبادت معاف نہیں ہوتی۔ جو خود ایسا کرتے ہیں وہ اللہ کے دوست نہیں ہو سکتے۔

عقیدہ: جو شخص شریعت کے خلاف عمل کرتا ہو وہ کبھی خدا کا دوست نہیں ہو سکتا۔

اگر اس کے ہاتھ سے کوئی حیرت انگیز بات دکھائی دے یا تو وہ جادو ہے یا نفسانی اور شیطانی دھندا اور شعبدہ ہے۔ اس سے عقیدت ہرگز نہ رکھنی چاہیے۔

عقیدہ: ولی لوگوں کو بعض رازکی باتیں سوتے یا جاگتے میں معلوم ہو جاتی ہیں۔ ان باتوں کو "کشف" اور "الہام" کہتے ہیں۔ اگر وہ باتیں شریعت کے مطابق ہیں تب تو قبول ہیں لیکن اگر شریعت کے خلاف ہوں تو ہرگز قبول نہیں بلکہ مردود ہیں۔

چند کفریہ باتیں:

عقیدہ: ایمان اس وقت درست ہوتا ہے جبکہ اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سب باتوں کو سچا سمجھے اور ان سب کو مان لے۔ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بات میں شک کرنا یا اس کو جھٹلانا یا اس میں عیب نکالنا یا اس کا مذاق اڑانا ان سب باتوں سے ایمان ختم ہو جاتا ہے۔

عقیدہ: قرآن وحدیث کے کھلے واضح مطلب کو نہ ماننا اور اس میں اپنے مطلب کے معانی گھڑنا بددینی کی علامت ہے۔

عقیدہ: گناہ کو حلال سمجھنے سے ایمان جاتا رہتا ہے۔ اول تو گناہ کے قریب بھی نہ جانا چاہیے، لیکن اگر بدبختی سے اس میں مبتلا ہیں تو اس گناہ کو گناہ ضرور سمجھیں اور اس کی برائی اور اس کا حرام ہونا دل سے نہ نکالیں ورنہ ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔

عقیدہ: گناہ چاہے جتنا بڑا ہی کیوں نہ ہو جب تک اس کو برا سمجھتا رہے ایمان نہیں جاتا، البتہ کمزور ہو جاتا ہے۔

عقیدہ: اللہ تعالیٰ سے بے خوف ہو جانا یا ناامید ہو جانا کفر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ سمجھ لینا کہ آخرت میں ہر حال میں مجھے بڑے درجات ملیں گے، کوئی پکڑ نہ ہوگی یا یہ سمجھنا کہ میری ہرگز کسی طرح بخشش نہ ہوگی، کفریہ غلطی ہے۔ مسلمان کو چاہیے کہ خوف اور امید کے درمیان میں رہے۔

جنت اور جہنم:

عقیدہ: جنت بھی پیدا ہو چکی ہے اور اس میں قسم قسم کی نعمتیں، راحت اور طرح طرح کی نعمتیں ہوں گی، جنتیوں کو کسی طرح کا ڈر اور غم نہ ہوگا اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے، نہ اس سے نکلیں گے اور نہ وہاں مریں گے۔

عقیدہ: دوزخ پیدا ہو چکی ہے، اس میں سانپ بچھو اور طرح طرح کا عذاب ہے۔ دوزخیوں میں سے جن میں ذرا بھی ایمان ہوگا وہ اپنے اعمال کی سزا بھگت کر رسولوں اور نبیوں کی سفارش سے نکل کر جنت میں داخل ہوں گے، چاہے کتنے ہی بڑے گناہ گار ہوں۔ اور جو کافر اور مشرک ہیں وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے اور ان کو موت بھی نہ آئے گی۔

عقیدہ: اللہ کو اختیار ہے کہ چھوٹے گناہ پر سزا دے یا بڑے گناہ کو اپنی مہربانی سے معاف فرما دے اور اس پر بالکل سزا نہ دے۔

عقیدہ: جنت میں سب سے بڑی نعمت اللہ تعالیٰ کا دیدار ہے جو جنتیوں کو نصیب ہوگا۔ اس کی لذت کے مقابلے میں تمام نعمتیں بے حقیقت معلوم ہوں گی۔

اعتبار خاتمے کا ہے:

عقیدہ: عمر بھر کوئی کیسا ہی بھلا برا ہو مگر جس حالت پر اس کا خاتمہ ہوتا ہے اسی کے مطابق اس کو اچھا برا بدلا ملتا ہے۔

عقیدہ: آدمی عمر بھر میں جب کبھی توبہ کرے یا مسلمان ہو اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبول ہے، البتہ مرتے وقت جب دم ٹوٹنے لگے اور عذاب کے فرشتے دکھائی دینے لگیں اس وقت توبہ قبول نہیں ہوتی اور نہ ایمان۔

تیسرا باب

مسنون اعمال

تیسرا باب: چوبیس گھنٹے کے مسنون اعمال

رسول اللہ ﷺ کی مبارک سنتیں

چوبیس گھنٹے کے مسنون اعمال و آداب

صبح اٹھتے وقت:

"الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا والیہ النشور"

فائدہ:

کے جواب میں "صدقت وبررت" کہے۔

☆......اذان ختم ہوجانے کے بعد درود شریف اور "دعائے وسیلہ" پڑھیں۔ اس کا پڑھنے والا شفاعت کا مستحق ہوجاتا ہے۔ "دعائے وسیلہ" یہ ہے:

"اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ، وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ، اٰتِ مُحَمَّدَا نِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ، وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَا نِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ اِنَّكَ لَاتُخْلِفُ الْمِيْعَادَ."

☆......فجر کے وقت دو رکعت سنتیں ہیں۔ ان کا ثواب دنیا ومافیہا سے بھی زیادہ ہے۔

مسئلہ: سورج کے طلوع، زوال اور غروب کے وقت ہر طرح کی نماز ممنوع ہے۔ ان تین اوقات میں سجدہ بھی نہ کریں۔

مسئلہ: صبح صادق سے لے کر سورج طلوع ہونے کے پندرہ بیس منٹ بعد تک نفل نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، اس لیے اس وقت تحیۃ الوضو بھی نہ پڑھیں، البتہ قضا نماز اور سجدۂ تلاوت جائز ہے۔

☆......ہر نماز کو اس طرح خشوع وخضوع سے ادا کریں گویا کہ وہ زندگی کی آخری نماز ہے۔

☆......نماز میں دل کو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رکھیں۔ تمام اعضا بھی پرسکون ہونے چاہئیں۔

☆......نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرش پر، چٹائی پر اور زمین پر نماز پڑھنا ثابت ہے۔

نماز سے فارغ ہونے کے بعد:

☆......فرض نماز کا سلام پھیرنے کے بعد "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" ایک مرتبہ "اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ" تین مرتبہ پڑھنا۔

☆......فجر وعصر کے فرضوں کے بعد تھوڑی دیر ذکر الٰہی میں مشغول رہنا۔

☆......پانچوں وقت نماز سے فارغ ہوکر کچھ دیر اپنی جگہ بیٹھے رہنا۔ جب تک نمازی اپنی جگہ پر بیٹھا رہتا ہے، اس کے لیے فرشتے برابر دعائے مغفرت ودعائے رحمت کرتے رہتے ہیں۔

موجود تین سو ساٹھ جوڑوں کا صدقہ ادا ہو جاتا ہے اور تمام (صغیرہ) گناہوں کی مغفرت ہو جاتی ہے، اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

چاشت کی چار رکعت پڑھنے سے اللہ تعالیٰ دن بھر کے بڑے بڑے کام آسانی پورے کروا دیتے ہیں۔ اس کے کاموں کی کفالت فرما لیتے ہیں۔

چاشت سے فارغ ہو کر پھر گھر کے کام کاج میں لگ جائیے۔

کھانا کھانے کی سنتیں:

زوال کے قریب اکثر کھانا کھانے کی عادت ہوتی ہے، لہٰذا اب کھانا کھانے کی سنتیں لکھی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر چلنے کی توفیق بخشے۔

مسنون کھانے:

کھانے کی بہت سی صورتیں اور قسمیں ایجاد ہوتی جا رہی ہیں اور ہم ان کو اپناتے جا رہے ہیں۔ ضرورت ہے کہ اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کو اپنایا جائے۔ اگر محبت سچی ہے تو ایسا کرنا کچھ مشکل نہیں۔ ہمیشہ کے تو کیا کہنے کم از کم ایک دفعہ محض سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیت سے وہ چیزیں کھا لیجیے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تناول فرمائی ہیں۔ کھاتے وقت اگر یہ سوچ لیا جائے کہ اب تک تو ہم اپنی مرضی وخواہش سے کھاتے رہے ہیں مگر اب ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی نیت سے کھائیں گے تو اس میں برکت بھی ہوگی، نور بھی ہوگا اور راحت بھی ہوگی۔ ان شاء اللہ!

جو کی روٹی۔ بغیر چھنے ہوئے (بھوسی والے) آٹے کی روٹی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ساری عمر چھنے ہوئے آٹے کی روٹی نہیں کھائی۔ تمام قدیم وجدید اطباء کا اتفاق ہے کہ گندم میں موجود بھوسی میں فائدے ہی فائدے ہیں۔ ہاضمہ درست رکھتی ہے۔ شوگر کو کنٹرول کرتی ہے۔ آج کل امت اس سنت کو چھوڑ کر اور سفید آٹے کی عادی ہو کر بہت سے امراض خصوصاً پیٹ کی بیماریوں میں مبتلا ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ صحیح سمجھ اور سنتوں بھرا فطری طرز زندگی نصیب فرمائے۔

زیادہ ہوگی۔

مزید چند سنتیں یہ ہیں

☆ کھانے پر قناعت کر لینا، یعنی جتنا اور جیسا مل جائے اس پر راضی رہنا اور اللہ تعالیٰ کا فضل سمجھ کر کھانا۔

☆ جوتے اتار کر کھانا کھانا۔

☆ کھانے کی مجلس میں جو شخص بزرگ ہو اور بڑا ہو، پہلے اس سے شروع کرانا۔

☆ کھانا تین انگلیوں سے آرام سے کھایا جا سکتا ہو تو چوتھی انگلی کو شامل نہ کرنا۔ غرضیکہ بقدر ضرورت ہاتھ کی انگلیاں استعمال کرنا۔

☆ بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر کھانا شروع کرنا۔

☆ کھانے کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائے اور درمیان میں یاد آ جائے تو اس طرح پڑھیں: "بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَ آخِرَهٗ"

☆ کھانا اپنی جانب والے کنارے سے شروع کرنا، برتن کے بیچ میں یا دوسرے آدمی کے آگے ہاتھ نہ ڈالنا۔

☆ دسترخوان پر مختلف کھانے ہوں، تو مختلف جگہوں سے مختلف چیزیں اٹھا کر لینا جائز ہے۔

☆ کھانے میں پھونک نہ ماریں۔

☆ گھر میں سرکہ اور شہد رکھنا سنت ہے۔ (سرکہ سے قدرتی سرکہ مراد ہے۔ آج کل کیمیکلز سے بنا ہوا مصنوعی سرکہ مراد نہیں)

☆ گوشت کا ٹکڑا بڑا ہو تو اس کو چھری سے کاٹ کر چھوٹا کر کے کھانا درست ہے۔

☆ گوشت کی بوٹی کو چھری سے کاٹ کر کھانے کے بجائے دانتوں سے نوچ کر کھائیں، مزود ہضم اور مزیدار معلوم ہوتا ہے۔

☆ تیز گرم کھانا نہ کھائیں۔ ذرا دم لیں۔ گرمائش کم ہونے دیں۔ سہارا ہو جائے

پینے کی سنتیں:

☆ دائیں ہاتھ سے پانی پینا۔ بائیں ہاتھ سے شیطان پانی پیتا ہے۔

☆ پانی پینے سے پہلے بسم اللہ اور آخر میں الحمد للہ کہنا۔

☆ تین سانس میں پانی پینا چاہیے اور برتن سے منہ الگ کر کے سانس لینا چاہیے۔

☆ پہلی سانس میں تھوڑا پانی لے، دوسرے میں اس سے زیادہ اور تیسرے میں اس سے زیادہ۔

☆ پینے کی چیز میں پھونک نہ مارنا۔

☆ رات کو چھوارے یا کشمش یا منقی پانی میں بھگو کر رکھنا اور صبح کو ان کا پانی پینا، اگر گرمی کی وجہ سے یا دیر تک رکھا رہنے کی وجہ سے نشہ پیدا ہو جائے تو ہرگز نہ پئیں۔ نشہ آور چیز حرام ہے۔

☆ کوئی مشروب خود پی کر بچا ہوا دوسرے کو دینا ہو تو دائیں جانب والے کا حق ہوتا ہے۔

☆ جو شخص دوسروں کو پلائے وہ خود سب سے آخر میں پیئے۔

☆ دودھ پینے کے بعد یہ دعا پڑھنا "اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْہِ وَزِدْنَا مِنْہُ"

☆ دودھ کے علاوہ دوسری چیزیں پی کر یہ دعا کرنا "اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْہِ وَاَطْعِمْنَا خَیْرًا مِّنْہُ"

☆ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک لکڑی کا پیالہ تھا جس کے باہر لوہے کی پتی جڑی ہوئی تھی۔ ہر پینے کی چیز اس میں ڈال کر پی لیتے تھے۔ ایک روایت میں شیشے کا پیالہ بھی آیا ہے۔

شام کے وقت:

☆ عصر کی نماز کے بعد سے مغرب کی نماز تک جو شخص ذکر الٰہی کرتا ہے، اس کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے چار غلاموں کے آزاد کرنے کا سا ثواب ہوتا ہے۔

مختلف سنتیں

☆...... جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مزاج کے مطابق کوئی چیز پیش آتی تھی تو یوں شکر ادا کرتے: "اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِہٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ."

اور جب ناگواری کی حالت پیش آتی تو فرماتے "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ."

☆...... جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی کے متعلق بری بات معلوم ہوتی تو یوں نہیں فرماتے کہ فلاں شخص کو کیا ہوا ایسا ایسا کرتا ہے، بلکہ یوں فرماتے "لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ ایسا ایسا کرتے ہیں؟"

☆...... جب سردی کا موسم آتا تو جمعہ کی رات کو اندر سونا شروع فرماتے اور جب گرمی کا موسم آتا، جمعہ کی رات کو باہر سونا شروع فرماتے۔ جب نیا کپڑا پہنتے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا یعنی الحمدللہ یا اور کوئی شکر کا لفظ کہتے۔ شکرانے کے دو نفل پڑھتے اور پرانا کپڑا کسی ضرورت مند کو دے دیتے۔

☆...... جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ ہنسی آتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم منہ پر ہاتھ رکھ لیتے تھے۔

☆...... جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھینک آتی تو ہاتھ یا کپڑا منہ پر رکھ لیتے اور آواز کو دبا لیتے تھے۔

☆...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین میں سے کوئی آپ سے ملتا اور وہ ٹھہر جاتا تو اس کے ساتھ آپ بھی ٹھہر جاتے اور جب تک وہ نہ جاتا آپ ٹھہرے ہی رہتے اور جب کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم

- ☆ مجلس میں اُٹھنا بیٹھنا اللہ کے ذکر کے ساتھ ہو۔ جو مجلس ہو ایک بار کسی وقت درود شریف پڑھنا۔
- ☆ مجلس میں جو جگہ مل جائے اسی جگہ بیٹھ جانا۔
- ☆ کوئی خاتون جہاں بیٹھی ہے اس کو کسی ترکیب سے اٹھا کر خود وہاں نہ بیٹھنا۔
- ☆ بچے بچی سات برس کے ہو جائیں تو نماز وغیرہ دین کی باتوں کا حکم دینا۔
- ☆ دس برس کے ہو جائیں اور نماز نہ پڑھیں تو سختی کرنا۔ اگر ضرورت پڑے تو مار کر نماز پڑھوانا۔

چالیس مسنون دعائیں

(۱) صبح یہ دعا پڑھیں:

"اللّٰھم بک اصبحنا، وبک امسینا، وبک نحیا، وبک نموت،
والیک النشور"

"اے اللہ تیری ہی قدرت سے ہم صبح کے وقت میں داخل ہوئے اور تیری ہی
قدرت سے ہم جیتے اور مرتے ہیں اور تیری ہی طرف جانا ہے۔"

(۲) سورج نکلتے وقت کی دعا:

"الحمد للّٰہ الذی اقالنا یومنا ھذا، ولم یھلکنا بذنوبنا"

"سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے آج کے دن ہمیں معاف رکھا اور ہمارے گناہوں کے
سبب ہمیں ہلاک نہ فرمایا۔"

(۳) شام کو یہ پڑھے:

"اللّٰھم بک امسینا، وبک اصبحنا، وبک نحیا، وبک نموت،
والیک المصیر"

"اے اللہ ہم تیری ہی قدرت سے شام کے وقت میں داخل ہوئے اور تیری ہی
قدرت سے صبح کے وقت میں داخل ہوئے اور تیری ہی قدرت سے جیتے اور مرتے ہیں اور
مرنے کے بعد تیری ہی طرف جانا ہے۔"

(٤) صبح اور شام کی ایک خاص دعا:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بندہ ہر صبح و شام تین مرتبہ یہ کلمات پڑھ لیا کرے تو اسے کوئی چیز نقصان نہ پہنچائے گی۔ دوسری روایت میں ہے کہ اسے کوئی ناگہانی بلا نہ پہنچے گی۔ کلمات یہ ہیں:

"بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ، وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ."

"اللہ کے نام سے ہم نے صبح کی (یا شام کی) وہ ذات جس کے نام کے ساتھ آسمان یا زمین میں کوئی چیز نقصان نہیں دے سکتی اور وہ سننے والا جاننے والا ہے۔"

(٥) سوتے وقت پڑھنے کی چیزیں:

جب سونے کا ارادہ کرے تو وضو کرلے اور اپنا بستر جھاڑ لے، پھر داہنی کروٹ پر لیٹ کر سر کے نیچے اپنا ہاتھ رکھ کر تین بار یہ پڑھے:

"اَللّٰهُمَّ قِنِیْ عَذَابَكَ یَوْمَ تَجْمَعُ عِبَادَكَ."

"اے اللہ! مجھے اس روز اپنے عذاب سے بچا جس روز تو اپنے بندوں کو جمع فرمائے گا۔"

یا یہ پڑھے:

"اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْیٰی."

"اے اللہ! میں تیرا ہی نام لے کر مرتا اور جیتا ہوں۔"

اور سوتے وقت یہ بھی پڑھے: "سُبْحَانَ اللّٰهِ" ۳۳ بار، "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" ۳۳ بار، "اَللّٰهُ اَکْبَرُ" ۳٤ بار۔

(٦) جب سو کر اٹھے تو یہ دعا پڑھے:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا، وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ."

"سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے ہمیں موت دے کر زندگی بخشی اور ہم کو

اسی کی طرف اٹھ کر جاتا ہے۔''

(۷) بیت الخلا جائے تو یہ پڑھے:

جب بیت الخلا جائے تو داخل ہونے سے پہلے ''بِسْمِ اللّٰہ'' کہے اور یہ دعا پڑھے۔

''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ۔''

''اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں خبیث جنوں سے مرد ہوں یا عورت۔''

(۸) جب بیت الخلا سے نکلے تو یہ پڑھے:

''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ۔''

''سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے مجھ سے تکلیف دینے والی چیز دور کی اور مجھے چین دیا۔''

(۹) جب وضو کرنا شروع کرے تو یہ پڑھے:

''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔''

''شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔''

(۱۰) جب وضو کر چکے تو یہ پڑھے:

''اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ، وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔''

''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ تنہا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔''

''اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ، وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ۔''

''اے اللہ مجھے بہت توبہ کرنے والوں میں اور خوب پاک رہنے والوں میں شامل فرمادے۔''

(۱۱) جب اذان کی آواز سنے:

''تو جو مؤذن کہتا جائے وہی کہے اور ''حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ''

کے جواب میں "لا حول و لا قوۃ الا باللہ" کہے۔[۱]

(۱۲) فرض نماز کے بعد تین بار استغفر اللہ کہے اور یہ دُعا پڑھے:

"اللّٰھم انت السلام ومنک السلام، تبارکت یا ذالجلال والاکرام."

"اے اللہ! تو سلامت رہنے والا ہے اور تجھ ہی سے سلامتی مل سکتی ہے تو بابرکت ہے اے بزرگی اور عظمت والے۔"

(۱۳) نماز فجر اور نماز مغرب کے بعد:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نماز فجر اور نماز مغرب کے بعد کسی سے بات کرنے سے پہلے اگر سات مرتبہ "اللّٰھم اجرنی من النار" (اے اللہ! مجھے دوزخ سے محفوظ فرمادے) تم نے پڑھ لیا تو اگر اس دن یا اس رات میں مر جاؤ گے تو تمہاری دوزخ سے ضرور خلاصی ہوگی۔"

(۱۴) جب کھانا کھا چکے تو یہ پڑھے:

"الحمد للہ الذی اطعمنا وسقانا، وجعلنا مسلمین."

"سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور مسلمان بنایا۔"

(۱۵) دودھ پی کر یہ دُعا پڑھے:

"اللّٰھم بارک لنا فیہ وزدنا منہ."

"اے اللہ! تو اس میں ہمیں برکت دے اور یہ ہم کو اور زیادہ نصیب فرما۔"

(۱۶) جب کسی کے یہاں دعوت کھائے تو یہ پڑھے:

"اللّٰھم اطعم من اطعمنی، واسق من سقانی."

"اے اللہ! جس نے مجھے کھلایا تو اسے کھلا اور جس نے مجھے پلایا تو اسے پلا۔"

۱۔ یہ جملہ نیک کام کی توفیق ملنے کی دعا بھی ہے (یہاں یہی مراد ہے) اور برے کاموں سے حفاظت کا ذریعہ بھی۔ اس لیے ناپسندیدہ باتوں کے موقع پر بھی بولا جاتا ہے۔

نیز کھلانے والے کو مخاطب کر کے یہ دعا دے:

"افطر عندكم الصائمون، واكل طعامكم الابرار، وصلت عليكم الملائكة"

"تمہارے پاس روزہ دار افطار کریں اور نیک بندے تمہارا کھانا کھائیں اور فرشتے تم پر رحمت بھیجیں۔"

(۱۷) جب میزبان کے گھر سے چلنے لگے تو یہ دُعا پڑھے:

"اللهم بارك لهم فيما رزقتهم، واغفر لهم، وارحمهم"

"اے اللہ! ان کے رزق میں برکت دے اور ان کو بخش دے اور ان پر رحم فرما۔"

(۱۸) جب روزہ افطار کرے تو یہ پڑھے:

"اللهم لك صمت، وعلى رزقك افطرت"

"اے اللہ! میں نے تیرے ہی لیے روزہ رکھا اور تیرے ہی دیے ہوئے رزق پر روزہ کھولا۔"

(۱۹) جب کپڑا پہنے تو یہ پڑھے:

"الحمد لله الذي كساني هذا، ورزقنيه من غير حول مني ولا قوة"

"سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جس نے مجھے یہ کپڑا پہنایا اور نصیب کیا بغیر میری کوشش اور قوت کے۔"

(۲۰) جب نیا کپڑا پہنے تو یہ کہے:

"اللهم لك الحمد كما كسوتنيه، اسئلك خيره وخير ما صنع له، واعوذ بك من شره وشر ما صنع له"

"اے اللہ! تیرے ہی لیے سب تعریف ہے جیسا کہ تو نے یہ کپڑا مجھے پہنایا۔ میں تجھ سے اس کی بھلائی کا اور اس چیز کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں جس کے لیے یہ بنایا گیا ہے اور تجھ سے اس کی برائی اور اس چیز کی برائی سے پناہ چاہتا ہوں جس کے لیے یہ بنایا گیا ہے۔"

(۲۱) جب آئینہ میں اپنا چہرہ دیکھے تو یہ پڑھے:

"اَللّٰھُمَّ اَنْتَ حَسَّنْتَ خَلْقِیْ، فَحَسِّنْ خُلُقِیْ۔"

"اے اللہ! جیسے تو نے میری صورت اچھی بنائی ہے میرے اخلاق بھی اچھے کر دے۔"

(۲۲) دولہا دلہن کو یوں مبارک باد دے:

"بَارَکَ اللّٰہُ لَکَ، وَبَارَکَ عَلَیْکُمَا، وَجَمَعَ بَیْنَکُمَا فِیْ خَیْرٍ۔"

"اللہ تجھے برکت دے اور تم دونوں پر برکت نازل کرے اور تم دونوں کا خوب نباہ کرے۔"

(۲۳) شب قدر میں یوں دعا مانگے:

"اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ، فَاعْفُ عَنِّیْ۔"

"اے اللہ! تو معاف فرمانے والا ہے، معافی کو پسند کرتا ہے لہذا مجھے معاف فرمادے۔"

(۲۴) جب نیا چاند دیکھے:

"اَللّٰھُمَّ اَھِلَّہٗ عَلَیْنَا بِالْیُمْنِ وَالْاِیْمَانِ، وَالسَّلَامَۃِ وَالْاِسْلَامِ، وَالتَّوْفِیْقِ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی، رَبِّیْ وَرَبُّکَ اللّٰہُ۔"

"اے اللہ! اسے تو ہمارے اوپر برکت اور ایمان اور سلامت اور اسلام کے ساتھ اور ان اعمال کے ساتھ جن سے تو راضی ہے طلوع فرما، اے چاند! میرا اور تیرا رب اللہ ہی ہے۔"

(۲۵) کسی مسلمان کو ہنستا ہوا دیکھے:

"اَضْحَکَ اللّٰہُ سِنَّکَ۔"

"اللہ تجھے ہنساتا رہے۔"

(۲۶) جب کسی مریض مسلمان کی عیادت کو جائے:

"لَا بَأْسَ! طَھُوْرٌ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ۔"

"کوئی پرواہ نہیں، ان شاء اللہ یہ بیماری گناہوں سے پاک کرنے والی ہے۔"

(۲۷) جب سواری پر بیٹھ جائے:

"سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ. وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ."

"اللہ پاک ہے جس نے اس کو ہمارے قبضے میں دے دیا اور ہم (اس کی قدرت کے بغیر) اسے قبضہ میں کرنے والے نہ تھے اور بلاشبہ ہم کو اپنے رب کی طرف ضرور جانا ہے۔"

(۲۸) جب کسی منزل (بس اسٹاپ، ریلوے اسٹیشن یا ایرپورٹ) پر اُترے:

"اَعُوْذُ بِکَلِمٰتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ."

"اللہ کے پورے کلموں کے واسطے سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں اس کی مخلوق کے شر سے۔"

(۲۹) جب کسی کو رخصت کرے تو کہے:

"اَسْتَوْدِعُ اللّٰہَ دِیْنَکَ، وَاَمَانَتَکَ، وَخَوَاتِیْمَ اَعْمَالِکَ."

"میں تمہارے دین، تمہاری امانت و دیانت اور تمہارے آخری اعمال کو اللہ کے پاس امانت رکھتا ہوں۔"

(۳۰) سوتے میں ڈر جائے:

"اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّۃِ مِنْ غَضَبِہٖ وَعِقَابِہٖ، وَشَرِّ عِبَادِہٖ، وَمِنْ ھَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ، وَاَنْ یَّحْضُرُوْنِ."

"میں اللہ تعالیٰ کے کلمات تامہ کی پناہ لیتا ہوں اس کے غضب اور غصے سے، اور اس کے عذاب سے اور اس کے بندوں کے شر سے اور شیاطین کے وسوسوں سے اور اس بات سے کہ وہ میرے پاس آئیں۔"

(۳۱) شوہر کو پہلی بار دیکھ کر:

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ مِنْ خَیْرِہٖ وَخَیْرِ مَا جَبَلْتَہٗ عَلَیْہِ، وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّہٖ وَشَرِّ مَا جَبَلْتَہٗ عَلَیْہِ."

"اے اللہ! میں آپ سے اس کی خیر و برکت مانگتی ہوں اور آپ نے اس کو جن

خصلتوں کے ساتھ پیدا کیا ہے ان کی بھلائی کی طلبگار رہوں، اور اس کے شر سے اور جن خصلتوں کے ساتھ آپ نے اس کو پیدا کیا ہے ان کے شر سے آپ کی پناہ مانگتی ہوں۔"

(۳۲) بیٹی کی رخصتی کے وقت:

"اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُعِیْذُهَا بِکَ وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ."

"یا اللہ! میں اس (لڑکی) اور اس کی (ہونے والی) اولاد کو شیطان مردود سے آپ کی پناہ میں دیتا ہوں۔"

(۳۳) جب لڑکے کی شادی کرے:

"لَاجَعَلَکَ اللّٰهُ عَلَیَّ فِتْنَةً فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ."

"اللہ تعالیٰ تمہیں میرے لیے دنیا و آخرت میں فتنہ نہ بنائے۔"

(۳۴) نیا ملازم رکھنے پر:

"اَللّٰهُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْهِ، وَاجْعَلْهُ طَوِیْلَ الْعُمُرِ کَثِیْرَ الرِّزْقِ."

"یا اللہ! اس میں میرے لیے برکت عطا فرما اور اس کی عمر دراز اور رزق زیادہ فرمادے۔"

(۳۵) توفیق شکر کے لیے:

"رَبِّ اَوْزِعْنِیْ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ، وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ، وَاَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِکَ فِیْ عِبَادِکَ الصّٰلِحِیْنَ."

"اے میرے رب! مجھے توفیق دے کہ تیرے اس احسان کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کیا اور مجھے نیک کام کرنے کی توفیق دے اور مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں شامل کر!"

(۳۶) اعمال اور توبہ کی قبولیت کے لیے:

"رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا، اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ، وَتُبْ عَلَیْنَا، اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ."

"اے ہمارے رب! ہمارے اعمال قبول کر، بے شک تو سننے والا اور جاننے والا ہے اور ہمیں معاف کر، بیشک تو معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔"

(٣٧) توفیقِ نماز کے لیے:

"رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوةِ، وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ، رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ."

"اے میرے رب! مجھے اور میری اولاد کو نماز کا قائم کرنے والا بنادے، اور اے ہمارے پروردگار ہماری دعا قبول کر!"

(٣٨) اپنے والدین اور تمام مسلمانوں کی مغفرت کے لیے:

"رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ، وَلِوَالِدَیَّ، وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ."

"اے ہمارے پروردگار! حساب (قیامت) کے دن میری، میرے والدین کی اور تمام ایمان والوں کی بخشش کر!"

(٣٩) صحت کے لیے:

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الصِّحَّةَ، وَالْعِفَّةَ، وَالْاَمَانَةَ، وَحُسْنَ الْخُلُقِ، وَالرِّضَا بِالْقَدْرِ."

"اے میرے اللہ! میں آپ سے سلامتی، پاکدامنی، امانت داری، اچھے اخلاق اور تقدیر پر رضامندی مانگتا ہوں۔"

(٤٠) ایک جامع دعا:

"اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا سَاَلَکَ مِنْهُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، وَنَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَیْکَ الْبَلَاغُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ."

"اے اللہ! ہم آپ سے وہ تمام بھلائیاں مانگتے ہیں جو آپ کے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے مانگیں اور ان تمام برائیوں سے پناہ مانگتے ہیں جن سے آپ کے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ چاہی اور آپ ہی سے مدد چاہی جاتی ہے اور آپ ہی کی طرف ہر چیز پہنچتی ہے اور برائی سے بچنے کی طاقت یا نیکی کی توفیق صرف آپ کی طرف سے ہی ہوتی ہے۔"

دعائے حاجت

"لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، أَسْأَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ، وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ إِثْمٍ لَا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا إِلَّا غَفَرْتَهُ وَلَا هَمًّا إِلَّا فَرَّجْتَهُ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًى إِلَّا قَضَيْتَهَا يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ!"

"نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ تعالیٰ کے جو چشم پوشی اور بخشش کرنے والے ہیں۔ پاک ہے اللہ جو عرش عظیم کا مالک ہے اور اللہ ہی کے لیے سب تعریفیں ہیں جو سارے جہان کا پروردگار ہے۔ اے اللہ! میں تجھ سے ان چیزوں کو مانگتا ہوں جن کی وجہ سے تیری رحمت نازل ہوتی ہے اور جو تیری بخشش کا سبب ہوتی ہیں اور اپنے لیے ہر نیکی کی توفیق مانگتا ہوں اور ہر گناہ سے حفاظت چاہتا ہوں۔ اے اللہ! میرا کوئی گناہ ایسا نہ چھوڑ جسے تو بخش نہ دے۔ نہ کوئی ایسا غم جسے تو زائل نہ کردے۔ نہ کوئی ایسی ضرورت پوری کیے بغیر چھوڑ جسے پورا کرنے میں تیری رضا ہو۔ اے سب رحم والوں سے زیادہ رحم کرنے والے!"

چوتھا باب

شرعی مسائل

چوتھا باب: مسائل

طہارت

نماز

زکوٰۃ

روزہ

حج

متفرقات

دھونا کہ پہلے منہ دھوئے، پھر کہنیوں سمیت ہاتھ دھوئے، پھر سر کا مسح کرے اور پھر پاؤں دھوئے۔

سوال: وضو کے مستحبات بیان کریں؟

جواب: سنتوں کے علاوہ باقی باتیں جو وضو کے مسنون طریقہ میں ہیں، وہ مستحب ہیں، جیسے:

(١) قبلہ رخ ہو کر بیٹھنا (٢) بدن مل کر دھونا (٣) دائیں طرف سے شروع کرنا (٤) دوسرے سے مدد نہ لینا (٥) وضو سے بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینا۔

سوال: وضو کے دوران کون کون سی چیزیں مکروہ ہیں؟

جواب: وضو میں درج ذیل چیزیں مکروہ ہیں:

(١) ناپاک جگہ وضو کرنا (٢) سیدھے ہاتھ سے ناک صاف کرنا (٣) پانی زیادہ بہانا (٣) وضو کرتے وقت دنیا کی باتیں کرنا (٤) خلاف سنت وضو کرنا (٥) زور سے چھینٹے مارنا۔

سوال: فرض، سنت، مستحب اور مکروہ کسے کہتے ہیں؟

جواب:

فرض: فرض ایسی چیزوں کو کہتے ہیں کہ اگر ان میں سے ایک بھی چھوٹ جائے یا ان میں کچھ کمی رہ جائے تو وضو نہیں ہوتا، جیسے پہلے بے وضو تھی ویسے ہی بے وضو رہے گی۔

سنت: سنت ایسی چیزوں کو کہتے ہیں کہ ان کے چھوٹ جانے سے وضو تو ہو جاتا ہے مگر ثواب کم ملتا ہے۔ ان کے کرنے سے ثواب ملتا ہے اور شریعت میں ان کے کرنے کی تاکید آئی ہے۔ اگر ان کو اکثر و بیشتر چھوڑنے لگے تو گناہ ہوتا ہے۔

مستحب: مستحب ایسی چیزوں کو کہتے ہیں جن کے کرنے سے ثواب ملتا ہے اور نہ کرنے سے گناہ نہیں ہوتا اور شریعت میں ان کے کرنے کی تاکید نہیں آئی ہے۔

مکروہ: جو چیزیں ناپسندیدہ ہوتی ہیں انہیں "مکروہ" کہتے ہیں۔ ان سے وضو تو ہو

جاتا ہے لیکن پسندیدہ نہیں ہوتا اور اکثر و بیشتر ان کو کرنے لگ جائے تو گناہ ہوتا ہے۔

سوال: وضو کا مکمل مسنون طریقہ بیان کیجیے۔

جواب: وضو کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پاک جگہ پر قبلہ رخ ہو کر بیٹھ جائیں کسی اونچی جگہ پر بیٹھیں تاکہ چھینٹیں اڑ کر اوپر نہ آئیں پھر وضو کرنے سے پہلے بسم اللہ پڑھیں اور سب سے پہلے تین مرتبہ گٹوں تک ہاتھ دھولیں۔ اس کے بعد تین بار کلی کریں اور مسواک کریں۔ اگر مسواک نہ ہو تو کسی موٹے کپڑے یا انگلی سے دانت مل لیں اور صاف کر لیں۔ اگر روزہ نہ ہو تو غرغرہ بھی کریں۔ اس کے بعد تین بار ناک میں پانی ڈالیں اور بائیں ہاتھ سے ناک صاف کریں۔ پھر تین بار منہ دھوئیں اس طرح سے کہ سر کے بالوں سے لے کر تھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک دھل جائے۔ دونوں ابروؤں کے نیچے بھی پانی پہنچ جائے، کوئی جگہ سوکھی نہ رہ جائے۔

اس کے بعد داہنا ہاتھ کہنی سمیت تین مرتبہ دھوئیں، پھر بایاں ہاتھ کہنی سمیت تین مرتبہ دھوئیں اور ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر خلال کریں اور انگوٹھی، چھلا، چوڑی جو کچھ ہاتھ میں پہنے ہوئے ہوں، اس کو ہلالیں اور اس کے نیچے پانی پہنچائیں۔

اس کے بعد ایک مرتبہ پورے سر کا مسح کریں، پھر کانوں کے اندر شہادت کی انگلی داخل کرکے کانوں کا مسح کریں اور کانوں کی پشت کا انگوٹھوں سے مسح کریں۔ اس کے بعد انگلیوں کی پشت سے گردن کا مسح کریں، لیکن گلے کا مسح نہ کریں، کیونکہ یہ برا اور منع ہے۔ اس کے بعد تین مرتبہ دایاں پاؤں ٹخنے سمیت دھوئیں، پھر بایاں پاؤں ٹخنے سمیت دھوئیں اور پاؤں کی انگلیوں کا ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے خلال کریں۔

سوال: اگر کوئی غسل کرتے ہوئے پورے بدن پر پانی بہائے لیکن وضو نہ کرے اور نہ ہی وضو کا ارادہ کرے تو کیا اس کا وضو ہو جائے گا؟

جواب: وضو کے جو چار فرض اوپر بیان ہوئے ہیں یہ پورے ہو جائیں تو وضو ہو جاتا ہے، چاہے وضو کا ارادہ کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ چنانچہ اگر کوئی غسل کرتے ہوئے پورے بدن پر

پانی بہالے اور وضو نہ کرے یا کسی حوض وغیرہ میں گر پڑے یا بارش میں کھڑی ہو اور وضو کے
یا اعضا دھل جائیں تو وضو ہو جاتا ہے لیکن وضو کا جو ثواب ہے وہ نہیں ملتا۔

سوال: انگوٹھی، چھلے یا چوڑی پہنے ہوئے ہوں تو وضو کرتے وقت ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: انگوٹھی، چھلے، چوڑی، کنگن وغیرہ اگر اتنے ڈھیلے ہوں کہ ہلائے بغیر بھی ان کے نیچے پانی پہنچ سکتا ہو تب بھی ہلا لینا مستحب ہے اور اگر ایسے تنگ ہوں کہ بغیر ہلائے پانی نہ پہنچنے کا اندیشہ ہو تو ان کو ہلا کر اچھی طرح سے پانی پہنچانا ضروری اور واجب ہے۔

تنبیہ: نتھ کے بارے میں جو حکم ہے معلمہ وہ بھی اچھی طرح سمجھائے۔

سوال: اگر کسی کے ناخن میں آٹا لگ کر سوکھ گیا اور اسی حالت میں اس نے وضو کر لیا اور اس کے نیچے پانی نہ پہنچ سکا تو اب کیا حکم ہے؟

جواب: ایسی صورت میں وضو نہیں ہوا۔ جب یاد آئے یا نظر آئے تو آٹے کو چھڑا کر اتنی جگہ پر پانی ڈالے، پورا وضو دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر پانی پہنچانے سے پہلے کوئی نماز پڑھ چکی ہو تو اب اس کو دوبارہ پڑھے۔

سوال: گوند لگا کر اوپر افشاں وغیرہ لگائی جاتی ہے، وضو میں اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر کسی کے ماتھے پر افشاں لگی ہے اور اوپر سے پانی بہا لیا جائے اور اس کے نیچے پانی نہ پہنچے تو وضو نہیں ہوتا، ماتھے پر سے گوند چھڑا کر منہ دھونا چاہیے۔

سوال: اگر ایک نماز کے لیے وضو کیا تھا پھر دوسری نماز کا وقت آ گیا اور ابھی وضو باقی ہے تو اسی وضو سے نماز پڑھنا جائز ہے یا نیا وضو کرے؟

جواب: اسی وضو سے نماز پڑھنا جائز ہے اور اگر نیا وضو کر لے تو بہت ثواب ملتا ہے۔

سوال: اگر کسی نے وضو کر لیا بعد میں اسے معلوم ہوا کہ فلاں جگہ مثلاً ایڑی وغیرہ پر پانی نہیں پہنچا ہے تو اب کیا کرے؟

جواب: ایسی صورت میں اس جگہ پر پانی بہالے، پورا وضو دوبارہ کرنے کی ضرورت

وضو توڑنے والی چیزوں کا بیان

سوال: وضو کن چیزوں سے ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: پاخانہ، پیشاب اور اس ہوا سے وضو ٹوٹ جاتا ہے جو پیچھے کی راہ سے نکلے۔ اگر آگے کی راہ سے ہوا نکلے تو وضو نہیں ٹوٹتا ہے اور ایسا کبھی بیماری وغیرہ سے ہو جاتا ہے اور اگر آگے یا پیچھے کی راہ سے کوئی کیڑا یا کنکری وغیرہ نکلے تو بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اسی طرح خون یا پیپ نکل کر بہہ جانے سے، ٹیک لگا کر یا لیٹ کر سو جانے سے، نشہ میں مست یا بے ہوش ہو جانے سے، رکوع سجدہ والی نماز میں[1] قہقہہ مار کر ہنسنے سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

سوال: اگر کسی کے کوئی زخم ہو اور اس میں سے کیڑا نکلے تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: زخم یا کان سے کیڑا نکلنے یا زخم میں سے کچھ گوشت کٹ کر گر پڑنے اور خون نہ نکلنے کی صورت میں وضو نہیں ٹوٹتا۔

سوال: اگر کسی کے چوٹ لگی اور خون نکلا یا پھوڑے پھنسی سے پیپ وغیرہ نکلی تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: پورے جسم میں کہیں سے بھی خون نکل آیا یا پیپ نکلی تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ ہاں اگر خون یا پیپ زخم کے منہ پر ہی رہے اور زخم کے منہ سے آگے نہ بڑھے تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ اگر ایسا ہوا کہ تھوڑا سا نکلا پھر اس کو صاف کر لیا، پھر تھوڑا نکلا تو اس کو بھی صاف کر لیا، اسی طرح ہوتا رہا تو اب دیکھا جائے گا کہ آیا اتنا تھا کہ اگر صاف نہ کرتے تو بہہ جاتا؟ اگر ایسی بات

١- اس کا مطلب یہ ہے کہ جس نماز میں رکوع و سجدہ نہیں جیسے نماز جنازہ، اگر اس میں ایسا ہو تو وضو نہیں ٹوٹتا، البتہ نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

ہے تو وضو ٹوٹ گیا اور اگر ایسا نہیں ہے تو وضو برقرار ہے۔

سوال: اگر کسی کے سوئی چبھی اور خون نکل آیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر خون نہیں بہا تو وضو نہیں ٹوٹا اور اگر ذرا سا بھی بہہ پڑا تو وضو ٹوٹ گیا۔

سوال: اگر کسی نے ناک جھاڑی اور اس میں سے جمے ہوئے خون کی پھٹکیاں نکلیں تو ان کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس سے وضو نہیں ٹوٹتا، وضو اس وقت ٹوٹتا ہے جبکہ خون پتلا ہو اور بہہ پڑے، لہٰذا اگر کسی نے اپنی ناک میں انگلی ڈالی، پھر جب نکالی تو اس پر خون کا دھبہ معلوم ہوا لیکن وہ خون بس اتنا ہی ہے کہ انگلی میں تو ذرا سا لگ جاتا ہے لیکن بہتا نہیں ہے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

سوال: اگر کسی کی آنکھ میں کوئی دانہ وغیرہ ہے اور وہ پھٹ گیا تو اب وضو کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: اگر کسی کی آنکھ کے اندر کوئی دانہ وغیرہ تھا پھر وہ پھٹ گیا یا خود اس نے توڑ دیا اور اس دانہ کا پانی بہہ کر آنکھ کے اندر پھیل گیا لیکن آنکھ سے باہر نہیں نکلا تو اس کا وضو نہیں ٹوٹا۔ اگر آنکھ سے باہر نکل کر بہہ پڑا تو وضو ٹوٹ گیا۔ اسی طرح اگر کان کے اندر کوئی دانہ ہو اور وہ پھٹ جائے تو جب تک خون یا پیپ سوراخ کے اندر اس جگہ تک رہے جہاں غسل میں پانی پہنچانا فرض نہیں ہے تو وضو نہیں ٹوٹتا اور جب ایسی جگہ پر آجائے جہاں پانی پہنچانا فرض ہے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

سوال: اگر کسی کے تھوک میں خون کا اثر محسوس ہو تو اب کیا حکم ہے؟

جواب: اگر تھوک میں خون بہت کم ہے اور تھوک کا رنگ سفیدی یا زردی مائل ہے تو وضو نہیں ٹوٹا اور اگر خون زیادہ یا تھوک کے برابر ہے اور رنگ سرخی مائل ہے تو وضو ٹوٹ گیا۔

سوال: اگر کسی کے کان میں درد ہوتا ہے اور پانی نکلا کرتا ہے تو اس میں وضو کا کیا حکم ہے؟

جواب: یہ پانی ناپاک ہے۔ اگر پھوڑا پھنسی نہ بھی معلوم ہوتی ہو پھر بھی اس پانی کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے بشرطیکہ پانی کان کے سوراخ سے نکل کر باہر اس جگہ پر آجائے

جس کا دھونا غسل میں فرض ہے۔ اسی طرح اگر ناف سے پانی نکلے اور درد بھی ہوتا ہو تو اس سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

سوال: اگر کسی کی آنکھیں دکھتی ہوں اور آنسو نکلیں تو ان کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر کسی کی آنکھیں دکھتی ہوں اور پانی بہے یا آنسو نکلیں تو اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اگر آنکھیں نہ دکھتی ہوں نہ ان میں کھٹک ہوتی ہو تو آنسو نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ مطلب یہ ہے کہ جب پانی آنکھ کی بیماری کی وجہ سے نکلے چاہے زخم معلوم ہوتا ہو یا کسی مسلمان طبیب کی تشخیص سے معلوم ہو تو ایسے پانی کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جائے گا، ورنہ نہیں۔

سوال: اگر کسی کی چھاتی سے پانی نکلتا ہے تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر کسی کی چھاتی سے پانی نکلتا ہے اور درد بھی ہوتا ہے تو وہ ناپاک ہے، اس سے وضو ٹوٹ جائے گا۔ اگر درد نہیں ہوتا تو پاک ہے، اس سے وضو بھی نہ ٹوٹے گا۔

سوال: اگر وضو کی حالت میں قے ہوگئی تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر قے میں کھانا یا پانی یا پت (زرد پانی) نکلے تو اگر منہ بھر کر قے ہوئی ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا اور اگر منہ بھر کے نہ ہو تو وضو نہ ٹوٹے گا۔

سوال: منہ بھر ہونے کا کیا مطلب ہے؟

جواب: اس کا مطلب یہ ہے کہ مشکل سے منہ میں رکے۔ اور اگر قے میں خالص بلغم نکلا تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا، چاہے جتنا ہو منہ بھر ہو یا نہ ہو سب کا ایک ہی حکم ہے۔

سوال: اگر قے میں خون نکلے تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر خون پتلا ہو اور بہتا ہوا ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا، چاہے کم ہو زیادہ، یعنی منہ بھر ہو یا نہ ہو۔ اگر جما ہوا ٹکڑے ٹکڑے ہونے کی شکل میں نکلے تو اس وقت وضو ٹوٹے گا، جب منہ بھر ہو۔

سوال: اگر تھوڑی تھوڑی کر کے کئی مرتبہ قے ہوئی تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر تھوڑی تھوڑی کر کے کئی مرتبہ قے ہوئی لیکن سب ملا کر اتنی ہے کہ اگر ایک

مرتبہ ہی ہوتی تو مت بھر ہو جاتی تو اب دیکھیں گے اگر ایک ہی متلی مسلسل ہے اور تھوڑی تھوڑی قے ہوتی رہی ہے تو ایسی صورت میں وضو ٹوٹ جائے گا۔ لیکن اگر ایک ہی متلی مسلسل نہیں رہی بلکہ پہلے کی متلی ختم ہو گئی تھی اور دل اچھا ہو گیا تھا پھر دوبارہ متلی ہوئی اور تھوڑی سے ہوئی پھر جب یہ متلی ختم ہوئی، تیسری مرتبہ پھر متلی شروع ہو کر قے ہوئی تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔

سوال: وضو کی حالت میں سو جانے سے وضو پر کیا اثر پڑتا ہے؟

جواب: اگر لیٹے لیٹے آنکھ لگ گئی یا کسی چیز سے ٹیک لگا کر بیٹھے بیٹھے اس طرح سو گئی کہ اگر وہ ٹیک نہ ہوتی تو گر پڑتی تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اگر سیدھے بیٹھے بیٹھے نیند کا ایسا جھونکا آیا کہ گر پڑی تو اگر گرتے ہی فوراً آنکھ کھل گئی تو وضو نہیں ٹوٹا اور اگر گرتے ہی آنکھ نہ کھلی ذرا دیر بعد کھلی تو وضو ٹوٹ جائے گا اور اگر بیٹھی جھولتی جھومتی رہی، اگری نہیں تو وضو نہیں ٹوٹا۔

سوال: اگر نماز پڑھنے کی حالت میں ہنسی نکل گئی تو وضو کا کیا حکم ہے؟

جواب: ہنسنے کی تین صورتیں ہیں:

(۱) کھلکھلا کر ہنسنا: اس طرح سے کہ پاس والے بھی آواز سن لیں۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اس سے نماز بھی ٹوٹ جائے گی اور وضو بھی ٹوٹ جائے گا۔

(۲) اس طرح سے ہنسنا کہ خود کو تو آواز سنائی دے مگر پاس والے لوگ آواز نہ سن سکیں، اگرچہ بالکل قریب والے سن لیں یعنی جو بہت ہی قریب ہے وہ سن لے تو اس کا حکم یہ ہے کہ نماز ٹوٹ جائے گی، وضو نہیں ٹوٹے گا۔

(۳) اس طرح سے ہنسنا کہ صرف دانت نظر آنے لگیں، آواز بالکل نہ نکلے تو اس کا حکم یہ ہے کہ نہ وضو ٹوٹے گا اور نہ ہی نماز۔

فائدہ: یہ حکم بالغ عورت کا ہے۔ اگر چھوٹی لڑکی یعنی جو ابھی نابالغ ہے، نماز میں زور سے بھی ہنسے تو وضو میں کوئی فرق نہ آئے گا اور اسی طرح بالغ عورت کو اگر نماز جنازہ یا سجدہ تلاوت میں ہنسی زور سے بھی آ گئی تو بھی وضو نہ ٹوٹے گا ہاں البتہ وہ سجدہ اور نماز ٹوٹ جائے گی جس میں ہنسی آ گئی تھی۔

سوال: دودھ پیتا بچہ جو دودھ نکالتا ہے اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: اگر یہ دودھ منہ بھر نہ ہو تو ناپاک نہیں ہے اور اگر منہ بھر ہو تو ناپاک ہے۔ اگر اس کو دھوئے بغیر انہی کپڑوں میں نماز پڑھے گی تو نماز نہ ہوگی۔

سوال: اگر وضو کرنا تو یاد ہو لیکن وضو ٹوٹنا یاد نہ ہو تو کیا حکم ہے؟

جواب: ایسی صورت میں وضو باقی سمجھا جائے گا، اس سے نماز درست ہے، لیکن دوبارہ وضو کر لینا بہتر ہے۔

سوال: اگر کسی کو وضو میں شک ہو کہ فلاں عضو دھویا یا نہیں تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایسی صورت میں وہ عضو پھر سے دھو لینا چاہیے۔ اگر وضو کرنے کے بعد شک ہوا ہو تو اب کچھ پروا نہ کرے۔ وضو ہو گیا۔ ہاں البتہ یقین ہو جائے کہ فلاں جگہ باقی رہ گئی ہے تو اس کو دھو لے۔

سوال: بغیر وضو قرآن پاک کو پکڑنے یا چھونے کا کیا حکم ہے؟

جواب: بغیر وضو کے قرآن پاک کو پکڑنا یا چھونا درست نہیں ہے۔ ہاں ایسے کپڑے سے پکڑے جو خود پہنا ہوا نہ ہو، بدن سے جدا ہو تو درست ہے۔

سوال: بغیر وضو کے قرآن پاک پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر وضو نہ ہو تو قرآن پاک کو زبانی پڑھنا درست ہے اور اگر قرآن پاک کھلا رکھا ہو اور اس کو دیکھ دیکھ کر پڑھے لیکن ہاتھ نہ لگائے تب بھی درست ہے اور اگر جسم سے الگ کسی کپڑے وغیرہ سے پکڑ کر، دیکھ کر پڑھے تو بھی درست ہے لیکن غسل فرض ہونے کی صورت میں اور خواتین مخصوص ایام میں اس طرح سے بھی نہیں پڑھ سکتیں۔

تنبیہ: معلمہ یہاں ایام خاص میں قرآن پاک پڑھنے کے بارے میں مسئلہ خوب وضاحت سے سمجھا دیں اور تعویذ اور ایسے تھیلے یا انگشتری کے بارے میں بھی حکم بتا دیں جس میں قرآن کریم کی آیت لکھی ہوئی ہے۔

غسل کا بیان

سوال: غسل میں کتنے فرض ہیں اور وہ کیا کیا ہیں؟

جواب: غسل میں تین فرض ہیں۔

(۱) اچھی طرح کلی کرنا۔

(۲) ناک کے اندر نرم جگہ تک پانی چڑھانا۔

(۳) پورے بدن پر ایک بار پانی بہانا۔

سوال: غسل کی سنتیں بیان کیجیے؟

جواب: غسل کی سنتیں پانچ ہیں۔

(۱) غسل کی نیت کرنا۔

(۲) پہلے جسم پر کی ظاہری ناپاکی دور کرنا اور استنجا کرنا۔

(۳) پھر وضو کرنا

(۴) بدن ملنا۔

(۵) اور سارے بدن پر تین بار پانی بہانا۔

سوال: غسل کے مکروہات بیان کیجیے۔

جواب: (۱) ننگے ہونے کی حالت میں غسل کرتے وقت کسی سے بات کرنا۔

(۲) قبلہ کی جانب منہ کرکے غسل کرنا۔

(۳) پانی بہت زیادہ استعمال کرنا۔

(۴) اتنا کم پانی لینا کہ اچھی طرح سے غسل نہ کرے۔

کرتے رہیں۔

سوال: اس صورت میں جو نجاست جسم کو لگی ہو وہ کیسے صاف ہوگی؟

جواب: اس صورت میں اس نجاست کے ساتھ ہی نماز پڑھ لے، معاف ہے۔ یاد رہے کہ اگر دوسری نماز کے وقت میں پانی ملنے کا غالب گمان ہو تو اب نماز پڑھنا فرض نہیں ہوگا۔ البتہ بہتر یہ ہے کہ اس وقت نماز پڑھ لے اور پانی ملنے کے بعد دوبارہ قضا کرلے۔[1]

سوال: اگر پانی نہ تھا اور قرآن مجید کو چھونا تھا لہٰذا قرآن مجید کے چھونے کے لیے تیمم کیا تو اس سے نماز پڑھنا درست ہے؟

جواب: اگر قرآن پاک کے چھونے کے لیے تیمم کیا تو اس سے نماز پڑھنا درست نہیں ہے البتہ اگر ایک نماز کے لیے تیمم کیا دوسرے وقت کی نماز بھی اس سے پڑھنا درست ہے اور قرآن مجید کا چھونا بھی اس تیمم سے درست ہے۔

سوال: کیا پانی ہوتے ہوئے قرآن پاک کے لیے تیمم کرنا درست ہے؟

جواب: جی نہیں۔

سوال: تیمم کن چیزوں سے ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: جن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ان سے تیمم بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ اس کے علاوہ پانی کے ملنے اور اس کے استعمال پر قادر ہونے سے بھی تیمم ٹوٹ جاتا ہے۔

تنبیه: معلّم صاحب باقی مسائل بہشتی زیور سے دیکھ کر بتادیں۔

۱۔ دیکھیے: احسن الفتاوی: ۲/ ۲۷۱

مسئلہ: چھوٹے دودھ پیتے بچے کا پیشاب پاخانہ بھی نجاست غلیظہ ہے۔

سوال: نجاست خفیفہ میں کیا کیا چیزیں شامل ہیں؟

جواب: حرام پرندوں کی بیٹ اور حلال جانوروں کا پیشاب، جیسے: بکری، گائے، بھینس وغیرہ اور گھوڑے کا پیشاب نجاست خفیفہ ہے۔

سوال: مرغی، بطخ، مرغابی کی بیٹ اور ان کے علاوہ دوسرے حلال پرندوں کی بیٹ کا کیا حکم ہے؟

جواب: مرغی، بطخ، مرغابی کی بیٹ نجاست غلیظہ میں شامل ہے، ان کے علاوہ باقی دوسرے حلال پرندوں کی بیٹ پاک ہے، جیسے: کبوتر، چڑیا، مینا وغیرہ۔

سوال: چمگادڑ کی بیٹ اور پیشاب کا کیا حکم ہے؟

جواب: یہ دونوں بھی پاک ہیں۔

سوال: نجاست غلیظہ میں سے اگر پتلی اور بہنے والی چیز کپڑے یا بدن پر لگ جائے تو اس کی کتنی مقدار معاف ہے؟

جواب: یہ اگر پھیلاؤ میں ایک روپیہ کے سکہ کے برابر (یعنی جتنا تقریباً ہاتھ کی ہتھیلی کا گڑھا یا گہراؤ ہوتا ہے) یا اس سے کم ہو تو معاف ہے، اس کو دھوئے بغیر اسی کپڑے یا بدن میں نماز پڑھ لے تو نماز ہو جائے گی لیکن نہ دھونا اور اسی طرح نماز پڑھتے رہنا مکروہ اور برا ہے۔ اگر روپیہ سے زیادہ ہو تو معاف نہیں ہے، اس کو دھوئے بغیر نماز نہ ہوگی۔

سوال: اگر نجاست غلیظہ میں سے گاڑھی چیز کپڑے یا بدن کو لگ جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس کا حکم یہ ہے کہ اگر وزن میں (اندازاً) ساڑھے چار ماشہ یا اس سے کم ہو تو بغیر دھوئے نماز درست ہو جائے گی، لیکن دھو لینا بہتر ہے، چھوڑے رکھنا مکروہ ہے اور اگر اس مقدار سے زیادہ لگ جائے تو بغیر دھوئے نماز نہ ہوگی۔

سوال: نجاست خفیفہ اگر کپڑے یا بدن میں لگ جائے تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: اگر نجاست خفیفہ کسی کپڑے یا بدن میں لگ جائے تو کپڑے یا بدن کے جس حصہ میں لگی ہے، اس حصہ کی چوتھائی سے کم ہو تو معاف ہے اور اگر چوتھائی کے برابر یا اس سے زیادہ ہو تو معاف نہیں ہے۔

سوال: مذکورہ جواب کو مثال سے سمجھا دیجیے!

جواب: اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر آستین میں لگی ہے تو آستین کی چوتھائی سے کم ہو۔ اگر کلی میں لگی ہے تو کلی کی چوتھائی سے کم ہو، اگر دوپٹہ میں لگی ہو تو اس کی چوتھائی سے کم ہو تب معاف ہے۔ اگر پوری چوتھائی کے برابر ہے تو معاف نہیں ہے۔

اسی طرح اگر بدن کے کسی عضو میں لگ جائے تب بھی یہی حکم ہے، مثلاً: اگر ہاتھ میں لگ گئی تو ہاتھ کی چوتھائی سے کم ہو، اگر ٹانگ میں لگ گئی ہو تو ٹانگ کی چوتھائی سے کم ہو، تب معاف ہے۔ غرضیکہ جس عضو میں بھی لگ جائے اس کی چوتھائی سے کم ہو، اگر پوری چوتھائی پر لگ جائے تو معاف نہیں ہے، اس کا دھونا واجب ہے، بغیر دھوئے نماز درست نہ ہوگی۔

سوال: نجاست غلیظہ اگر پانی میں گر جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب: نجاست غلیظہ اگر پانی میں گر جائے تو پانی نجس غلیظہ ہو جاتا ہے، چاہے کم گرے یا زیادہ۔

سوال: نجاست خفیفہ اگر پانی میں پڑ جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب: نجاست خفیفہ اگر پانی میں پڑ جائے تو وہ پانی نجس خفیف ہو جاتا ہے، چاہے کم پڑے یا زیادہ۔

سوال: کپڑے میں نجس تیل لگ جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟

حیض کے احکام

سوال: حیض کے زمانہ میں نماز روزہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس زمانہ میں نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا جائز نہیں ہے، ہاں اتنا فرق ہے کہ نماز تو بالکل معاف ہو جاتی ہے، پاک ہونے کے بعد قضا پڑھنا واجب نہیں، لیکن روزہ بالکل معاف نہیں ہوتا، پاک ہونے کے بعد قضا کرنا واجب ہے۔

سوال: اگر کسی کو نماز پڑھتے ہوئے حیض آ گیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر فرض نماز پڑھتے ہوئے ایسا ہوا تو نماز چھوڑ دے، یہ نماز بالکل معاف ہو گئی، اس کی قضا پڑھنا بھی واجب نہیں ہے۔ اگر نفل یا سنت میں ایسی صورت پیش آ گئی تو نماز ختم کر دے لیکن پاک ہونے کے بعد اس کی قضا پڑھنا واجب ہے۔

سوال: اگر کسی کو روزہ کی حالت میں حیض آ گیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر آدھا دن گزرنے کے بعد بھی ایسی صورت پیش آ گئی تو روزہ ٹوٹ گیا، چاہے فرض ہو یا نفل، پاک ہونے کے بعد قضا رکھے۔

سوال: ابھی تک نماز نہیں پڑھی تھی کہ نماز کے بالکل آخری وقت میں حیض آ گیا تو اس نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایسی صورت میں نماز معاف ہو گئی، قضا پڑھنا واجب نہیں۔

سوال: حیض کے زمانہ میں میاں بیوی کے تعلق کی کیا حد ہے؟

جواب: خاص تعلق یعنی صحبت کرنا تو جائز نہیں ہے، نیز عورت کی ناف سے لے کر گھٹنے تک کا جسم بغیر کپڑے کے نہ چھونا چاہئے، اس کے علاوہ باقی باتیں درست ہیں، جیسے: کھانا

حیض، نفاس اور جنابت کے احکام

سوال: نفاس کی حالت میں نماز روزہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: نماز تو بالکل معاف ہے، روزہ کی بعد میں قضا کرنا ہوگی۔

سوال: جس مرد و عورت پر غسل کرنا واجب ہو ان کے لیے کون سے اعمال جائز نہیں؟

جواب: جس مرد و عورت پر غسل واجب ہو جیسے جنبی اور جس عورت پر غسل واجب ہو جیسے حیض و نفاس والی تو ان کو مسجد میں جانا، کعبہ شریف کا طواف کرنا، کلام مجید پڑھنا اور اس کا چھونا جائز نہیں ہے۔

سوال: اگر قرآن پاک میں یا کسی رومال وغیرہ میں ہو تو غسل واجب ہونے کی حالت میں اس کے اٹھانے کا کیا حکم ہے؟

جواب: قرآن کریم کسی غلاف، رومال یا کسی کپڑے وغیرہ میں لپٹا ہوا ہو تو اگر یہ چیزیں جلد کے ساتھ سلی ہوئی ہوں تو چھونا اور اٹھانا درست نہیں ہے اور اگر جلد کے ساتھ سلی ہوئی نہ ہوں بلکہ الگ کرنے یا اتارنے سے اتر سکتی ہو تو ان کے ساتھ قرآن پاک کا چھونا اور اٹھانا درست ہے۔

سوال: جس کا وضو نہ ہو، کیا اس کو کلام مجید اٹھانا یا پڑھنا درست ہے؟

جواب: وضو نہ ہونے کی صورت میں چھونا تو درست نہیں، البتہ زبانی پڑھنا درست ہے۔

سوال: جس کتبے، سکے، طشتری، تعویذ یا کسی چیز میں قرآن پاک کی کوئی آیت لکھی ہوئی ہو تو اس حالت میں اس کو چھونے کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس حالت میں ان لوگوں کے لیے ان سب چیزوں کا چھونا درست نہیں ہے۔

البتہ اگر کسی تھیلی، کیس وغیرہ میں رکھے ہوں تو اس تھیلی، کور وغیرہ کو چھونا اور اٹھانا درست ہے۔

سوال: کیا ایسے لوگوں کو کرتے کے دامن یا دوپٹہ کے آنچل سے قرآن پاک پکڑنا درست ہے؟

جواب: درست نہیں ہے، البتہ اگر بدن سے الگ کوئی کپڑا ہو، جیسے: رومال وغیرہ تو اس سے پکڑ کر اٹھانا یا چھونا درست ہے۔

سوال: ایسی حالت میں قرآن پاک پڑھنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: ایسی حالت میں قرآن پاک پڑھنے کی اجازت نہیں ہے۔ نہ زبانی نہ ہی دیکھ کر۔ پوری آیت پڑھنا تو بالکل جائز نہیں ہے لیکن اگر پوری آیت نہ پڑھے بلکہ آیت کا ذرا سا ٹکڑا یا آدھی آیت پڑھے تو جائز ہے، لیکن وہ آدھی آیت بھی اتنی بڑی نہ ہو کہ کسی چھوٹی آیت کے برابر ہو جائے۔

سوال: قرآن پاک کی ایسی آیات کہ جن میں دعا کا مضمون ہے ان کو ایسی حالت میں پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر سورۂ فاتحہ پوری دعا کی نیت سے پڑھے یا اور کوئی آیات کہ جن میں دعا کا مضمون ہے ان کو دعا کی نیت سے پڑھے، تلاوت کے ارادہ سے نہ پڑھے تو جائز ہے جیسے "رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً ......" اور "رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا ......" وغیرہ۔

سوال: ایسی حالت میں دعائے قنوت کا پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: اگر کوئی عورت قرآن پاک پڑھاتی ہے تو اس حالت میں وہ کیا کرے؟

جواب: ایسی حالت میں اس کے لیے ہجے کروانا درست ہے اور رواں کرواتے وقت پوری آیت پڑھنا جائز نہیں ہے بلکہ ایک ایک، دو دو لفظ کے بعد سانس توڑ دیا کرے اور کاٹ کاٹ کر آیت کا رواں کروائے۔

ہو جائے تو اس وقت نماز ظہر کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔

سوال: نماز عصر کا وقت کب شروع ہوتا ہے اور کب ختم ہوتا ہے؟

جواب: نماز ظہر کا وقت ختم ہونے کے بعد نماز عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور سورج غروب ہونے تک باقی رہتا ہے، لیکن جب سورج زرد پڑ جائے تو نماز عصر کا مکروہ وقت شروع ہو جاتا ہے۔[1]

سوال: نماز مغرب کا وقت کب شروع اور کب ختم ہوتا ہے؟

جواب: جب سورج چھپ جائے تو مغرب کا وقت شروع ہو جاتا ہے، جو سرخ روشنی (جسے "شفق احمر" کہتے ہیں) غائب ہونے تک باقی رہتا ہے۔

سوال: گھنٹوں کے اعتبار سے بتایئے کہ تقریباً کتنے وقت تک نماز مغرب کا وقت رہتا ہے؟

جواب: گھنٹوں کے اعتبار سے تعیین ممکن نہیں، گھٹتا بڑھتا رہتا ہے۔ البتہ پاکستان کے علاقوں میں گھنٹہ بھر تو رہتا ہی ہے،[2] لہٰذا تھوڑی بہت دیر ہو جائے تو نماز کو قضا سمجھ کر چھوڑ نہ دینا چاہیے۔

سوال: نماز عشاء کا وقت کب شروع اور کب ختم ہوتا ہے؟

جواب: نماز مغرب کا وقت ختم ہوتے ہی عشاء کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور صبح صادق تک باقی رہتا ہے، لیکن آدھی رات کے بعد عشاء کا وقت مکروہ ہو جاتا ہے۔

سبق: معلم صاحب طالبات کو تنبیہ کرے کہ ان اوقات میں سے اول وقت میں نماز پڑھنے کی ہر ممکن کوشش کریں اور یہ کہ ان اوقات کے اندر اندر نماز ضرور ادا کریں۔ اکثر خواتین نماز صرف اس وجہ سے قضا کر دیتی ہیں کہ وہ سمجھتی ہیں اذان کے ایک ڈیڑھ گھنٹہ بعد

۱۔ موٹے اندازے کے مطابق ایسا غروب سے تقریباً سولہ منٹ پہلے ہوتا ہے۔ (احسن الفتاوی: ۲/ ۱۴۳)

۲۔ دیکھیے: احسن الفتاوی: ۲/ ۱۳۶

نماز کے فرائض اور واجبات

نیچے کا بہت سا حصہ نظر آتا رہے، اسی طرح بازو، کہنیاں اور کلائیاں نہ چھپیں یا پنڈلیاں کھلی رہیں تو ایسی صورت میں نماز بالکل نہیں ہوگی، لہٰذا نماز کے دوران سارے جسم کو چھپانے کا خاص اہتمام کریں۔ اس مقصد کے لیے موٹا دوپٹہ استعمال کریں۔

(۷) اگر نماز کے دوران چہرے، ہاتھ اور پاؤں کے سوا جسم کا کوئی عضو بھی چوتھائی کے برابر اتنی دیر کھلا رہ گیا جس میں تین مرتبہ "سُبحانَ رَبِّیَ العَظِیم" کہا جاسکے تو نماز ہی نہیں ہوگی اور اس سے کم کھلا رہ گیا تو نماز ہو جائے گی مگر گناہ ہوگا۔

نماز شروع کرتے وقت:

(۱) دل میں نیت کرلیں کہ میں فلاں نماز پڑھ رہی ہوں، زبان سے نیت کے الفاظ کہنا ضروری نہیں۔

(۲) دونوں ہاتھ دوپٹے سے باہر نکالے بغیر کندھوں تک اس طرح اٹھائیں کہ ہتھیلیوں کا رخ قبلہ کی طرف ہو اور انگلیاں اوپر کی طرف سیدھی ہوں۔ خواتین کانوں تک ہاتھ نہ اٹھائیں۔

(۳) مذکورہ بالا طریقہ پر ہاتھ اٹھاتے وقت "اللّٰہ اکبر" کہیں۔ دونوں ہاتھ سینے پر بغیر حلقہ بنائے اس طرح رکھیں کہ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی پشت پر آجائے۔ خواتین کو مردوں کی طرح ناف پر ہاتھ نہ باندھنے چاہئیں۔

کھڑے ہونے کی حالت میں:

(۱) اکیلے نماز پڑھنے کی حالت میں پہلی رکعت میں پہلے "سُبحانَکَ اللّٰھُمَّ" آخر تک پڑھیں، اس کے بعد "اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیم" پڑھیں اس کے بعد "بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم" پڑھیں۔ اس کے بعد سورۂ فاتحہ پڑھیں اور جب "وَلَا الضَّالِّین" کہیں اس کے بعد فوراً آمین کہیں، اس کے بعد "بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم" پڑھ کر کوئی سورت پڑھیں یا کہیں سے بھی تین آیتیں پڑھیں۔

(۲) اگر اتفاقاً امام کے پیچھے ہوں تو صرف "سُبحانَکَ اللّٰھُمَّ" پڑھ کر خاموش

جاتے ہی تکبیر ختم کردیں۔

(۲) خواتین رکوع میں معمولی جھکیں کہ دونوں ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں۔ مردوں کی طرح خوب اچھی طرح نہ جھکیں۔

(۳) خواتین گھٹنوں پر ہاتھ کی انگلیاں ملا کر رکھیں۔ مردوں کی طرح کشادہ کر کے گھٹنوں کو نہ پکڑیں اور گھٹنوں کو (ذرا آگے) کی طرف جھکا لیں اور اپنی کہنیاں بھی پہلو سے خوب ملا کر رکھیں۔

(۴) کم از کم اتنی دیر رکوع میں رکیں کہ اطمینان سے تین مرتبہ "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم" کہا جاسکے۔

(۵) رکوع کی حالت میں نظریں پاؤں کی طرف ہونی چاہئیں۔

(۶) دونوں پاؤں پر زور برابر رہنا چاہیے اور دونوں پاؤں کے ٹخنے ایک دوسرے سے ملا کر رکھنے چاہئیں۔

رکوع سے کھڑے ہوتے وقت:

(۱) رکوع سے کھڑے ہوتے وقت اس قدر سیدھی ہو جائیں کہ جسم میں کوئی خم باقی نہ رہے۔

(۲) اس حالت میں بھی نظر سجدے کی جگہ پر رہنی چاہیے۔

(۳) بعض خواتین کھڑے ہوتے وقت کھڑی ہونے کی بجائے کھڑے ہونے کا صرف اشارہ کر دیتی ہیں اور جسم کے جھکاؤ کی حالت ہی میں سجدے کے لیے چلی جاتی ہیں۔ ان کے ذمے نماز کا لوٹانا واجب ہوتا ہے لہٰذا اس سے سختی کے ساتھ پرہیز کریں۔ جب تک سیدھے ہونے کا اطمینان نہ ہو جائے سجدے میں نہ جائیں۔

سجدے میں جاتے وقت:

سجدے میں جاتے وقت اس طریقہ کا خیال رکھیں:

(۱) خواتین سینہ آگے کو جھکا کر سجدے میں جائیں۔ پہلے اپنے گھٹنے زمین پر رکھیں،

گھٹنوں کے بعد پہلے ہاتھ زمین پر رکھیں پھر ناک، پھر پیشانی۔

(۲) سجدے میں خواتین خوب سمٹ کر اور دب کر اس طرح سجدہ کریں کہ پیٹ رانوں سے بالکل مل جائے۔ بازو بھی پہلوؤں سے ملے ہوئے ہوں۔ نیز پاؤں کو کھڑا کرنے کی بجائے انہیں دائیں طرف نکال کر بچھا دیں، جہاں تک ہو سکے انگلیوں کا رُخ قبلہ کی طرف رکھیں۔

(۳) خواتین کو کہنیوں سمیت پوری بانہیں بھی زمین پر رکھ دینی چاہئیں۔

(٤) سجدے کی حالت میں کم از کم اتنی دیر گزاریں کہ تین مرتبہ "سبحان ربی الاعلی" اطمینان کے ساتھ کہہ سکیں۔ پیشانی ٹیکتے ہی فوراً اٹھا لینا منع ہے۔

دونوں سجدوں کے درمیان:

(۱) ایک سجدے سے اٹھ کر اطمینان سے بیٹھ جائیں، پھر دوسرا سجدہ کریں۔ ذرا سا سر اٹھا کر سیدھے ہوئے بغیر دوسرا سجدہ کر لینا گناہ ہے اور اس طرح کرنے سے نماز کا لوٹانا واجب ہو جاتا ہے۔

(۲) خواتین پہلے سجدے سے اٹھ کر بائیں کولہے پر بیٹھیں اور دونوں پاؤں دائیں طرف کو نکال دیں اور دائیں پنڈلی کو بائیں پنڈلی پر رکھیں اور دونوں ہاتھ رانوں پر رکھ لیں اور انگلیاں خوب ملا کر رکھیں۔

(۳) بیٹھنے کے دوران نظریں اپنی گود کی طرف ہونی چاہئیں۔

(٤) اتنی دیر بیٹھیں کہ اس میں کم از کم ایک مرتبہ "سُبْحَانَ اللّٰہ" کہا جا سکے اور اگر اتنی دیر بیٹھیں کہ اس میں "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ، وَارْحَمْنِيْ، وَاسْتُرْنِيْ، وَاجْبُرْنِيْ، وَاهْدِنِيْ، وَارْزُقْنِيْ" پڑھا جا سکے تو بہتر ہے۔

دوسرا سجدہ اور اس سے اٹھنا:

(۱) دوسرے سجدے میں بھی اس طرح جائیں کہ پہلے دونوں ہاتھ زمین پر رکھیں پھر ناک، پھر پیشانی۔

(۲) سجدے کی ہیئت وہی ہونی چاہیے جو پہلے سجدے میں بیان کی گئی۔

(۳) سجدے سے اٹھتے وقت پہلے پیشانی زمین سے اٹھائیں پھر ناک، پھر ہاتھ، پھر گھٹنے۔

(٤) اٹھتے وقت زمین کا سہارا نہ لینا بہتر ہے لیکن اگر جسم بھاری ہو یا بیماری یا بڑھاپے کی وجہ سے مشکل ہو تو سہارا لینا بھی جائز ہے۔

(۵) اٹھنے کے بعد ہر رکعت کے شروع میں سورۂ فاتحہ سے پہلے "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" پڑھیں۔

قعدہ میں:

(۱) قعدے میں بیٹھنے کا طریقہ وہی ہوگا جو سجدوں کے بیچ میں بیٹھنے کا ذکر کیا گیا ہے۔

(۲) التحیات پڑھتے وقت جب "اَشْهَدُ اَنْ لَّا" پر پہنچیں تو شہادت کی انگلی اٹھا کر اشارہ کریں اور "اِلَّا اللّٰهُ" پر گرا دیں۔

(۳) اشارے کا طریقہ یہ ہے کہ بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کو ملا کر حلقہ بنائیں، چھنگلی اور اس کے برابر والی انگلی کو بند کرلیں اور شہادت کی انگلی کو اس طرح اٹھائیں کہ انگلی قبلہ کی طرف جھکی ہوئی ہو، بالکل سیدھی آسمان کی طرف نہ اٹھانی چاہیے۔

(٤) "اِلَّا اللّٰهُ" کہتے وقت شہادت کی انگلی تو نیچے کرلیں لیکن باقی انگلیوں کی جو ہیئت اشارے کے وقت بنائی تھی اس کو آخر تک برقرار رکھیں۔

سلام پھیرتے وقت:

(۱) دونوں طرف سلام پھیرتے وقت گردن کو اتنا موڑیں کہ پیچھے کوئی عورت بیٹھی ہو تو اس کو آپ کے رخسار نظر آجائیں۔

(۲) سلام پھیرتے وقت نظریں کندھے کی طرف ہونی چاہئیں۔

جب دائیں طرف گردن پھیر کر "اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ" کہیں تو یہ نیت کریں کہ دائیں طرف جو فرشتے ہیں ان کو سلام کر رہی ہوں اور بائیں طرف سلام پھیرتے

وقت بائیں طرف موجود فرشتوں کو سلام کرنے کی نیت کریں۔

دُعا کا طریقہ:

دُعا کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ اتنے اُٹھائے جائیں کہ وہ سینے کے سامنے آجائیں۔ دونوں ہاتھوں کے درمیان معمولی سا فاصلہ ہو۔ نہ ہاتھوں کو بالکل ملائیں اور نہ دونوں کے درمیان فاصلہ رکھیں۔

دُعا کرتے وقت ہاتھوں کے اندرونی حصے کو چہرے کے سامنے رکھیں۔

مرد اور عورت کی نماز کا فرق:

عورتوں کی نماز بنیادی طور پر ویسی ہی ہے جیسی مردوں کی، بس چند چیزوں میں مرد اور عورت کی نماز میں فرق ہے۔ وہ یہ ہیں:

(۱) تکبیر تحریمہ کے وقت مردوں کو چادر وغیرہ سے ہاتھ نکال کر کانوں تک اٹھانا چاہیے اور عورتوں کو ہر حال میں بغیر ہاتھ نکالے ہوئے کندھوں تک اٹھانا چاہیے۔

(۲) تکبیر تحریمہ کے بعد مردوں کو ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا چاہیے اور عورتوں کو سینے پر۔

(۳) مردوں کو دائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنا کر بائیں ہاتھ کی کلائی کو پکڑنا اور باقی تین انگلیوں کو بائیں کلائی پر بچھا دینا چاہیے اور عورتوں کو داہنی ہتھیلی بائیں ہتھیلی کی پشت پر رکھنا چاہیے۔ مردوں کی طرح حلقہ بنا کر بائیں ہاتھ کو نہ پکڑنا چاہیے۔

(۴) مردوں کو رکوع میں اچھی طرح جھکنا چاہیے کہ سر اور پشت برابر ہو جائیں اور عورتوں کو صرف اس قدر جھکنا چاہیے کہ جس سے ان کے ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں۔

(۵) مردوں کو رکوع میں انگلیاں کشادہ کر کے گھٹنوں کو پکڑنا چاہیے اور عورتوں کو بغیر کشادہ کیے ہوئے ملا کر رکھنا چاہیے۔

(۶) مردوں کو حالت رکوع میں کہنیاں پہلو سے علیحدہ رکھنی چاہئیں اور عورتوں کو ملی ہوئی رکھنی چاہئیں۔

(۷) مردوں کو سجدے میں پیٹ کو رانوں سے اور بازو کو بغل سے جدا رکھنا چاہیے اور

عورتوں کو ملا کر رکھنا چاہیے۔

(۸) سجدے میں مردوں کی کہنیاں زمین سے اٹھی ہوئی ہوں اور عورتوں کی کہنیاں زمین پر بچھی ہوئی ہوں۔

(۹) مردوں کو سجدے میں دونوں پاؤں انگلیوں کے بل کھڑے رکھنے چاہییں مگر عورتیں دونوں پاؤں داہنی طرف کو نکال دیں۔

(۱۰) مردوں کو بائیں پاؤں پر بیٹھنا چاہیے اور داہنا پاؤں انگلیوں کے بل کھڑا رکھنا چاہیے اور عورتوں کو دونوں پاؤں داہنی طرف نکال کر بیٹھنا چاہیے۔

(۱۱) عورتوں کو کسی وقت بلند آواز سے قرأت کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ وہ ہر وقت آہستہ آواز سے قرأت کریں اور مردوں کے لیے بعض حالات میں زور سے قرأت پڑھنا واجب ہے اور بعض حالات میں جائز ہے۔

(۱۲) نماز میں اس طرح ہنسنا کہ دوسرے بھی آواز سن لیں۔

سوال: اگر ضرورت کے بغیر کھنکھارنے لگے اور اس سے ایک آدھ حرف کی آواز پیدا ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب: نماز ٹوٹ جائے گی، البتہ مجبوری کی بات دوسری ہے۔

سوال: کیا نماز میں رونے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے؟

جواب: اگر آواز سے روئے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے، ہاں! اگر جنت و دوزخ کو یاد کر کے دل بھر آئے اور آواز سے رو دے یا ''آہ''، ''اف'' وغیرہ نکل جائے تو نماز نہیں ٹوٹتی۔

سوال: اگر نمازی کے سامنے سے کوئی گزر جائے تو کیا نماز ٹوٹ جاتی ہے؟

جواب: اگر نمازی کے سامنے سے کوئی شخص یا جانور جیسے کتا، بلی وغیرہ گزر جائے تو نماز نہیں ٹوٹتی لیکن گزرنے والے کو سخت گناہ ہوگا، اس لیے نمازی کو چاہیے کہ ایسی جگہ نماز پڑھے جہاں آگے سے کوئی نہ گزرے اور اگر ایسی جگہ نہ ملے تو اپنے آگے ایک ہاتھ برابر لمبی لکڑی یا کوئی اور چیز رکھ دے۔

سوال: اگر دانتوں میں پھنسی چیز نگل لی تو کیا نماز فاسد ہو جائے گی؟

جواب: اگر چنے سے کم تھی تو فاسد نہ ہوگی، چنے جتنی یا زیادہ تھی تو فاسد ہو جائے گی۔

نماز میں مکروہ چیزوں کا بیان:

سوال: مکروہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: وہ چیز جس کے کرنے سے نماز نہیں ٹوٹتی لیکن ثواب کم ہو جاتا ہے۔

سوال: نماز میں کون سے کام مکروہ ہیں؟

جواب: (۱) کوکھ پر ہاتھ رکھنا۔ (۲) کپڑے سمیٹنا۔ (۳) جسم یا کپڑے سے کھیلنا۔ (٤) انگلیاں چٹخانا۔ (۵) ادھر ادھر گردن موڑنا۔ (٦) انگڑائی لینا۔ (۷) قعدے میں کتے کی طرح بیٹھنا۔ (۸) چادر وغیرہ کو لٹکا ہوا چھوڑ دینا یعنی لپیٹ نہ لینا اور نہ مارنا۔

وتر کا بیان

سوال: وتر کا کیا حکم ہے؟

جواب: وتر پڑھنا واجب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ یہی بات تین بار فرمائی۔ لہٰذا وتر کی نماز کبھی نہ چھوڑیں۔

سوال: وتر کی نماز میں کتنی رکعتیں ہوتی ہیں؟

جواب: تین۔ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورت پڑھنا ضروری ہے۔ تیسری رکعت میں سورت پڑھنے کے بعد رکوع میں جانے سے پہلے دعائے قنوت پڑھنا بھی واجب ہے۔

سوال: وتر کی نماز کا طریقہ بیان کیجیے۔

جواب: نماز وتر پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ دو رکعتیں پڑھ کر بیٹھ جائے اور "عبدہ ورسولہ" تک التحیات پڑھ کر کھڑا ہو جائے، تیسری رکعت میں الحمد اور سورت کے بعد "اللہ اکبر" کہتے ہوئے کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور پھر ناف کے نیچے ہاتھ باندھ کر دعائے قنوت پڑھے۔ اس کے بعد رکوع میں جائے اور باقی نماز پوری کرے۔

دعائے قنوت یہ ہے:

"اللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِينُكَ، وَنَسْتَغْفِرُكَ، وَنُؤْمِنُ بِكَ، وَنَتَوَكَّلُ

"الٰہی ہم تجھ سے مدد چاہتے ہیں اور تجھ سے معافی مانگتے ہیں اور تجھ پر ایمان رکھتے ہیں اور

عَلَيْكَ، وَنُثْنِي عَلَيْكَ الْخَيْرَ، وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ، وَنَخْلَعُ

قضا نمازوں کا بیان

سوال: اگر کسی کی نمازیں قضا ہوگئی ہوں تو ان کو کس طرح سے پڑھے؟

جواب: اگر کسی کی نمازیں قضا ہوگئیں تو ان کو پڑھنے کے لیے وقت مقرر کرکے نیت کرے یعنی یوں نیت کرے کہ میں فجر کی قضا فرض پڑھتی ہوں۔ اگر ظہر کی قضا پڑھنا ہو تو یوں نیت کرے کہ ظہر کے فرض کی قضا پڑھتی ہوں۔

سوال: اگر کئی دن کی نمازیں قضا ہوگئیں تو ان کی قضا کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: اگر دن، مہینہ وغیرہ یاد ہو تو متعین کرکے قضا کرے، ورنہ یوں نیت کرے: "میری ظہر (مثلاً) کی جتنی نمازیں قضا ہیں ان میں سے سب سے پہلی نماز یا سب سے آخری نماز کی قضا پڑھتی ہوں۔" اسی طرح اگلی نماز کے لیے نیت کرے۔[1]

سوال: اس طرح نیت کرتے کرتے کب تک نماز پڑھتی رہے؟

جواب: اس طرح نیت کرکے برابر قضا پڑھتی رہے۔ جب دل گواہی دے کہ جتنی نمازیں چھوٹ گئی تھیں سب کی قضا پڑھ چکی ہوں تو اب قضا پڑھنا چھوڑ دے۔

سوال: کیا سنت، نفل اور تراویح کی نماز میں ان کا نام لینا ضروری ہے؟

جواب: سنت، نفل اور تراویح میں فقط اتنی نیت کر لینا کافی ہے کہ میں نماز پڑھتی ہوں، سنت اور نفل ہونے کی نیت نہ بھی کی تو درست ہے مگر احتیاط کی بات یہ ہے کہ سنت اور تراویح کی نیت کرے۔

1- کیونکہ جیسے جیسے قضا کرتی جائے گی پہلی یا آخری نماز خود بخود بدلتی جائے گی۔

سوال: اگر کسی کی چھ نمازوں سے کم قضا ہو گئیں تو کیا ان کی قضا کیے بغیر ادا نماز پڑھنا درست ہے؟

جواب: اگر ایسی صورت پیش آ گئی اور ان پانچ، چار، تین، دو یا ایک نماز کے علاوہ اس کے ذمہ اور قضا نمازیں باقی نہیں ہیں تو جب تک ان سب کی قضا نہ پڑھ لے، ادا نماز درست نہ ہوگی اور ان قضا نمازوں میں ترتیب بھی واجب ہوگی۔

سوال: اگر وقت بہت تنگ ہے کہ اگر پہلے قضا پڑھے گی تو ادا کا وقت نہ رہے گا تو کیا کرے؟

جواب: ایسی صورت میں پہلے ادا پڑھے پھر قضا پڑھے۔

سوال: اگر کسی کی چھ یا زیادہ نمازیں قضا ہو گئیں تو کیا حکم ہے؟

جواب: ایسی صورت میں بغیر قضا نماز پڑھے ادا نماز درست ہو جائے گی اور ترتیب بھی واجب نہ رہے گی۔

سوال: یہ جو عوام میں "قضائے عمری" کے نام سے ایک مخصوص قسم کی نماز مشہور ہے جس کے پڑھنے سے ساری قضا نمازیں ادا ہو جاتی ہیں۔ اس کی کیا حیثیت ہے؟

جواب: شریعت میں اس کی کوئی حیثیت نہیں، یہ من گھڑت اور بے اصل ہے۔

تنبیہ: معلم صاحب یہاں خوب وضاحت سے ان مسائل کو سمجھائیں۔

سجدۂ سہو کا بیان

سوال: سجدۂ سہو کسے کہتے ہیں؟

جواب: نماز میں کبھی بھول چوک اور کمی زیادتی ہو جاتی ہے، اس کی تلافی کے لیے آخری قعدہ میں "عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ" تک التحیات پوری پڑھ کر دو سجدے کیے جاتے ہیں، اس کو "سجدۂ سہو" کہتے ہیں۔ سجدۂ سہو کے معنی ہیں: بھول کا سجدہ۔

سوال: سجدۂ سہو کب واجب ہوتا ہے؟

جواب: کسی واجب کے چھوٹ جانے سے یا واجب یا فرض میں تاخیر ہو جانے سے یا کسی فرض کو دوبارہ ادا کرنے سے (مثلاً: ایک رکعت میں دو رکوع کر دیے یا تین سجدے کر دیے) ان سب صورتوں میں سجدۂ سہو واجب ہو جاتا ہے، بشرطیکہ بھولے سے ایسا ہوا ہو اور اگر جان بوجھ کر ایسا کیا تو سجدۂ سہو سے کام نہ چلے گا، نماز دہرانی ہوگی۔

تنبیہ: معلم صاحب واجبات اچھی طرح سے یاد کروا کر ہر واجب کے بارے میں بتائیں کہ اگر ایسا ہو گیا تو سجدۂ سہو کرے۔ اس طرح ہو گیا تو سجدۂ سہو کرے۔ بہشتی زیور میں مسائل دیکھ کر خوب وضاحت فرمائیں۔

سوال: سجدۂ سہو کرنے کا طریقہ بیان کیجیے۔

جواب: سجدۂ سہو کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ آخری رکعت میں التحیات پڑھ کر ایک طرف سلام پھیر کر دو سجدے کرے۔ ہر مرتبہ سجدہ میں جاتے ہوئے اللہ اکبر کہے اور دونوں سجدے کر کے بیٹھ جائے، پھر دوبارہ پوری التحیات اور اس کے بعد درود شریف اور دعا پڑھ کر دونوں طرف سلام پھیر دے۔

سجدۂ تلاوت کا بیان

سوال: سجدۂ تلاوت کسے کہتے ہیں اور یہ کتنے ہیں؟

جواب: قرآن پاک میں سجدۂ تلاوت چودہ ہیں۔ جہاں یہ آیتیں ہوتی ہیں، قرآن پاک میں وہیں کنارے پر سجدہ لکھا ہوا ہوتا ہے۔ اس آیت کو پڑھ کر سجدہ کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ اس سجدہ کو ”سجدۂ تلاوت“ کہتے ہیں۔

سوال: سجدۂ تلاوت کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: سجدۂ تلاوت کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہہ کر سجدہ میں چلی جائے اور سجدہ میں کم از کم تین مرتبہ ”سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی“ کہے۔ پھر اللہ اکبر کہہ کر سر اٹھالے۔ بس سجدۂ تلاوت ادا ہو گیا۔

سوال: کھڑی ہو کر اللہ اکبر کہہ کر سجدہ میں جائے یا بیٹھے بیٹھے ہی کہہ کر چلی جائے؟

جواب: بہتر تو یہی ہے کہ کھڑی ہو کر اللہ اکبر کہہ کر سجدہ میں جائے۔ پھر اللہ اکبر کہہ کر کھڑی ہو جائے اور اگر بیٹھ کر اللہ اکبر کہہ کر سجدہ میں جائے پھر اللہ اکبر کہہ کر بیٹھ جائے، کھڑی نہ ہو تب بھی درست ہے۔

سوال: سجدہ کی آیت پڑھنے والے پر ہی سجدہ واجب ہوتا ہے یا سننے والے پر بھی واجب ہو جاتا ہے؟

جواب: پڑھنے والے پر بھی سجدہ واجب ہوتا ہے اور جو سنے اس پر بھی واجب ہو جاتا ہے۔ چاہے قرآن پاک سننے کے ارادہ سے بیٹھی ہو یا کسی اور کام میں لگی ہو اور بغیر ارادہ کے سجدہ کی آیت سن لی ہو۔

سوال: سجدہ کی آیت کو آہستہ پڑھے یا آواز سے؟

جواب: بہتر یہ ہے کہ سجدہ کی آیت کو آہستہ آہستہ پڑھے تاکہ کسی اور پر سجدہ واجب نہ ہو۔

سوال: سجدۂ تلاوت درست ہونے کی شرائط بیان کیجیے۔

جواب: جو چیزیں نماز کے لیے شرط ہیں، وہی سجدۂ تلاوت کے لیے بھی شرط ہیں۔ جیسے: وضو کا ہونا، جگہ کا پاک ہونا، بدن اور کپڑے کا پاک ہونا، قبلہ کی جانب منہ کرنا وغیرہ۔

سوال: کیا سجدۂ تلاوت اور نماز کے سجدہ میں کچھ فرق ہے؟

جواب: جی نہیں! ان دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ جس طرح نماز کا سجدہ کیا جاتا ہے اسی طرح سجدۂ تلاوت ادا کیا جاتا ہے۔ بعض عورتیں قرآن پاک پر ہی سجدہ کر لیتی ہیں۔ اس سے سجدہ ادا نہیں ہوتا اور واجب ذمے سے نہیں اترتا۔

سوال: جس وقت سجدۂ تلاوت واجب ہو، کیا اسی وقت سجدہ کرنا واجب ہے؟

جواب: فوراً اسی وقت سجدہ ادا کرنا ضروری تو نہیں، البتہ بہتر ہے کہ اسی وقت کر لے تاکہ ذمے سے اتر جائے اس لیے کہ اندیشہ ہے کہ بعد میں یاد نہ رہے۔

سوال: اگر کسی کے ذمہ بہت سے سجدۂ تلاوت ہوں تو کیا حکم ہے؟

جواب: اب ان کو ادا کر لے۔ زندگی بھر میں کبھی نہ کبھی ادا کر لینے چاہئیں، کبھی بھی ادا نہ کرے گی تو گناہ گار ہوگی۔

سوال: بہت سارے سجدۂ تلاوت کس طرح ادا کرے؟

جواب: اللہ اکبر کہہ کر سجدہ میں جائے۔ کم از کم تین مرتبہ سجدہ کی تسبیح پڑھ کر اللہ اکبر کہتے ہوئے سر اٹھائے۔ پھر دوسرا، تیسرا اور سب سجدے اسی طرح کرے۔ ہر سجدہ کے بعد اٹھ کر کھڑی ہو تو افضل ہے۔ اگر بیٹھ جائے پھر دوسرا سجدہ کرے تو اس کی بھی اجازت ہے۔

سوال: اگر عورت اپنے خاص ایام میں یا ولادت کے بعد والے ایام میں کسی سے سجدہ کی کوئی آیت سن لے، کیا تب بھی سجدہ واجب ہو جاتا ہے؟

جواب: ایسی صورت میں سجدہ واجب نہیں ہوتا۔ البتہ اگر غسل واجب ہو اور ایسی حالت

میں سنے تو واجب ہو جاتا ہے، غسل کرنے کے بعد سجدہ ادا کرے۔[1]

سوال: اگر نماز میں سجدہ کی آیت سنے تو سجدہ کب ادا کرے؟

جواب: اگر نماز میں کسی سے سجدہ کی آیت سنے تو نماز میں سجدہ ادا نہ کرے بلکہ نماز کے بعد ادا کرے۔ اگر نماز ہی میں ادا کرے گی تو وہ سجدہ ادا نہ ہوگا، پھر سے کرنا پڑے گا اور ساتھ میں گناہ بھی ہوگا۔

سوال: اگر نماز میں سجدہ کی آیت پڑھے تو سجدہ کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایسی صورت میں فوراً ہی سجدہ میں چلی جائے، پھر سجدہ کر کے قیام کی طرف واپس آئے اور جتنا پڑھنا چاہے پڑھ کر رکوع میں جائے۔

سوال: اگر سجدہ کی آیت پڑھ کر فوراً سجدہ ادا نہ کیا بلکہ آگے دو تین آیت اور پڑھ لی تو کیا حکم ہے؟

جواب: دو تین آیات آگے تلاوت کر کے سجدہ ادا کرنے کی صورت میں بھی سجدہ ادا ہو جائے گا اور اگر اس سے زیادہ تلاوت کر کے پھر سجدہ کرے گی تو سجدہ تو ادا ہو جائے گا لیکن گناہ گار ہوگی۔

سوال: ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے یا نماز میں ایک ہی آیت سجدہ کو کئی بار دہرانے کی صورت میں کتنے سجدے واجب ہوں گے؟

جواب: ایسی صورت میں صرف ایک ہی سجدہ واجب ہوگا۔ چاہے تو پہلی مرتبہ پڑھ کر سجدہ ادا کرلے، چاہے تو پڑھ کر فارغ ہونے کے بعد آخر میں سجدہ ادا کرے اور اگر جگہ بدلتی رہی اور اسی ایک ہی آیت کو دہراتی رہی تو جتنی مرتبہ جگہ تبدیل کی اتنے ہی سجدے واجب ہوں گے۔

سوال: اگر ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے مختلف آیات سجدہ کو پڑھے تو کیا اب بھی ایک ہی سجدہ

1- اس لیے کہ سجدہ تلاوت اس پر واجب ہوتا ہے جس میں نماز کی اہلیت ہو۔ جنابت کی حالت میں نماز کی اہلیت بہر حال ہوتی ہے، اسی لیے اگر غسل کر کے نماز نہ پڑھے تو قضا واجب ہے۔ جبکہ مخصوص ایام میں نماز کی اہلیت ہی نہیں ہوتی، اسی لیے ان دنوں کی قضا بھی واجب نہیں۔

واجب ہوگا؟

جواب: جی نہیں ایسی صورت میں جتنی آیات پڑھے گی اتنے ہی سجدے واجب ہوں گے۔

سوال: اگر ایک ہی جگہ بیٹھ کر سجدہ کی آیت پڑھی، پھر وہیں بیٹھے بیٹھے کسی اور کام میں لگ گئی، مثلاً سینے پرونے لگی یا کھانا کھانے لگی، پھر دوبارہ آیت پڑھی تو کتنے سجدے واجب ہوں گے؟

جواب: ایسی صورت میں دو سجدے واجب ہوں گے۔ کسی کام میں مشغولیت ایسے ہی ہے جیسے جگہ تبدیل کرلی جائے۔

سوال: سجدہ کی آیت پڑھی اور سجدہ ادا کرنے سے پہلے اسی جگہ پر نماز کی نیت باندھ لی اور نماز میں پھر وہی آیت پڑھی تو کتنے سجدے ادا کرے؟

جواب: ایسی صورت میں ایک ہی سجدہ کافی ہے اور اگر نیت کرنے سے پہلے سجدہ ادا کرلیا تھا تو اب نماز میں دوبارہ سجدہ کرنا واجب ہے۔

سوال: اگر پڑھنے والی کی جگہ نہیں بدلی بلکہ سننے والی کی بدلتی رہی تو کیا حکم ہے؟

جواب: ایسی صورت میں پڑھنے والی پر ایک ہی سجدہ واجب ہوا اور سننے والی پر جتنی مرتبہ جگہ بدلی اتنے ہی سجدے واجب ہوں گے۔ اور اگر پڑھنے والی کی جگہ بدلتی رہی تو جتنی مرتبہ جگہ بدلی اتنے ہی سجدے واجب ہوں گے اور سننے والی پر ایک ہی سجدہ واجب ہوگا بشرطیکہ وہ جگہ تبدیل نہ کرے۔

سوال: پوری سورت پڑھنا اور صرف سجدہ کی آیت کو چھوڑ دینا کیسا ہے؟

جواب: اس طرح کرنا مکروہ اور منع ہے۔

ہے۔ لیکن بیٹھ کر نماز پڑھنا بہتر ہے۔

سوال: اگر بیٹھنے کی بھی طاقت نہیں تو کیا سہارا لگا سکتی ہے؟

جواب: ایسی صورت میں سہارا لگا لے، جیسے گاؤ تکیہ وغیرہ رکھ کر اس طرح لیٹ جائے کہ سر خوب اونچا، بیٹھنے کے قریب قریب ہو جائے، اور پاؤں قبلہ کی طرف پھیلا لے۔ اجازت ہے۔ ہاں! اگر کچھ طاقت ہو تو قبلہ کی طرف پیر نہ پھیلائے بلکہ گھٹنے کھڑے کر کے رکھے، پھر سر کے اشارے سے نماز پڑھے اور سجدہ کا اشارہ رکوع سے کچھ زیادہ کرے۔

سوال: اگر گاؤ تکیہ وغیرہ سے ٹیک لگا کر بھی اس طرح سے نہ لیٹ سکے کہ سر اور سینہ وغیرہ اونچا رہے تو کیا کرے؟

جواب: ایسی صورت میں قبلے کی طرف پیر کر کے بالکل چت لیٹ جائے لیکن سر کے نیچے کوئی اونچا تکیہ رکھ دیں کہ چہرہ بجائے آسمان کے قبلہ کی طرف ہو جائے، بالکل آسمان کی طرف نہ رہے۔ پھر سر کے اشارے سے نماز پڑھے، رکوع کا اشارہ کم اور سجدے کا زیادہ کرے۔

سوال: اگر چت نہ لیٹے بلکہ دائیں یا بائیں کروٹ پر قبلہ کی طرف منہ کر کے لیٹے اور سر کے اشارے سے رکوع وسجدہ کرے تو کیا جائز ہے؟

جواب: جی ہاں! یہ طریقہ بھی جائز ہے۔ لیکن چت لیٹ کر نماز پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔

سوال: اگر سر کے اشارہ سے بھی نماز پڑھنے کی طاقت نہ رہی تو کیا حکم ہے؟

جواب: ایسی صورت میں نماز نہ پڑھے۔ اگر ایک دن ایک رات سے زیادہ یہ حالت رہی تو نماز بالکل معاف ہو گئی۔ بیماری سے ٹھیک ہو جانے کے بعد بھی قضا پڑھنا واجب نہیں ہے اور اگر یہ حالت ایک دن ایک رات سے زیادہ نہ رہی بلکہ ایک دن ایک رات کے اندر اندر اشارہ کر کے پڑھنے کی طاقت آ گئی تو اشارہ ہی سے ان کی قضا پڑھے۔ یہ نہ سوچے کہ جب تندرست ہو جاؤں گی تو قضا پڑھوں گی، کیا معلوم کہ مر جائے تو گناہ گار رہوگی۔

سوال: بیماری کی وجہ سے تھوڑی نماز بیٹھ کر پڑھی اور رکوع کی جگہ رکوع اور سجدہ کی جگہ

سجدہ کیا پھر نمازی میں ٹھیک ہوگئی تو کیا حکم ہے؟

جواب: ایسی صورت میں اسی نماز کو کھڑی ہو کر پوری کرے۔

سوال: اگر بیماری کی وجہ سے رکوع وسجدہ کی طاقت نہ تھی، اس لیے سر کے اشارے سے رکوع سجدہ کیا، پھر جب نماز پڑھ چکی تو ایسی ہوگئی کہ اب رکوع وسجدہ کر سکتی ہے تو کیا حکم ہے؟

جواب: ایسی صورت میں یہ نماز باقی رہی اس کو پورا نہ کرے بلکہ پھر سے نماز پڑھے۔

سوال: اگر فالج وغیرہ ہو گیا اور ایسی بیمار ہوگئی کہ پانی سے استنجا وغیرہ نہیں کر سکتی تو کیا کرے؟

جواب: ایسی صورت میں ٹشو یا کسی کپڑے وغیرہ سے پونچھ ڈالے اور اسی طرح نماز پڑھے۔ اگر خود تیمم نہ کر سکے تو کوئی دوسرا کرادے۔ یہ یاد رہے کہ کسی اور کو اس کے بدن کا دیکھنا درست نہیں۔ نہ ہی ماں باپ، نہ بیٹا بیٹی، البتہ میاں کو اپنی بیوی کا اور بیوی کو اپنے میاں کا بدن دیکھنا درست ہے۔ ان کے سوا کسی کو دیکھنا درست نہیں ہے۔

سوال: اگر ڈھیلے وغیرہ سے بھی پونچھنے کی طاقت نہ رہی تو کیا کرے؟

جواب: ایسی صورت میں بھی نماز قضا نہ کرے، اسی حالت میں نماز پڑھے۔

سوال: تندرستی کے زمانہ میں کچھ نمازیں قضا ہوگئی تھیں، اب بیمار ہوگئی ہے تو کیا حکم ہے؟

جواب: ایسی صورت میں بیماری ہی کی حالت میں جیسے بھی نماز پڑھنے کی طاقت ہو، قضا پڑھے، یہ انتظار نہ کرے کہ جب کھڑے ہونے کی طاقت ہوگی، تب پڑھوں گی یا یہ کہ جب بیٹھنے لگوں گی اور رکوع وسجدہ کی طاقت ہوگی، تب پڑھوں گی۔ یہ سب شیطانی خیالات ہیں، دین داری کی بات یہ ہے کہ فوراً پڑھے، دیر نہ کرے۔

سوال: اگر بیمار کا بستر ناپاک ہے اور تبدیل کرنے سے اسے تکلیف ہوتی ہے تو کیا کریں؟ اسی طرح اگر کسی کی آنکھ کا آپریشن ہوا، ڈاکٹروں نے ہلنے جلنے سے منع کر دیا تو

پڑھ سکتی ہے؟

جواب: پہلی صورت میں اسی حالت میں نماز پڑھتی رہے اور دوسری صورت میں لیٹ کر نماز پڑھے۔

سفر کی نماز کا بیان

سوال: شرعی مسافر کسے کہتے ہیں؟

جواب: جو کوئی تین منزل تک کا سفر کرنے کا ارادہ کر کے نکلے، وہ شریعت میں مسافر ہے اور اس پر مسافروں کے احکام لاگو اور جاری ہوتے ہیں۔

سوال: تین منزل میل اور کلومیٹر کے اعتبار سے تقریباً کتنا ہوتا ہے؟

جواب: تین منزل یہ ہے کہ پیدل چلنے والا درمیانی چال سے تین روز میں جتنا راستہ طے کر سکتا ہے، آج کل کے حساب سے تقریباً ۴۸ میل بنتے ہیں اور یہ تقریباً سوا ستتر کلومیٹر کے برابر ہوتے ہیں، یوں کہنے کے لیے ۷۸ کلومیٹر بنتے ہیں۔

سوال: شرعی سفر کے ارادے سے نکلے تو کہاں سے مسافر شمار ہوگی؟

جواب: جب اپنے شہر کی آبادی سے باہر نکل جائے گی تو مسافر بن جائے گی، اور جب تک آبادی کے اندر اندر ہے تب تک مسافر نہ کہلائے گی۔

سوال: شرعی مسافر کے لیے نماز سے متعلق کیا حکم ہے؟

جواب: جو کوئی شرعی مسافر ہو، جب تک کہیں پندرہ دن تک ٹھہرنے کی نیت نہیں کرے، وہ ظہر، عصر اور عشاء کے چار چار رکعت فرض کے بجائے دو دو فرض پڑھے۔ فجر، مغرب اور وتر میں کوئی کمی نہیں ہے۔ سنتوں کے بارے میں حکم یہ ہے کہ اگر جلدی ہو تو فجر کی سنتوں کے سوا دوسری سنتیں چھوڑ دینا درست ہے۔ مطلب یہ ہے کہ چھوڑ دینے سے گناہ نہ ہوگا۔ اگر جلدی نہ ہو اور اپنے ساتھیوں سے پیچھے رہ جانے یا گاڑی چھوٹ جانے کا ڈر نہ ہو تو نہ چھوڑے بلکہ پوری پڑھے، ان میں کمی نہیں ہے۔

سوال: اس طرح کمی کر کے نماز پڑھنے کو کیا کہتے ہیں؟

جواب: اس کو قصر نماز کہتے ہیں۔

سوال: اگر مسافرنے بھولے سے چار رکعتیں پڑھ لیں تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر سفر میں ظہر، عصر اور عشا کی نماز دو رکعتوں سے زیادہ پڑھے گی تو گناہ گار ہوگی۔ اگر بھول کر پڑھ لیں تو اگر دوسری رکعت پر بیٹھ کر التحیات پڑھی ہے تب تو دو رکعتیں فرض کی ہوگئیں اور دو رکعتیں نفل کی اور اس صورت میں سجدہ سہو کرنا پڑے گا اور اگر دو رکعت پر نہ بیٹھی ہو تو چاروں رکعتیں نفل ہو جائیں گی فرض کی دو رکعتیں پھر سے پڑھے۔

سوال: ۴۸ میل یا ۷۸ کلو میٹر تک جانے کا ارادہ ہے لیکن اس سے پہلے راستے میں اپنا گھر پڑتا ہے تو کیا تب بھی وہ مسافر کہلائے گی؟

جواب: جی نہیں! ایسی صورت میں وہ مسافر نہیں کہلائے گی۔

سوال: سفر شرعی سے زیادہ مثلاً چار منزل (۶۴ میل) تک جانے کی نیت ہے لیکن پہلی دو منزلیں (۳۲ میل) حیض کی حالت میں گزریں تو کیا تب بھی وہ مسافر شمار ہوگی؟

جواب: ایسی صورت میں وہ مسافر نہیں ہے۔ نہا دھو کر پوری نماز یعنی چار رکعتیں ادا کرے۔ ہاں! البتہ اگر حیض سے پاک ہونے کے بعد بھی وہ جگہ تین منزل (یعنی سفر شرعی ۴۸ میل یا ۷۸ کلو میٹر) ہو تو مسافر شمار ہوگی۔ اسی طرح اگر چلتے وقت پاک تھی، راستے میں حیض آ گیا تب بھی مسافر شمار ہوگی۔

سوال: اگر کوئی اپنے شوہر یا اپنے بھائی یا باپ وغیرہ کے ساتھ ہے تو کس کی نیت کا اعتبار ہوگا؟

جواب: ایسی صورت میں راستہ میں وہ جتنا ٹھہریں گے، اتنا ہی یہ ٹھہرے گی۔ مطلب یہ کہ ایسی حالت میں ان کی نیت کا اعتبار ہوگا، اگر وہ پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کریں تو یہ مسافر نہ رہے گی اور اگر وہ اس سے کم ٹھہرنے کا ارادہ کریں تو یہ بھی مسافر شمار ہوگی۔

سوال: ۷۸ کلومیٹر کا ارادہ کر کے نکلی اور آگے اپنا گھر ہے تو کیا تب بھی وہ مسافر رہے گی؟

جواب: ایسی صورت میں وہ مسافر نہیں ہے، چاہے کم ٹھہرنے کا ارادہ ہو یا زیادہ۔ البتہ اگر کسی نے اپنا شہر بالکل چھوڑ دیا، کسی دوسری جگہ گھر بنالیا اور وہیں رہنے لگی، پہلے شہر اور پہلے گھر سے تعلق نہیں رہا تو وہ شہر اور پردیس دونوں برابر ہیں، وہاں جائے گی تو مسافر شمار ہوگی۔

سوال: اگر کسی کی نمازیں سفر میں قضا ہو گئیں تو گھر پہنچ کر سفر کے اعتبار سے قضا پڑھے گی یا گھر کے اعتبار سے پوری نماز؟

جواب: ایسی صورت میں سفر کا اعتبار کر کے دو دو رکعتیں قضا پڑھے۔

سوال: کسی کی کچھ نمازیں گھر میں قضا ہو گئیں۔ سفر کے دوران ان کی قضا کرنا چاہتی ہے تو پوری پڑھے گی یا آدھی؟

جواب: پوری نماز پڑھے گی۔

سوال: میکے اور سسرال میں نماز قصر کا کیا حکم ہے؟

جواب: شادی کے بعد عورت اگر مستقل طور پر سسرال رہنے لگی تو اس کا اصل گھر سسرال ہے، پھر اگر شرعی سفر کر کے میکے آئی تو اگر پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت ہے تو قصر پڑھے اور اگر پندرہ دن یا اس سے زیادہ رہنے کی نیت ہے تو پوری نماز پڑھے اور اگر شادی کے بعد سسرال میں ہمیشہ کے لیے رہنے کا ارادہ نہیں کیا تو میکہ اب بھی اس کا وطن اصلی ہے پوری نماز پڑھا کرے۔

سوال: اگر ریل چل رہی ہے یا سمندر میں جہاز چل رہا ہو اور نماز کا وقت ہو گیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: ایسی صورت میں اسی حالت میں نماز پڑھے، اگر کھڑے ہو کر پڑھنے میں چکر

سکے یا گر جانے کا ڈر ہو تو بیٹھ کر پڑھ لے۔

سوال: کشتی یا ریل میں قبلہ متعین کر کے نماز پڑھ رہی ہو کہ کشتی یا ریل مڑ جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب: ایسی صورت میں نماز ہی میں گھوم جائے اور رخ قبلہ کی طرف کرے۔

سوال: کیا عورت اکیلی سفر کر سکتی ہے؟

جواب: شرعی سفر سے کم کی مسافت میں عورت اکیلی سفر کر سکتی ہے لیکن بہتر نہیں۔ اگر شرعی سفر یا اس سے زائد مسافت طے کرنا ہو تو محرم کے بغیر سفر کرنا درست نہیں ہے۔ اگر محرم کے بغیر سفر کرے گی تو گناہ گار ہوگی۔ حج اور عمرے کے سفر کا بھی یہی حکم ہے۔

جس محرم کو اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ڈر نہ ہو اور شریعت کی پابندی نہ کرتا ہو ایسے محرم کے ساتھ بھی سفر کرنا درست نہیں ہے۔

زکوٰۃ کا بیان

سوال: زکوٰۃ دینے کے بارے میں کچھ احکام اور احادیث مبارکہ بیان کریں؟

جواب: جس کے پاس نصاب کے برابر مال ہو اور وہ اس کی زکوٰۃ نہ نکالتی ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑی گناہ گار ہے۔ قیامت کے دن اسے سخت عذاب کا اندیشہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کے پاس سونا چاندی ہو اور وہ اس کی زکوٰۃ نہ دیتا ہو، قیامت کے دن اس کے لیے آگ کی تختیاں بنائی جائیں گی پھر ان کو دوزخ کی آگ میں گرم کرکے اس کے دونوں پہلوؤں، پیشانی اور پیٹھ کو داغا جائے گا اور جب وہ تختیاں ٹھنڈی ہو جائیں گی، پھر دوبارہ گرم کرلی جائیں گی۔ اس کے ساتھ اسی طرح ہوتا رہے گا۔''

ایک اور حدیث مبارکہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ''جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اس نے اس کی زکوٰۃ ادا نہ کی تو قیامت کے دن اس کا مال گنجا زہریلا سانپ بنا دیا جائے گا اور وہ سانپ اس کی گردن کے ساتھ لپٹ جائے گا، پھر وہ اس کے جبڑے نوچے گا اور کہے گا: میں تیرا مال ہوں اور میں ہی تیرا خزانہ ہوں۔''

اللہ کی پناہ! اتنے عذاب کو برداشت کرنے کی کس میں طاقت ہے؟ تھوڑے سے لالچ میں اتنی بڑی مصیبت سر لینا بڑی بے وقوفی کی بات ہے۔ خدا ہی کی دی ہوئی دولت ہے۔ اس کو خدا ہی کی راہ میں نہ دینا کتنی غلط اور افسوسناک بات ہے۔

سوال: زکوٰۃ کون کون سی چیزوں پر واجب ہوتی ہے؟

جواب: صرف چار چیزوں پر: سونا، چاندی، نقدی، مال تجارت۔[1] یعنی فروخت کے

1- ایک پانچویں چیز بھی ہے، قدرتی چراگاہوں میں مفت چرنے والے مویشی، جن سے شہر والوں کو اس سے واسطہ نہیں پڑتا۔ نیز ان کی زکوٰۃ میں کافی تفصیل ہے، اس لیے اسے یہاں ذکر نہیں کیا گیا۔

لیے رکھی ہوئی اشیاء (زمین، سامان، مکان، دکان وغیرہ) ان چار کو "قابلِ زکوۃ اشیاء" کہتے ہیں۔ یہ چیزیں جس بھی شکل میں اور جس بھی مقصد کے لیے رکھی ہوں ان پر زکوۃ آتی ہے۔[1]

سوال: ان چار چیزوں کی کتنی مقدار پر زکوۃ فرض ہوتی ہے؟ یعنی یہ بتائیے کہ زکوۃ کا نصاب کتنا ہے؟

جواب: یہ چیزیں ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہوں تو ان پر سال کے بعد زکوۃ فرض ہوتی ہے۔ اس مقدار کو "زکوۃ کا نصاب" کہتے ہیں۔

سوال: گرام کے اعتبار سے نصاب کا وزن کتنا بنتا ہے؟

جواب: ساڑھے باون تولہ چاندی 612.36 گرام چاندی کے برابر ہوتی ہے۔ آسانی کے لیے 613 گرام کہہ دیتے ہیں۔ ساڑھے سات تولہ سونا 87.48 گرام سونے کے برابر ہوتا ہے۔ آسانی کے لیے 88 گرام کہہ دیتے ہیں۔

سوال: اگر کسی کے پاس ساڑھے سات تولہ سونے سے کم ہے، مثلاً سوا سات یا سات تولہ سونا ہے تو کیا اس پر زکوۃ واجب نہ ہوگی؟

جواب: اگر صرف سونا ہی سونا ہو، اس کے علاوہ بقیہ تین چیزوں یعنی چاندی، نقدی، سامانِ تجارت میں سے ایک روپیہ بھی پاس نہیں تو زکوۃ واجب نہ ہوگی اور اگر دوسری تین چیزوں میں سے کوئی چیز تھوڑی سی بھی ہو مثلاً چند روپے پاس ہوں، اگرچہ ان روپوں پر سال بھی نہ گزرا ہو تب بھی زکوۃ واجب ہوگی۔[2]

اسی طرح اگر کچھ سونا، کچھ چاندی ہے اور دونوں کو ملا کر ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت بن جاتی ہے تب بھی زکوۃ واجب ہوگی۔ اسی طرح سے کچھ سونا، کچھ چاندی اور کچھ روپے ہیں،

۱۔ تفصیل کے لیے زکوۃ کے مسائل کے آخر میں دیا گیا فارم ملاحظہ کیجیے۔

۲۔ کیونکہ جب سونے کی قیمت میں چند روپے ملائیں گے تو چاندی کا نصاب تو بہر حال پورا ہو جائے گا۔ سونے کے نصاب کی تکمیل اس وقت ضروری ہوتی ہے جب صرف سونا ہو، دوسری قابلِ زکوۃ کوئی چیز نہ ہو۔

سب کو ملا کر ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت بن جاتی ہے تو بھی زکوۃ واجب ہوگی۔

سوال: کسی کے پاس آٹھ تولہ سونا چار پانچ مہینے تک رہا، پھر کم ہو گیا اور دو تین مہینے کے بعد پھر کچھ سونا یا کچھ مال لے لیا تو کیا زکوۃ واجب ہوگی؟

جواب: جی ہاں! ایسی صورت میں بھی زکوۃ واجب ہوگی۔ خلاصہ یہ ہے کہ جب سال کے اول و آخر میں نصاب کے برابر مال ہو اور سال کے بیچ میں کچھ دن اس مقدار سے کم ہو جائے تو بھی زکوۃ واجب ہوتی ہے۔ درمیان میں کچھ دن مقدار کے کم ہو جانے سے زکوۃ معاف نہیں ہوتی۔

سوال: اور اگر سارا کا سارا مال جاتا رہے، پھر کچھ مہینوں کے بعد مل جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر سب مال ختم ہو گیا، اس کے بعد مال ملے تو جب سے ملا ہے تب سے سال کا حساب کیا جائے گا، پچھلے مہینوں کو شمار نہ کریں گے۔

سوال: اگر کسی کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت ہے اور اتنی ہی رقم کی وہ قرض دار ہے تو کیا حکم ہے؟

جواب: ایسی صورت میں اس پر زکوۃ واجب نہیں۔

سوال: اگر اتنی رقم کی قرض دار ہے کہ قرضہ ادا کر کے ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت بچتی ہے تو کیا حکم ہے؟

جواب: ایسی صورت میں اس پر زکوۃ واجب ہے۔

سوال: سونے چاندی کی کون کون سی چیزوں پر زکوۃ واجب ہے اور کون کون سی پر واجب نہیں؟

جواب: سونے چاندی کے زیور، برتن، ڈلی وغیرہ سب پر زکوۃ واجب ہے۔ چاہے پہنتی رہتی ہو یا کبھی کبھار پہنتی ہو یا کبھی نہ پہنتی ہو۔ خلاصہ یہ کہ سونے چاندی کی تمام چیزوں پر بہر حال زکوۃ واجب ہے۔ ایسی کوئی چیز نہیں کہ جس پر زکوۃ واجب نہ ہو۔

سوال: اگر سونے چاندی میں کچھ ملاوٹ ہوئی ہو اور خالص نہ ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: سونا چاندی اگر کھرا نہ ہو بلکہ اس میں میل ہو، مثلاً چاندی میں تانبہ ملا ہوا ہے تو دیکھیں گے کہ چاندی زیادہ ہے یا ملاوٹ؟ اگر چاندی زیادہ ہے تو اس کا حکم چاندی جیسا ہے اور اگر ملاوٹ زیادہ ہے تو اس کا حکم پیتل، تانبے، لوہے وغیرہ کا ہے۔ (جو آگے ذکر کیا جائے گا)

سوال: اگر کسی کے پاس نصاب کے جتنے کچھ روپے رکھے ہوئے تھے، پھر سال پورا ہونے سے کچھ دن پہلے کچھ روپے اور آ گئے تو کیا ان پر بھی زکوٰۃ واجب ہوگی؟

جواب: جی ہاں! ان نئے روپوں پر بھی زکوٰۃ واجب ہے اور یوں سمجھا جائے گا کہ گویا پورے روپوں پر سال گزر گیا ہے۔

سوال: سونے چاندی کے علاوہ لوہا، تانبا، پیتل وغیرہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: سونے چاندی کے علاوہ باقی چیزیں جیسے لوہا، تانبا، پیتل اور ان چیزوں کے بنے ہوئے برتن وغیرہ اور اسی طرح کپڑے، جوتے اور ان کے علاوہ جو سامان ہو، فرنیچر وغیرہ اس کا حکم یہ ہے کہ اس کو بیچتی ہو اور تجارت کرتی ہو تو دیکھیں گے کہ وہ سامان کتنا ہے؟ اگر اتنا ہے کہ اس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر ہے تو جب سال گزر جائے تو اس تجارت کے سامان پر زکوٰۃ واجب ہے اور اگر اتنا نہ ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ اگر وہ سامان بیچنے کے لیے نہیں ہے تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں، چاہے جتنا بھی ہو۔

سوال: کیا گھر کے سامان جیسے پتیلی، دیگچی، بڑی دیگ، بڑے تھال وغیرہ اور کھانے پینے کے برتنوں اور رہنے سہنے کے مکان اور پہننے کے کپڑوں، سچے موتیوں کے ہار وغیرہ پر بھی زکوٰۃ واجب ہے؟

جواب: ان سب چیزوں پر زکوٰۃ واجب نہیں، چاہے جتنی بھی ہوں اور چاہے روزمرہ کے استعمال میں آتی ہوں یا نہ، کسی طرح زکوٰۃ واجب نہیں۔ ہاں! اگر یہ سامان بیچنے کے لیے ہو تو پھر اس پر زکوٰۃ واجب ہے۔ خلاصہ یہ کہ سونے چاندی کے علاوہ جتنی اشیا یا سامان ہو، اگر وہ تجارت کے لیے ہے اور اس کی قیمت زکوٰۃ کے نصاب کو پہنچتی ہے تو زکوٰۃ واجب ہے ورنہ نہیں۔ چاہے جتنا بھی سامان ہو۔

جواب: جی ہاں! اگر قرض اتنا ہے کہ دوسری قابل زکوٰۃ اشیا کے ساتھ مل کر نصاب کو پہنچتا ہے تو زکوٰۃ واجب ہے۔ جب وصول ہو جائے تو جتنے سالوں بعد وصول ہوا ان سب سالوں کی زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہے۔

سوال: اگر شوہر کے ذمہ مہر ہو اور وہ کئی سال کے بعد دے تو کیا ان سب سالوں کی زکوٰۃ بھی واجب ہوتی ہے؟

جواب: مہر میں زکوٰۃ کا حساب ملنے کے دن سے کریں گے۔ پچھلے برسوں کی زکوٰۃ واجب نہیں۔ یعنی جس دن اس کو ملے تو دوسرے اموال زکوٰۃ کے ساتھ ملا کر شرائط زکوٰۃ کے تحت زکوٰۃ واجب ہوگی۔

سوال: اگر کسی پر زکوٰۃ واجب ہے اور اس نے سال گزرنے سے پہلے ہی زکوٰۃ دے دی تو کیا زکوٰۃ ادا ہو جائے گی؟

جواب: جی ہاں! زکوٰۃ ادا ہو جائے گی، سال پورا ہونے کا انتظار کرنا کوئی ضروری نہیں۔

سوال: اگر کسی پر ابھی زکوٰۃ تو واجب نہیں لیکن کہیں سے رقم ملنے کی امید ہے، اس امید پر رقم ملنے سے پہلے ہی زکوٰۃ دے دی تو کیا ادا ہو جائے گی؟

جواب: یہ زکوٰۃ ادا نہ ہوگی، جب مال مل جائے تو پھر زکوٰۃ ادا کرنی چاہیے۔

سوال: مال دار آدمی اگر کئی سال کی زکوٰۃ پیشگی دے دے تو کیا یہ جائز ہے؟

جواب: جی ہاں! یہ جائز ہے، لیکن اگر اگلے کسی سال مال زکوٰۃ بڑھ گیا تو اس اضافی مقدار کی زکوٰۃ دینا ہوگی۔

سوال: اگر کسی نے سال پورا ہونے سے پہلے ہی پیشگی زکوٰۃ دے دی اور پھر سال پورا ہونے تک مال نصاب سے کم ہو گیا تو زکوٰۃ کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس طرح سے بھی درست ہے۔ جو زکوٰۃ دی وہ نفلی صدقہ ہو جائے گی۔

سوال: کسی کے مال پر پورا سال گزر گیا لیکن ابھی زکوٰۃ نہیں نکالی تھی کہ سارا مال چوری

ہو گیا یا کسی اور طرح ضائع ہو گیا تو اب زکوٰۃ کا کیا حکم ہے؟

جواب: مذکورہ صورت میں زکوٰۃ معاف ہوگئی۔

سوال: اگر خود ہی مال ضائع کر دیا یا کسی کو دے دیا تو اب زکوٰۃ کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس صورت میں جتنی زکوٰۃ واجب ہوئی تھی، وہ معاف نہیں ہوگی، بلکہ دینا پڑے گی۔

سوال: اگر سال پورا ہونے کے بعد کسی نے اپنا سارا مال صدقہ یا خیرات کر دیا تو زکوٰۃ کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس صورت میں زکوٰۃ معاف ہوگئی۔

سوال: اگر آدھا مال ضائع ہو گیا اور آدھا مال باقی ہے تو کیا حکم ہے؟

جواب: اس صورت میں جتنا مال ضائع ہو گیا اس کی زکوٰۃ معاف ہوگئی اور جتنا مال باقی ہے اس کی زکوٰۃ ادا کرے۔

ہو جائے گی، اگرچہ وہ اپنے دل میں یہی سمجھتا رہے کہ مجھے قرض دیا ہے۔

سوال: اگر کسی کو انعام یا کسی اور نام سے زکوٰۃ دے دی تو کیا ادا ہو جائے گی؟

جواب: جی ہاں! اگر دل میں یہ نیت ہے کہ میں زکوٰۃ دیتی ہوں تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔

سوال: اگر کسی غریب نے کسی سے کچھ روپے قرض لیے اور اس کی زکوٰۃ بھی اتنے ہی روپے ہے تو کیا قرض معاف کر دینے سے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی؟

جواب: زکوٰۃ کی نیت سے قرض معاف کر دینے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی، البتہ اس کو زکوٰۃ کی رقم دے دے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی، اب یہی رقم اپنے قرض میں اس سے لے لینا درست ہے۔

سوال: زکوٰۃ کی رقم کسی کو دے دی کہ تم کسی کو دے دینا تو کیا زکوٰۃ ادا ہو جائے گی؟

جواب: جی ہاں! اس طرح اس کے دینے سے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔

سوال: اگر کسی نے زکوٰۃ کی کچھ رقم دی کہ میری طرف سے کسی غریب کو دے دینا۔ اس نے وہی رقم تو غریب کو نہ دی، بلکہ اپنے پاس سے اتنی رقم دے دی تو کیا زکوٰۃ ادا ہو جائے گی؟

جواب: ایسی صورت میں جب اس نے اپنی جیب سے دیتے ہوئے یہ سوچا کہ یہ رقم جو دے رہا ہوں، اس کی جگہ زکوٰۃ کی رقم میں لے لوں گا تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ اور اگر زکوٰۃ کے لیے دیے ہوئے پیسے اس نے پہلے خرچ کر دیے، اس کے بعد اپنے پیسے کسی غریب کو دے دیے تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی، ایسے ہی اگر اپنے پیسے دیتے ہوئے یہ نیت نہ کی کہ زکوٰۃ کی وہ رقم اپنی رقم کے بدلے میں لے لوں گا تو بھی زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔

سوال: اگر کسی نے اپنی رقم تو کسی کو نہ دی لیکن اس نے یہ کہہ دیا کہ میری طرف سے اتنی زکوٰۃ دے دینا اور اس نے اس کی طرف سے اپنی رقم زکوٰۃ میں دے دی اور پھر بعد میں اس سے اتنی رقم لے لی تو کیا زکوٰۃ ادا ہو جائے گی؟

جواب: جی ہاں! ایسی صورت میں زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔

سوال: اگر کسی نے کسی کی طرف سے اس کے کہے بغیر زکوٰۃ دے دی تو کیا زکوٰۃ ادا ہو جائے گی؟

جواب: ایسی صورت میں زکوٰۃ ادا نہ ہوگی، اگرچہ وہ منظور بھی کرلے۔

سوال: اگر کسی شخص نے اپنی زکوٰۃ ادا کرنے کے لیے کسی کو کچھ رقم دی کہ کسی غریب کو دے دینا تو کیا وہ شخص یہ رقم اپنے رشتے دار یا ماں باپ کو جو زکوٰۃ کے مستحق ہوں دے سکتا ہے یا خود لے سکتا ہے، اگر خود مستحق ہو؟

جواب: ایسی صورت میں اس کو یہ تو اختیار ہے کہ اپنے کسی رشتے دار یا ماں باپ کو دے دے، لیکن اگر خود مستحق ہے تو خود لے لینا درست نہیں۔ ہاں! اگر دینے والے نے دیتے ہوئے یہ کہا کہ تمہیں اختیار ہے، جو چاہے کرو اور جسے چاہو دے دو تو خود بھی لینا درست ہے۔

کن لوگوں کو زکوٰۃ دینا جائز ہے؟

سوال: شریعت کی رو سے کس شخص کو زکوٰۃ اور واجب صدقات دینا جائز نہیں؟

جواب: جس کے پاس پانچ چیزیں (سب یا کچھ) اتنی مقدار میں ہیں کہ ان کا مجموعہ نصاب شرعی (613 گرام چاندی) کے برابر ہو جاتا ہے، اس کو زکوٰۃ، صدقہ فطر وغیرہ صدقات واجبہ (مثلاً منت اور فدیہ، کفارہ وغیرہ) دینا جائز نہیں۔ وہ پانچ چیزیں یہ ہیں: سونا، چاندی، نقدی، سامان تجارت اور ضرورت سے زائد تمام اشیاء۔

سوال: شریعت کی رو سے کون سا شخص ”مستحق“ ہے جس کو زکوٰۃ دینا درست ہے؟

جواب: جس کے پاس پانچ چیزوں (میں سے کچھ یا سب) کا مجموعہ ساڑھے باون تولہ (613 گرام) چاندی یا اس کی قیمت کے برابر نہ ہو، ایسے لوگوں کو شریعت میں ”مستحق“ کہتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا اور ان کو لینا درست ہے۔

وہ پانچ چیزیں یہ ہیں: سونا، چاندی، نقدی، مال تجارت، ضرورت سے زائد تمام اشیاء۔

سوال: ان دونوں مسائل کو دوبارہ سمجھا دیجیے۔

کوئی صورت شریعت میں۔ لہٰذا زکوٰۃ نہیں بنتی، چاہے جتنی قیمت کے ہوں۔

سوال: اگر پڑھے لکھے آدمی کے پاس بہت سی کتابیں ہوں تو وہ کس کھاتے میں ہیں؟

جواب: یہ ضروری سامان میں داخل ہیں۔

سوال: اگر کسی کے پاس دو چار مکان ہیں جن کو کرایہ پر دیتے ہیں ان کی آمدنی سے گزارا ہوتا ہے سب خرچ ہو جاتا ہے اور گھر کے افراد زیادہ ہونے کی وجہ سے تنگی رہتی ہے تو کیا اسے زکوٰۃ کی رقم دینا درست ہے؟

جواب: جی ہاں! اگر ایسی حالت ہے اور اس کے پاس کوئی ایسا مال بھی نہیں کہ جس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو اسے زکوٰۃ کی رقم دینا درست ہے۔

سوال: اگر کسی کے پاس نصاب کے برابر کوئی چیز یا رقم موجود ہے لیکن اتنی ہی رقم یا اس سے زائد کا قرض دار ہے تو کیا ایسے شخص کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے؟

جواب: جی ہاں! ایسے شخص کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے۔

سوال: اگر نصاب کی مقدار سے کم کا قرض دار ہے تو کیا اسے زکوٰۃ کی رقم دی جا سکتی ہے؟

جواب: ایسی صورت میں دیکھا جائے گا کہ قرض ادا کرنے کے بعد کتنے روپے بچتے ہیں؟ اگر اتنے روپے بچیں جن پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو اس کو زکوٰۃ کی رقم نہیں دی جا سکتی ہے، ورنہ دی جا سکتی ہے۔

سوال: اگر کسی شخص کی یہ حالت ہو کہ گھر میں تو مالدار ہو لیکن سفر میں ایسا اتفاق ہوا کہ اس کے پاس کچھ خرچ باقی نہ رہا، مثلاً اس کا سفر کا خرچ چوری ہو گیا یا کوئی ایسی وجہ پیش آئی کہ گھر تک پہنچنے کا خرچ ختم ہو گیا تو کیا ایسے شخص کو زکوٰۃ دیا جا سکتا ہے؟

جواب: جی ہاں! ایسے شخص کو زکوٰۃ دیا جا سکتا ہے۔

سوال: اگر حج کے سفر میں اوپر ذکر کردہ صورت کی طرح کوئی صورت پیش آ گئی تو کیا حاجی کو زکوٰۃ دینا درست ہے؟

جواب: جی ہاں! حاجی کو بھی اس حالت میں زکوٰۃ کی رقم دینا درست ہے۔

ہوتے، ان کو دینے سے بری عادت کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔

سوال: زکوۃ اور صدقہ خیرات وغیرہ دیتے وقت سب سے زیادہ ترجیح کن لوگوں کو دینا چاہیے؟

جواب: سب سے زیادہ اپنے رشتہ داروں کا خیال رکھنا چاہیے۔ پہلے ان ہی کو دینا چاہیے لیکن ان کو یہ نہ بتائیں کہ یہ زکوۃ کا پیسہ ہے بلکہ ہدیہ بتائیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے: رشتہ داروں کو خیرات دینے سے دوہرا ثواب ملتا ہے۔ ایک تو خیرات دینے کا دوسرے اپنے رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا۔

اس کے بعد دینی کاموں میں مصروف لوگ مثلاً دینی مدارس کے طلباء اور مجاہدین کو دینا چاہیے کہ دوہرا ثواب ہے۔ زکوۃ بھی ادا ہوگی اور دین کی اور اشاعت میں حصہ لینے کا ثواب بھی ہوگا۔

سوال: جس شہر میں رہائش ہو اسی شہر کے غریبوں کو زکوۃ دینی ضروری ہے یا دوسرے شہر میں بھی بھیج سکتے ہیں؟

جواب: ایک شہر سے دوسرے شہر میں زکوۃ بھیجنا مکروہ ہے۔ ہاں! اگر رشتہ دار دوسرے شہر میں رہتے ہوں یا اپنے شہر والوں سے دوسرے شہر کے مستحق زیادہ ضرورت مند ہوں یا اپنے شہر کے مقابلے میں دوسرے شہر کے لوگ دین کے کاموں میں زیادہ لگے ہوئے ہوں تو ان کو زکوۃ کا پیسہ بھیج دینا مکروہ نہیں ہے۔

جواب: عید کے دن یعنی شوال کی پہلی تاریخ کو جب فجر کا وقت شروع ہوتا ہے، اس وقت صدقۂ فطر واجب ہوتا ہے۔

سوال: اگر کوئی شخص شوال کی پہلی تاریخ کو فجر کے وقت سے پہلے انتقال کر گیا تو کیا اس پر بھی صدقۂ فطر واجب ہے؟

جواب: ایسی صورت میں اس پر صدقۂ فطر واجب نہ تھا، لہٰذا اس کے مال میں سے نہ دیا جائے۔

سوال: صدقۂ فطر ادا کرنے کا بہتر وقت کون سا ہے؟

جواب: جس وقت مرد حضرات عید کی نماز کے لیے عیدگاہ جا رہے ہوں، اس سے پہلے پہلے صدقۂ فطر ادا کر دینا بہتر ہے ورنہ بعد میں بھی درست ہے۔

سوال: اگر کسی نے صدقۂ فطر عید کے دن ادا نہیں کیا تو کیا معاف ہو جائے گا؟

جواب: صدقۂ فطر معاف نہیں ہوگا، کسی اور دن دے دے، ورنہ اس پر واجب باقی رہے گا۔

سوال: اگر کسی نے عید کے دن کے بجائے رمضان المبارک میں ہی صدقۂ فطر ادا کر دیا تو کیا ادا ہو جائے گا؟

جواب: جی ہاں! ادا بھی ہو جائے گی۔

سوال: صدقۂ فطر کس کس کی طرف سے دینا ضروری ہے؟

جواب: عورت کو صدقۂ فطر صرف اپنی طرف سے دینا واجب ہے اور کسی کی طرف سے دینا واجب نہیں۔ مرد کو اپنے ساتھ ساتھ اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے دینا بھی واجب ہے۔

سوال: اگر کسی عورت کی طرف سے اس کا والد، بھائی یا شوہر صدقۂ فطر ادا کر دے تو کیا ادا ہو جائے گا؟

جواب: ہاں! اگر عورت کو علم ہو اور اس کی طرف سے اجازت ہو تو ادا ہو جاتا ہے۔ عموماً یہ اجازت عرفاً پائی ہی جاتی ہے۔

❷ صدقۃ الفطر کی مقدار:

گیہوں کے اعتبار سے پونے دو کلو (احتیاطاً دو کلو)
جو، کشمش اور کھجور کے اعتبار سے ساڑھے تین کلو

ذیل کا چارٹ دیکھیے

نمبر شمار	نام اشیاء	مقدار	رقم (2006ء میں)
1	کشمش	ساڑھے تین کلو	300 روپے
2	کھجور	ساڑھے تین کلو	175 روپے
3	جو	ساڑھے تین کلو	50 روپے
4	گندم	دو کلو (احتیاطاً)	30 روپے

❸ زکوۃ و صدقۃ الفطر کا مصرف:

ہر وہ مسلمان جو سید ہاشمی نہ ہو اور اس کی ملکیت میں ساڑھے باون تولے چاندی (613 گرام) یا اس کی مالیت کے برابر سونا، چاندی، نقد رقم، مال تجارت اور ضرورت سے زائد چیزیں نہ ہوں اسے صدقۃ الفطر دیا جا سکتا ہے۔ ٹی وی، وی سی آر وغیرہ ضرورت سے زائد چیزیں ہیں۔

زکوۃ و صدقۃ الفطر کا بہترین مصرف:

① مستحق رشتہ دار کو زکوۃ و صدقات دینے سے دہرا ثواب ملتا ہے صلہ رحمی اور زکوۃ و صدقہ کی ادائیگی۔
② دینی اداروں اور مجاہدین کو دینے سے بھی دگنا ثواب ملتا ہے، دین کی خدمت اور زکوۃ و صدقہ کی ادائیگی۔

مسئلہ: زکوۃ و صدقۃ الفطر کی رقم اپنے "اصول" یعنی جن سے پیدا ہوا ہے یعنی ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی وغیرہ اور "فروع" یعنی اولاد، پوتا، پوتی، نواسہ، نواسی وغیرہ کو نہیں دی جا سکتی۔

مسئلہ: بیوی شوہر کو، شوہر بیوی کو نہیں دے سکتا۔

مسئلہ: زکوۃ و صدقۃ الفطر کی ادائیگی کے لیے ضروری ہے کہ زکوۃ و صدقہ کی نیت سے مستحق کو رقم وغیرہ کا مالک بنا دیا جائے۔ زبان سے کہنا ضروری نہیں، دل میں نیت کر لینا کافی ہے۔

وضاحت: اوپر دی گئی قیمتیں سن 2006ء کے لیے ہیں۔ ہر سال بازار میں رائج الوقت قیمت دیکھی جاتی ہے۔

روزے کا بیان

سوال: شریعت میں روزہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: جب نمازِ فجر کا وقت شروع ہوتا ہے اس وقت سے لے کر سورج غروب ہونے کے وقت تک روزے کی نیت سے کھانا، پینا اور میاں بیوی کا خاص تعلق چھوڑ دینے کو شریعت میں "روزہ" کہتے ہیں۔

سوال: رمضان المبارک کے روزے رکھنا کن لوگوں پر فرض ہے؟

جواب: رمضان المبارک کے روزے ہر عاقل اور بالغ مسلمان پر فرض ہیں۔

سوال: ماہِ رمضان کے علاوہ باقی مہینوں کے روزوں کا کیا حکم ہے؟

جواب: ماہِ رمضان المبارک کے علاوہ باقی مہینوں میں روزے رکھنا نفل ہے۔ سوائے پانچ دنوں کے کہ ان میں روزہ رکھنا حرام ہے (۱) عید الفطر کا دن (۲) بقر عید کا دن (۳) بقر عید کا دوسرا، تیسرا اور چوتھا دن۔

سوال: کیا رمضان المبارک کے علاوہ کبھی کچھ روزے ضروری ہوتے ہیں؟

جواب: جی ہاں، قضا اور کفارے کے روزے فرض ہوتے ہیں اور اگر کوئی روزے کی نذر مان لے تو روزہ واجب ہو جاتا ہے۔

سوال: کیا روزے کی نیت زبان سے کرنا ضروری ہے؟

جواب: زبان سے نیت کرنا اور کچھ کہنا ضروری نہیں ہے۔ جب دل میں یہ خیال کرے کہ آج میرا روزہ ہے اور روزے کی شرائط پوری کرے تو روزہ ہو جائے گا۔

سوال: اگر کوئی زبان سے بھی کچھ نہ کہے تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر کوئی زبان سے بھی کچھ کہہ دے، مثلاً: یوں کہے کہ یا اللہ! میں کل تیرا روزہ رکھوں گی یا عربی میں کہے "وبصوم غد نویت" تو بھی کوئی حرج نہیں ہے بلکہ بہتر ہے۔

سوال: اگر کسی نے دن بھر نہ تو کچھ کھایا نہ پیا، شام تک بھوکی پیاسی رہی، لیکن دل میں روزے کا ارادہ نہ تھا بلکہ بھوک پیاس نہیں لگی یا کسی وجہ سے کھانے پینے کی نوبت نہیں آئی تو کیا اس کا روزہ ہو جائے گا؟

جواب: ایسی صورت میں روزہ نہیں ہوا۔ اگر ارادہ کر لیتی تو روزہ ہو جاتا۔

سوال: روزہ کا وقت صبح صادق سے شروع ہوتا ہے۔ اگر کوئی اس سے پہلے یعنی آدھی رات کو ہی سحری کھا کر روزہ کی نیت کر کے سو جائے تو کیا اس کا روزہ ہو جائے گا۔

جواب: جی ہاں! ہو جائے گا اور جب تک صبح صادق نہ ہو، کھا پی سکتی ہے۔ چاہے نیت کر چکی ہو یا ابھی نہ کی ہو۔

رمضان شریف کے روزے کا بیان:

سوال: رمضان شریف کے روزے کی نیت کرنا کب تک درست ہے؟

جواب: اگر کچھ کھایا پیا نہ ہو تو روزے کا آدھا وقت[1] گزرنے سے پہلے پہلے نیت کرنا درست ہے۔

سوال: اگر رمضان شریف کے مہینے میں کسی نے نفل روزہ رکھنے کی نیت کر لی تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایسی صورت میں بھی رمضان ہی کا روزہ ہوگا، نفل نہ ہوگا۔

سوال: اگر پچھلے رمضان کا روزہ قضا کرنا رہ گیا تھا، اب جب رمضان شروع ہوا تو اس قضا کی نیت کر لی تو اس کا کیا حکم ہے؟

۱۔ یعنی صبح صادق سے لے کر غروب تک کے کل وقت کا آدھا حصہ گزرنے سے پہلے پہلے۔ اس کو "نصف النہار شرعی" کہتے ہیں۔ یہ "نصف النہار عرفی" جسے زوال بھی کہتے ہیں، سے تقریباً گھنٹہ بھر پہلے ہوتا ہے۔

واجب ہے۔ رمضان کے بعد جہاں تک ہو سکے، جلدی سے ان کی قضا کرے۔ ورنہ
کرے۔ قضا رکھنے میں بلاوجہ دیر لگانا گناہ ہے۔

سوال: کیا روزے کی قضا میں دن تاریخ مقرر کر کے قضا کی نیت کرنا واجب ہے؟
جواب: جی نہیں! یہ ضروری نہیں بلکہ جتنے روزے قضا ہوں اتنے ہی روزے رکھ لینے چاہئیں۔ البتہ اگر دو رمضان کے روزے قضا ہوں تو سال کا مقرر کرنا ضروری ہے یعنی اس طرح نیت کرے کہ فلاں سال کے روزوں کی قضا رکھتی ہوں۔

سوال: قضا روزے کی نیت کب سے کرے؟
جواب: قضا روزے میں رات سے ہی نیت کرنا ضروری ہے۔ اگر صبح ہو جانے کے بعد نیت کی تو قضا صحیح نہیں ہوئی، وہ روزہ نفل ہو گیا، قضا کا روزہ دوبارہ رکھے۔

سوال: کفارہ کے روزے کی نیت کب سے کرے؟
جواب: کفارہ کے روزے کی نیت بھی رات سے ہی کرنا ضروری ہے۔ اگر صبح ہونے کے بعد نیت کی تو کفارہ کا روزہ صحیح نہیں ہوا، دوبارہ سے رکھے۔

سوال: جتنے روزے قضا ہو گئے ہیں، کیا سب کو ایک ساتھ رکھنا ضروری ہے؟
جواب: چاہے تو ایک ساتھ رکھ لے اور چاہے تو تھوڑے تھوڑے کر کے رکھے۔ دونوں طرح درست ہے۔

سوال: ابھی ایک رمضان کے قضا روزے نہیں رکھے تھے کہ دوسرا رمضان آ گیا تو کیا کرے؟
جواب: ایسی صورت میں اب کے رمضان کے ادا روزے رکھے اور عید کے بعد قضا رکھے لیکن اتنی دیر کرنا بری بات ہے۔

روزے رکھے گی اتنا زیادہ ثواب پائے گی۔ البتہ عید الفطر کے دن یعنی شوال کی پہلی تاریخ اور عید الاضحیٰ کے تین دن (یعنی ذوالحجہ کی دسویں، گیارہویں، بارہویں تاریخ) اور عید الاضحیٰ کا چوتھا دن (یعنی تیرہویں ذی الحجہ) کو روزہ رکھنا حرام ہے۔ ان پانچ دنوں کے علاوہ باقی سال بھر میں کسی بھی دن روزہ رکھنا درست ہے۔

سوال: اگر کسی نے ان پانچ دنوں (جن میں روزہ رکھنا حرام ہے) میں روزہ کی نذر مان لی تو کیا کرے؟

جواب: ان دنوں میں روزہ رکھنا حرام ہے۔ ان کے بدلے میں کسی اور دن رکھ لے۔

سوال: اگر نفل روزہ رکھ کر توڑ دیا تو کیا اس کی قضا واجب ہے؟

جواب: نفل روزہ نیت کر لینے سے واجب ہو جاتا ہے، چنانچہ اگر یہ نیت کی کہ آج میرا روزہ ہے، پھر روزہ کا وقت شروع ہونے کے بعد توڑ دیا تو اب اس کی قضا رکھے۔

سوال: اگر کسی نے رات کو ارادہ کیا کہ میں کل (صبح) روزہ رکھوں گی لیکن پھر صبح صادق ہونے سے پہلے ارادہ بدل گیا اور روزہ نہیں رکھا تو کیا قضا واجب ہوگی؟

جواب: ایسی صورت میں قضا واجب نہیں ہے۔

سوال: کیا نفل روزہ میں کسی کی اجازت کی بھی ضرورت ہوتی ہے؟

جواب: نفل روزہ میں شوہر کی اجازت ضروری ہے۔ اگر شوہر کی اجازت کے بغیر نفل روزہ رکھ لیا اور اس نے توڑنے کو کہا تو روزہ توڑ دینا درست ہے، پھر جب وہ کہے تب اس کی قضا رکھے۔

سوال: کیا مہمان یا میزبان کو کسی وجہ سے نفل روزہ توڑنے کی اجازت ہے؟

جواب: ہاں! اگر ایسی صورت پیش آئی کہ کسی کے گھر مہمان گئی یا کسی نے دعوت کر دی تو سوچا کہ کھانا نہ کھانے سے میزبان کا دل برا ہوگا اور دل شکنی ہوگی تو اس کی خاطر نفل روزہ توڑ دینا درست ہے اور اسی طرح سے میزبان کو بھی مہمان کی خاطر نفل روزہ توڑ دینا درست ہے۔

سوال: اگر کسی نے عید کے دن نفل روزہ رکھ لیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: ایسی صورت میں روزہ توڑ دے اور اس کی قضا رکھے جو واجب ہے۔

سحری کھانے اور افطار کرنے کا بیان:

سوال: سحری کھانے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب: سحری کھانا سنت ہے۔ اگر بھوک نہ ہو اور کھانا نہ کھائے تو کم سے کم دو تین چھوہارے ہی کھالے یا کوئی اور چیز تھوڑی سی کھالے اور کچھ نہیں تو پانی ہی پی لے۔ سحری کا ثواب مل جائے گا۔

سوال: اگر کسی نے سحری نہ کھائی اور اٹھ کر ایک آدھ پان کھالیا تو کیا سحری کھانے کا ثواب مل جائے گا؟

جواب: جی ہاں! سحری کھانے کا ثواب مل جائے گا۔

سوال: سحری جلدی کھالینا بہتر ہے یا دیر کرنا بہتر ہے؟

جواب: سحری میں جہاں تک ہو سکے دیر کرکے کھانا بہتر ہے، لیکن اتنی دیر بھی نہ کرے کہ صبح ہونے لگے اور روزے میں شبہ پڑ جائے۔

سوال: اگر رات کو سحری کھانے کے لیے آنکھ نہ کھلی تو روزے کا کیا کرے؟

جواب: ایسی صورت میں بغیر سحری کھائے روزہ رکھ لے۔ سحری چھوٹ جانے سے روزہ چھوڑ دینا بہت کم ہمتی اور بڑا گناہ ہے۔

سوال: کسی کی آنکھ دیر سے کھلی اور یہ خیال ہو کہ ابھی رات باقی ہے، اس گمان پر سحری کھالی، پھر معلوم ہو کہ صبح ہو جانے کے بعد سحری کھائی ہے تو اب روزے کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایسی صورت میں اس روزہ کی قضا بعد میں رکھے، کفارہ واجب نہیں لیکن دن بھر کچھ نہ کھائے پیے اور روزہ داروں کی طرح رہے۔

سوال: اگر کسی نے سورج غروب ہونے کے گمان سے روزہ کھول لیا، پھر سورج نکل آیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: ایسی صورت میں روزہ ٹوٹ گیا، قضا کرلے، کفارہ واجب نہیں اور اب جب

تک سورج غروب نہ ہو، کچھ کھانا پینا درست نہیں۔

سوال: روزہ کھولنے کے لیے کون سی چیز بہتر ہے؟

جواب: کھجور سے روزہ کھولنا بہتر ہے۔ اگر کوئی اور میٹھی چیز ہو تو اس سے کھولے، وہ بھی نہ ہو تو پانی سے افطار کرے۔ کچھ لوگ نمک سے افطار کرتے ہیں اور اسے ثواب سمجھتے ہیں۔ یہ غلط عقیدہ ہے۔

جواب: اگر روزہ رکھا تھا تو ٹوٹ گیا قضا واجب ہے کفارہ واجب نہیں۔

سوال: اگر خود ہی قے ہوگئی تو روزہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر ایسی صورت پیش آئی تو روزہ نہیں ٹوٹا۔ چاہے تھوڑی سی قے ہوئی ہو یا زیادہ۔ البتہ اگر جان بوجھ کر اپنے اختیار سے قے کی اور وہ منہ بھر کر ہوئی تو روزہ ٹوٹ گیا اور اگر منہ بھر کر قے نہ ہوئی تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

وضاحت: منہ بھر قے یہ ہے کہ روکنے سے بھی نہ رکے۔

سوال: اگر تھوڑی سی قے ہوئی پھر خود ہی حلق میں لوٹ گئی تو کیا حکم ہے؟

جواب: ایسی صورت میں روزہ نہیں ٹوٹتا ہاں! اگر جان بوجھ کر واپس حلق میں لوٹا لے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

سوال: کسی نے کنکری یا لوہے کا ٹکڑا وغیرہ کوئی ایسی چیز کھائی جس کو کھایا نہیں جاتا اور نہ ہی اس کو بطور دوا استعمال کیا جاتا ہے تو کیا ایسی صورت میں روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: جی ہاں! ایسی صورت میں روزہ ٹوٹ جاتا ہے البتہ قضا لازم آتی ہے کفارہ واجب نہیں ہوتا۔

سوال: اور اگر کوئی ایسی چیز کھائی جس کو لوگ عام طور پر کھاتے تو نہیں لیکن بطور دوا کے استعمال کی جاتی ہے تو کیا حکم ہے؟

جواب: ایسی صورت میں روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قضا و کفارہ دونوں لازم آتے ہیں۔

سوال: اگر رات کو غسل کی حاجت پیش آئی مگر غسل نہیں کیا۔ روزہ رکھ کر دن کو غسل کیا تو کیا روزہ ہوگا؟

جواب: جی ہاں! اس صورت میں روزہ ہو گیا بلکہ اگر دن بھر غسل نہ کیا تب بھی روزہ ہو گیا البتہ غسل میں تاخیر کرنے کا گناہ ملے گا۔

سوال: اگر دن میں سو گئی اور کوئی ایسا خواب دیکھا جس سے غسل کرنے کی ضرورت پیش آ جاتی ہے تو کیا روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: نہیں! اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

سوال: کیا روزہ کی حالت میں میاں بیوی کا ساتھ لیٹنا، ہاتھ لگانا، بوسہ دینا وغیرہ درست ہے؟

جواب: یہ سب درست ہے۔ لیکن اگر جوانی کا جوش ہو کہ ان باتوں سے صحبت کرنے کا اندیشہ ہو تو ایسا نہ کرنا چاہیے۔ مکروہ ہے۔

سوال: کسی نے روزہ میں پیشاب کی راہ کے میں دوا پچکاری، یا تیل وغیرہ کوئی دوائی یا کان میں تیل ڈالا، یا جلاب کے لیے عمل لیا، یا نتھنوں میں کوئی دوا چڑھائی تو کیا اس سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: جی ہاں! ان سب صورتوں میں روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ لیکن صرف قضا واجب ہے۔ کفارہ واجب نہیں۔

سوال: کیا کان میں پانی ڈالنے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: جی نہیں! کان میں پانی ڈالنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

سوال: کیا مرد سے تعلق قائم کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: جی ہاں! مرد سے ہمبستر ہونے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اس کی قضا بھی واجب ہے اور کفارہ بھی۔ جب مرد کے عضو کی سپاری (اگلا حصہ) اندر چلی گئی تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ قضا و کفارہ دونوں واجب ہو جاتے ہیں۔ چاہے منی نکلے یا نہ نکلے۔

سوال: اگر مرد نے عورت کے پاخانے کے مقام میں اپنا عضو داخل کر دیا اور سپاری (اگلا حصہ) اندر چلی گئی تو کیا اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا؟

جواب: جی ہاں! اس صورت میں بہت سخت گناہ بھی ہوا اور روزہ بھی مرد و عورت دونوں کا ٹوٹ گیا۔ قضا اور کفارہ دونوں واجب ہیں۔

سوال: روزہ کی حالت میں پیشاب کی جگہ کوئی دوا رکھنا یا تیل وغیرہ کوئی چیز ڈالنا درست ہے؟

جواب: درست نہیں! اگر کسی نے دوا رکھ لی تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ البتہ قضا واجب

ہے، کفارہ واجب نہیں ہے۔

سوال: اگر کسی ضرورت سے دائی یا نرس نے پیشاب کی جگہ انگلی ڈالی یا خود کسی عورت نے اپنی انگلی ڈالی تو کیا روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: ایسی صورت میں اگر ساری انگلی ڈال دی تو بھی روزہ ٹوٹ گیا۔ اسی طرح اگر تھوڑی سی انگلی ڈالنے کے بعد نکال دی اور پھر ڈال دی تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے لیکن کفارہ واجب نہیں اور اگر نکالنے کے بعد پھر نہیں ڈالی تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ ہاں! البتہ اگر انگلی پانی وغیرہ کسی چیز میں بھیگی ہوئی ہو تو پہلی مرتبہ ڈالنے سے ہی روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔[1]

سوال: اگر کوئی عورت غافل سو رہی تھی یا بے ہوش پڑی تھی، اس سے کسی نے صحبت کر لی تو کیا روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: جی ہاں! ایسی صورت میں روزہ ٹوٹ جاتا ہے لیکن صرف قضا واجب ہے، کفارہ واجب نہیں۔ مرد پر کفارہ بھی واجب ہے۔

سوال: اگر کسی کے منہ سے خون نکلتا ہے اور وہ اس کو تھوک کے ساتھ نگل گئی تو کیا روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: جی ہاں! ایسی صورت میں روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اگر خون تھوک سے کم ہو اور خون کا ذائقہ حلق میں محسوس نہ ہو تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔

سوال: کیا روزہ کی حالت میں زبان سے کوئی چیز چکھنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: اگر زبان سے کوئی چیز چکھ کر تھوک دی تو روزہ نہیں ٹوٹتا لیکن ضرورت کے بغیر ایسا کرنا مکروہ ہے۔ ہاں! البتہ اگر کسی کا شوہر بد مزاج ہو اور یہ اندیشہ ہو کہ نمک پانی سالن

۱۔ یہ مسئلہ اور اس سے پچھلا مسئلہ قدیم طبی تحقیق کی بنیاد پر لکھے گئے تھے کہ عورت کے مثانے اور معدے کے درمیان منفذ موجود ہے، لیکن جدید طبی تحقیق کے مطابق مرد کی طرح عورت کے مثانے اور معدے کے درمیان بھی کوئی منفذ موجود نہیں، اس لیے پیشاب کی جگہ کوئی دوا رکھنے یا تر انگلی داخل کرنے سے روزہ فاسد نہیں ہونا چاہیے، البتہ بہتر یہ ہے کہ روزے کی حالت میں احتیاط کی جائے۔ ضرورت پڑے تو رات کو دوا رکھی جائے۔

جواب: ایسی صورت میں دن بھر کچھ کھانا پینا درست نہیں، پورا دن روزے داروں کی طرح رہنا واجب ہے۔

سوال: اگر کسی نے رمضان کے روزہ کی نیت ہی نہیں کی، اس لیے دن کو کھاتی پیتی رہی تو کیا اس پر کفارہ واجب ہے؟

جواب: ایسی صورت میں کفارہ واجب نہیں، کفارہ روزہ رکھنے کے بعد (بغیر کسی عذر کے جان بوجھ کر) توڑ دینے سے واجب ہوتا ہے۔

جن وجوہات سے روزہ توڑ دینا جائز ہے، ان کا بیان:

سوال: کیا کوئی ایسی صورت بھی ہے کہ جس میں روزہ توڑ دینا جائز ہو؟

جواب: جی ہاں! شریعت نے ہر طرح سے آسانیاں فراہم کی ہیں اور لوگوں کی مجبوریوں کا خیال رکھا ہے، چنانچہ اگر کوئی ایسی بیمار ہو گئی کہ اگر روزہ نہ توڑے گی تو جان جانے کا خطرہ ہے یا بیماری بڑھ جانے کا خطرہ ہے تو روزہ توڑ دینا درست ہے۔ مثلاً ایک دم پیٹ میں ایسا درد اٹھا کہ بے تاب ہو گئی یا سانپ وغیرہ نے ڈس لیا تو ایسی صورتوں میں دوائی لینا اور روزہ توڑ دینا جائز ہے۔ اسی طرح اگر ایسی بھوک یا پیاس لگی کہ کچھ نہ کھایا پیا تو جان جانے کا اندیشہ ہے تو بھی روزہ توڑ دینا درست ہے۔

سوال: اگر کسی حاملہ عورت کو کوئی ایسی بات پیش آ گئی جس سے اس کی اپنی یا اس کے بچے کی جان جانے کا ڈر ہو تو کیا اس کو بھی روزہ توڑ ڈالنے کی اجازت ہے؟

جواب: جی ہاں! اس صورت میں بھی روزہ توڑ دینے کی اجازت ہے۔

جن وجوہات سے روزہ نہ رکھنا جائز ہے، ان کا بیان:

سوال: کیا بیماری و مجبوری کی وجہ سے شریعت نے روزہ نہ رکھنے کی اجازت دی ہے؟

جواب: جی ہاں! اگر ایسی بیماری ہو کہ روزہ نقصان دہ ہو اور یہ ڈر ہو کہ اگر روزہ رکھے گی تو بیماری بڑھ جائے گی یا صحت میں تاخیر ہو جائے گی یا جان چلی جائے گی تو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے، جب تندرست ہو جائے تو اس کی قضا رکھ لے۔

آخرت میں پکڑ ہوگی؟

جواب: اس میں تفصیل ہے۔ اگر بیماری کی وجہ سے مثلاً دس روزے چھوڑے تھے اور پانچ دن تک ٹھیک رہنے کے بعد فوت ہوگئی لیکن قضا روزے نہیں رکھے تو پانچ روزے تو معاف ہیں، باقی پانچ روزوں کی قضا نہ رکھنے پر پکڑ ہوگی اور اگر پورے دس دن تک ٹھیک رہی پھر مرگئی تو پورے دس روزوں کی قضا نہ رکھنے پر پکڑ ہوگی۔

سوال: کیا کوئی اور ایسی صورت ہے کہ وہ پکڑ سے بچ جائے؟

جواب: جی ہاں! اب مرتے وقت اس کے لیے ضروری ہے کہ جتنے روزے اس کے ذمے ہیں اتنے دنوں کا فدیہ اپنے مال میں سے دینے کے لیے وصیت کرے۔

سوال: حاملہ عورت اور دودھ پلانے والی عورت کو اگر اپنی جان یا بچے کی جان کا خطرہ ہو تو ان کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب: ان کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے پھر بعد میں قضا رکھ لیں۔ لیکن اگر دودھ پلانے والی عورت کا شوہر مالدار ہے، دودھ پلانے کے لیے دائی رکھ سکتا ہے یا بچہ ڈبے کا دودھ پی لیتا ہے تو دودھ پلانے کی وجہ سے ماں کو روزہ چھوڑنا درست نہیں۔

سوال: اگر وہ بچہ اپنی ماں کے علاوہ کسی اور کا دودھ نہ پیتا ہو تو اب کیا حکم ہے؟

جواب: یہ مجبوری ہے۔ ایسی حالت میں ماں کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے۔

سوال: حیض ونفاس والی عورت کے بارے میں روزہ نہ رکھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: کسی عورت کو حیض آگیا یا بچہ پیدا ہوا اور نفاس شروع ہوگیا تو حیض اور نفاس کی حالت میں روزہ رکھنا جائز نہیں۔

سوال: اگر حیض ونفاس والی عورت رات کو پاک ہوگئی تو کیا صبح کا روزہ رکھنا اس پر واجب ہے؟

جواب: جی ہاں! رات کو غسل کرے اور صبح کا روزہ نہ چھوڑے، اور اگر رات کو غسل نہ کیا ہو تب بھی روزہ رکھے اور صبح کو غسل کرے۔

سوال: اگر صبح صادق ہونے کے بعد پاک ہوئی تو اب کیا کرے؟

سوال: اگر کسی اور سے کہہ دیا جائے کہ تم میری طرف سے کفارہ ادا کر دو تو کیا ایسا کرنا درست ہے؟

جواب: اگر کسی سے کہہ دیا اور پھر اس نے ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلایا یا اناج دیا یا قیمت دے دی تو درست ہے، کفارہ ادا ہو جائے گا اور اگر کہے بغیر کسی نے اس کی طرف سے دیا تو درست نہ ہوگا۔

سوال: اگر ایک ہی مسکین کو ساٹھ دن تک صبح و شام کھانا کھلایا یا ساٹھ دن تک راشن دے دیا یا قیمت دیتی رہی تو کیا کفارہ ادا ہو جائے گا؟

جواب: جی ہاں! ادا ہو جائے گا۔

سوال: اگر ساٹھ دن تک لگاتار نہیں کھلایا، درمیان میں ناغہ ہو گیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: بیچ میں کچھ دن ناغے ہو جانے سے کوئی حرج نہیں، یہ بھی درست ہے۔

سوال: اور اگر ساٹھ دن کا حساب کر کے ایک ہی غریب کو دے دیا تو کیا کفارہ صحیح ہو جائے گا؟

جواب: ایسی صورت میں کفارہ درست نہ ہوگا، قیمت دینے کا بھی حکم یہی ہے کہ ایک مسکین کو ایک ہی دن کی قیمت دے۔ ایک مسکین کو ایک روزے کے کفارے سے زیادہ دینا درست نہیں۔

سوال: اگر کسی غریب کو صدقۂ فطر کی مقدار سے کم دے دیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: ایسی صورت میں کفارہ درست نہیں ہوا۔

سوال: اگر ایک رمضان المبارک میں دو یا تین یا اس سے زائد روزے توڑ ڈالے تو کیا سب کا کفارہ علیحدہ علیحدہ دینا ہوگا؟

جواب: ایسی صورت میں ایک ہی کفارہ واجب ہے۔ البتہ اگر رمضان المبارک مختلف ہوں، مثلاً ایک روزہ ایک رمضان المبارک کا اور دوسرا روزہ دوسرے رمضان المبارک کا ہو

مردے کے مال میں سے ادا کر دیں تو اس طرح سے فدیہ ادا کیا جا سکتا ہے، لیکن شرط ہے کہ وارث بالغ ہوں، نابالغ وارث کی اجازت کا شریعت میں کوئی اعتبار نہیں ہے۔

سوال: ایک روزہ کا فدیہ تو معلوم ہو گیا کہ صدقۃ الفطر کے برابر ہے۔ نماز کا فدیہ کتنا ادا کیا جائے گا؟

جواب: ہر نماز کا فدیہ ایک روزہ کے فدیہ کے برابر ہے۔ اسی حساب سے دن رات کے پانچ فرض اور ایک وتر کل چھ نمازوں کا فدیہ ادا کرنا ہوگا۔

سوال: اگر کسی کے ذمہ زکوٰۃ ادا کرنا واجب تھا، لیکن اس نے نہ خود ادا کی اور نہ ہی وصیت کی تو کیا بغیر وصیت کیے اس کے مال میں سے زکوٰۃ ادا کی جا سکتی ہے؟

جواب: وصیت کرنے کی صورت میں تو اس کے مال میں سے زکوٰۃ ادا کرنا وارثوں پر واجب ہے، لیکن بغیر وصیت کے وارثوں نے اپنی خوشی سے بھی دے دی تب بھی زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔

سوال: اگر میت کا ولی میت کی طرف سے قضا روزہ رکھ لے یا قضا نماز پڑھ لے تو اس بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: یہ درست نہیں میت کے ذمے سے یہ فرائض ساقط نہ ہوں گے۔

ہے پھر اگر رمضان ہی کی نیت کرے تو رمضان کا روزہ ہو گیا ہے اور اگر رمضان کے بعد تحقیق
ہوئی تو اس دن کا روزہ رکھنا بھی ضروری ہوگا۔

سوال: اگر بالغ ہونے سے پہلے کرلیا تو کیا بلوغت کے بعد وہی حج کافی ہے یا دوبارہ کرنا ہوگا۔

جواب: بلوغت سے پہلے حج کرنے سے فرض ادا نہیں ہوتا۔ اگر بالغ ہونے کے بعد استطاعت ہوئی تو دوبارہ حج کرنا فرض ہے۔

سوال: کیا نابینا پر حج فرض ہے؟

جواب: نہیں! نابینا پر حج فرض نہیں ہے، چاہے جتنا بھی مالدار ہو۔

سوال: کسی پر حج فرض ہوگیا تو فوراً اسی سال حج کرنا فرض ہے یا یہ کہ زندگی میں جب بھی موقع آئے، کرلے؟

جواب: فوراً اسی سال حج کرنا فرض ہے۔ کسی معقول عذر کے بغیر دیر کرنا اور یہ سوچنا کہ ابھی کافی عمر پڑی ہے، پھر کسی سال کرلیں گے، درست نہیں ہے۔ پھر اگر دو چار سال میں کرلیا تو فرض تو ادا ہو جائے گا لیکن تاخیر کا گناہ ہوگا۔

سوال: کیا حج پر جانے کے لیے عورت کے ساتھ محرم کا ہونا ضروری ہے؟

جواب: جی ہاں! اگر مکہ مکرمہ سے اتنی دور رہتی ہے کہ اس کے گھر سے مکہ مکرمہ ۴۸ میل (تقریباً ۷۸ کلومیٹر) سے زیادہ دور ہے تو حج پر جانے کے لیے اس کے ساتھ محرم ہونا ضروری ہے۔ محرم کے بغیر حج پر جانا درست نہیں۔

سوال: محرم کا خرچ کون دے گا؟

جواب: جو عورت اس کو اپنے ساتھ لے کر جائے اس کے ذمہ محرم کا سب خرچ کرایہ وغیرہ لازم ہے[1]۔ ہاں! اگر وہ نہ لے تو الگ بات ہے۔

سوال: احرام کی حالت میں کیا عورت کو پردہ کرنا ضروری ہے؟

جواب: عورت کے لیے ہر حالت میں پردہ کرنا ضروری ہے۔ احرام کی حالت میں اور

۱- پہلے بتایا جا چکا ہے کہ اگر محرم کا خرچ نہ ہو تو عورت پر حج فرض ہی نہیں ہوتا۔

زیادہ اہتمام کرے۔ البتہ احرام کی حالت میں چہرہ ڈھانکتے ہوئے چہرے سے نقاب کا چھونا منع ہے لہٰذا کوئی ایسی صورت اختیار کرے کہ چہرے پر کپڑا نہ لگے۔ آج کل اس کے لیے ایک چھجہ والی ٹوپی ملتی ہے وہ استعمال کرے۔

کھال پر گائے، بیل یا بکری کی طرح کے بال نہیں ہوتے، بلکہ اون ہوتا ہے، اور یقیناً ان میں سے ایک ایک جانور کی کھال پر لاکھوں یا کروڑوں اون ہوتے ہیں تو کیا ان اون والے جانوروں کی قربانی کا ثواب بھی ہر بال کے بدلے ایک نیکی کے حساب سے ملے گا؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہاں! یعنی اون والے جانور کی قربانی کا اجر بھی اسی شرح اور اسی حساب سے ملے گا کہ اس کے بھی ہر بال کے بدلے ایک نیکی۔"

سوال: قربانی کن لوگوں پر واجب ہے؟

جواب: جس مسلمان کے پاس صدقۂ فطر والا نصاب ہو، چاہے اس پر سال گزرا ہو یا نہ گزرا ہو، اس پر قربانی واجب ہے۔

سوال: صدقۂ فطر کا نصاب کتنا ہے؟

جواب: پہلے بتایا جا چکا ہے کہ پانچ چیزوں میں سے کچھ یا سب کا مجموعہ اگر ساڑھے باون تولہ چاندی (613 گرام) کے برابر ہو تو صدقۂ فطر اور قربانی واجب ہو جاتی ہے۔ وہ پانچ چیزیں یہ ہیں: سونا، چاندی، نقدی، مال تجارت (یعنی فروخت کے لیے رکھی ہوئی چیزیں) اور ضرورت سے زائد تمام سامان۔

سوال: اگر کسی کے پاس اتنا مال نہ ہو جس پر قربانی واجب ہوتی ہے، پھر بھی وہ نفلی قربانی کرلے تو کیسا ہے؟

جواب: یہ بڑے ثواب کی بات ہے۔

سوال: کتنے دن تک قربانی کرنا درست ہے؟

جواب: تین دن تک۔ دس ذوالحجہ یعنی بقر عید کے دن عید کی نماز پڑھنے کے بعد سے لے کر بارھویں ذی الحجہ کو سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے تک قربانی کرنا درست ہے۔ ان اوقات میں جب جی چاہے قربانی کرے۔ چاہے دن میں کرے چاہے رات میں۔

سوال: اگر کسی پر قربانی واجب نہیں، لیکن ذوالحجہ کی بارھویں تاریخ کے سورج غروب

سے پہلے پہلے کہیں سے پیسہ مل گیا اور وہ پیسہ نصاب کے جتنا ہے تو کیا اس پر قربانی واجب ہو جائے گی؟

جواب: جی ہاں ایسی صورت میں قربانی واجب ہو جائے گی۔

سوال: قربانی کے جانور کو خود ذبح کرنا بہتر ہے یا کسی اور سے کروانا چاہیے؟

جواب: اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا بہتر ہے۔ اگر خود ذبح کرنا نہ آتا ہو تو کسی اور سے کروا لینا بھی درست ہے اور ذبح کے وقت وہاں جانور کے سامنے کھڑی ہو جانا بہتر ہے اور اگر ایسی جگہ ہے کہ پردہ کی وجہ سے سامنے کھڑی نہ ہو سکتی ہو تو کوئی حرج نہیں۔

سوال: کیا قربانی کرتے وقت زبان سے نیت کرنا ضروری ہے؟

جواب: زبان سے نیت پڑھنا اور دعا پڑھنا ضروری نہیں ہے۔ اگر دل میں سوچ لیا کہ میں قربانی کرتی ہوں اور زبان سے کچھ نہ پڑھا۔ صرف بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کر ذبح کر دیا تو بھی قربانی صحیح ہو گی لیکن اگر یاد ہو تو دعا پڑھ لیں۔

سوال: کون سی دعا پڑھیں؟

جواب: ”اِنَّ صَلَاتِیْ، وَنُسُکِیْ، وَمَحْیَایَ، وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ.“

سوال: اگر نابالغ اولاد کا اپنا مال نصاب جتنا ہو تو کیا اس کا ولی اس کے پیسوں میں سے اس کی طرف سے قربانی کر سکتا ہے؟ کیا ایسا کرنا ولی پر واجب ہو گا؟

جواب: اس صورت میں قربانی واجب نہیں ہے۔ اگر کرنا چاہتا ہے تو اپنے پیسوں میں سے کرلے۔ بچے کے پیسوں میں سے نہ کرے۔

سوال: قربانی کس کس کی طرف سے کرنا واجب ہے؟

جواب: قربانی صرف اپنی طرف سے کرنا واجب ہے۔

سوال: کس جانور کی قربانی کرنا درست ہے؟

جواب: بکری، بکرا، بھیڑ، دنبہ، گائے، بیل، بھینس، بھینسا، اونٹ، اونٹنی کی قربانی کرنا درست ہے۔[1]

سوال: گائے اور بھینس میں کتنے حصے ہوتے ہیں؟

جواب: ان دونوں جانوروں میں سات حصے ہوتے ہیں، یعنی اگر سات آدمی شریک ہو کر قربانی کریں تو بھی درست ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ کسی کا حصہ ساتویں حصے سے کم نہ ہو اور سب کی نیت قربانی کرنے یا عقیقہ کرنے کی ہو، صرف گوشت کھانے کی نہ ہو، اگر کسی کا حصہ ساتویں حصے سے کم ہوگا تو کسی کی بھی قربانی درست نہ ہوگی۔

سوال: اونٹ میں کتنے آدمی شریک ہو سکتے ہیں؟

جواب: گائے، بھینس کی طرح اونٹ میں بھی سات حصے ہوتے ہیں، یعنی سات آدمی اونٹ میں شریک ہو سکتے ہیں۔

سوال: کتنے سال کے جانوروں کی قربانی درست ہے؟

جواب: بکری یا بکرا سال بھر سے کم کا درست نہیں ہے اور گائے بھینس دو برس سے کم کی درست نہیں اور اونٹ پانچ برس سے کم کا درست نہیں ہے۔

سوال: اگر دنبہ یا بھیڑ سال بھر کا تو نہ ہو لیکن اتنا موٹا تازہ اور بڑا دکھائی دیتا ہو کہ اگر اسے سال بھر کے دنبوں اور بھیڑوں میں چھوڑ دیا جائے تو فرق معلوم نہ ہو سکے تو کیا ایسے دنبے یا بھیڑ کی قربانی درست ہے؟

جواب: جی ہاں! ایسے دنبے یا بھیڑ کی قربانی درست ہے۔[2] اگر ایسا نہ ہو تو سال بھر کا

۱۔ یعنی یہ جانور چاہے نر ہوں یا مادہ، ان کی قربانی درست ہے۔

۲۔ واضح رہے کہ یہ حکم دنبے اور بھیڑ کا ہے، بکرے کا نہیں۔ بکرے کو بہر حال سال بھر کا ہونا چاہیے۔ دنبے اور بکرے میں فرق یہ ہے کہ اس قسم کا دنبہ سال سے پہلے بھی نسل کشی کے قابل ہو جاتا ہے جبکہ بکرا سال سے پہلے اس قابل نہیں ہوتا۔

ہونا چاہیے۔

سوال: جانوروں کے کون کون سے عیب ہیں جن کی وجہ سے قربانی نہیں ہوتی؟

جواب: جو جانور اندھا ہو یا کانا ہو، ایک آنکھ کی تہائی روشنی یا اس سے زیادہ ختم ہو چکی ہو، یا ایک کان تہائی یا تہائی سے زیادہ کٹ گیا ہو، یا اتنا لنگڑا جانور ہے کہ فقط تین پاؤں سے چلتا ہے، چوتھا پاؤں اس سے رکھا ہی نہیں جاتا یا چوتھا پاؤں رکھتا تو ہے لیکن اس سے چل نہیں سکتا، اسی طرح جانور اتنا دبلا ہو یا بالکل مریل جانور جس کی ہڈیوں میں گودا بالکل نہ رہا ہو، اسی طرح جس جانور کے دانت بالکل نہ ہوں یا وہ جانور جس کے پیدائش ہی سے کان نہ ہوں، ان سب جانوروں کی قربانی جائز نہیں ہے۔

سوال: جس جانور کے پیدائش ہی سے سینگ نہیں یا سینگ تو ہیں لیکن ٹوٹ گئے تو کیا ایسے جانور کی قربانی درست ہے؟

جواب: جی ہاں! ایسے جانور کی قربانی درست ہے۔ ہاں! البتہ اگر سینگ جڑ سے ٹوٹ گئے ہوں تو پھر قربانی درست نہ ہوگی۔

سوال: اگر جانور قربانی کے لیے خریدا، خریدنے کے بعد کوئی ایسا عیب پیدا ہو گیا جس سے قربانی درست نہیں تو اب کیا کرے؟

جواب: اس صورت میں اس جانور کے بدلے دوسرا خریدے اور قربانی کرلے اور اگر ایسا شخص ہے کہ اس پر قربانی واجب نہیں، ویسے ہی ثواب کے لیے کر رہا تھا تو اسی جانور کی قربانی کردے۔

سوال: قربانی کا گوشت کس طرح تقسیم کرے؟

جواب: قربانی کا گوشت خود کھائے، اپنے رشتہ داروں اور دوست احباب کو دے اور فقیروں محتاجوں کو خیرات کرے۔ خیرات میں تہائی حصہ گوشت دینا مستحب ہے۔ اس سے کمی نہ کرے۔

سوال: اگر کسی نے تھوڑا سا گوشت ہی خیرات کیا تو کیا گناہ ہوگا؟

عقیقہ کا بیان

سوال: عقیقہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: بچے کی پیدائش کے ساتویں دن اگر لڑکا ہو تو دو بکرے اور اگر لڑکی ہو تو ایک بکرا ذبح کرنا، اس کو ”عقیقہ“ کہتے ہیں۔ عقیقہ ایک قسم کا صدقہ ہے۔ عقیقہ کر دینے سے الاؤں بلاؤں اور روحانی تکلیف سے بچے کی حفاظت ہو جاتی ہے۔

سوال: عقیقہ کس دن مستحب ہے؟

جواب: مستحب یہ ہے کہ ساتویں روز (یعنی جس دن بچہ پیدا ہوا ہے اگلے ہفتے اسی دن) عقیقہ کیا جائے۔ اسی روز بال مونڈے جائیں۔ اسی روز بکرا ذبح کیا جائے۔[1] اسی روز بچے کا نام رکھا جائے۔ اگر ساتویں دن نہ ہو سکے تو چودھویں یا اکیسویں دن عقیقہ کرے۔ اس کے بعد بالغ ہونے سے پہلے پہلے کیا جا سکتا ہے۔ بالغ ہونے کے بعد عقیقہ کا حکم ساقط ہو جاتا ہے۔ کوئی دوسرا اس کی طرف سے عقیقہ نہیں کر سکتا۔ ہاں! اگر وہ خود اپنی طرف سے اپنا عقیقہ کرنا چاہے تو اس کی گنجائش ہے۔[2]

سوال: بعض لوگ لڑکے کے عقیقہ کے لیے دو بکریاں ضروری سمجھتے ہیں۔ یہ کیسا ہے؟

جواب: لڑکا ہو یا لڑکی بہر حال ایک بکری کافی ہے۔ البتہ لڑکے کے لیے دو ہوں تو بہتر ہیں۔[3]

سوال: عقیقہ کا گوشت ماں باپ، دادا دادی، نانا نانی کھا سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: عقیقہ کے گوشت کا حکم قربانی کے گوشت کی طرح ہے۔ جیسے قربانی کا گوشت

۱- اعلاء السنن ۱۱۸/۱۷، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۶۸۲

۲- کشف الباری، کتاب العقیقہ: ۲۰۳، بحوالہ شرح المہذب ۸/ ۴۳۲

۳- احسن الفتاویٰ ۵۳۵/۷

قسم کے کفارے کا بیان

سوال: اگر کسی نے قسم توڑ ڈالی تو اس کا کفارہ کیا ہے؟

جواب: اس کا کفارہ یہ ہے کہ دس غریبوں کو دو وقت کا کھانا پیٹ بھر کے کھلائے، یا ہر غریب کو احتیاطاً پورے دو سیر گیہوں یا اس کی قیمت دے دے[1] یا دس فقیروں کو کپڑا دے دے۔ ایک وقت بھی دے سکتی ہے اور تھوڑا تھوڑا کر کے بھی دے سکتی ہے۔

اگر ایسی غریب ہے کہ نہ کھانا کھلا سکتی ہے اور نہ کپڑا دے سکتی ہے تو تین روزے رکھے۔

١ آسان صورت یہ ہے کہ دس صدقہ فطر کے برابر قیمت دس غریبوں کو دے دے۔

غیر محرم کے سامنے کوئی حصہ کھولنا درست نہیں۔ ماتھے پر سے دوپٹہ یا چوٹی سے حجاب سرک جاتا ہے اور اس طرح غیر محرم کے سامنے آجاتی ہے تو یہ جائز نہیں ہے۔ غیر محرم کے سامنے ایک بال بھی نہ کھولنا چاہیے، بلکہ جو بال کنگھی وغیرہ میں ٹوٹتے ہیں اور کٹے ہوئے ناخن بھی ایسی جگہ ڈالنا چاہیے جہاں کسی غیر محرم کی نگاہ نہ پڑے، ورنہ گناہ ہوگا۔ اسی طرح اپنے جسم کے کسی عضو کو یعنی ہاتھ پاؤں وغیرہ کو نامحرم مرد کے جسم سے لگانا بھی درست نہیں ہے۔

سوال: یہ تو معلوم ہوگیا کہ تمام اجنبی غیر محرم مردوں سے پردہ ضروری ہے۔ یہ بتادیجیے کہ رشتہ داروں میں سے کن کن سے پردہ ضروری ہے؟

جواب: درج ذیل سولہ رشتہ دار ایسے ہیں جن سے پردہ فرض ہے مگر عام طور پر دین دار خواتین بھی ان سے پردہ نہیں کرتیں۔ یہ بہت سخت کوتاہی ہے۔ وہ رشتہ دار یہ ہیں: چچازاد، پھوپھی زاد، ماموں زاد، خالہ زاد۔ دیور، جیٹھ، بہنوئی، نندوئی۔ پھوپھا، خالو۔ شوہر کا چچا، شوہر کا ماموں، شوہر کا پھوپھا، شوہر کا خالو۔ شوہر کا بھتیجا، شوہر کا بھانجا۔

سوال: جو غیر محرم گھر ہی میں رہتے ہیں مثلاً دیور، جیٹھ وغیرہ ان سے کیسے پردہ کیا جائے؟

جواب: ایسے حالات میں شرعی پردہ کا طریقہ یہ ہے:

(۱) خواتین ذرا ہوشیار رہیں۔ بے پردگی کے مواقع سے حتی الامکان بچیں۔ لباس میں احتیاط رکھیں، بالخصوص سر پر دوپٹہ رکھنے کا اہتمام کریں۔

(۲) مرد آمد و رفت کے وقت ذرا کھنکار کر خواتین کو پردہ کی طرف متوجہ کردیں۔ بعض خواتین شکایت کرتی ہیں کہ ان کے غیر محرم رشتہ دار سمجھانے کے باوجود گھر میں کھنکار کر آنے کی احتیاط نہیں کرتے، اچانک سامنے آجاتے ہیں۔ آمد و رفت کا یہ سلسلہ ہر وقت چلتا ہی رہتا ہے، ان سے پردہ کرنے میں ہمیں بہت مشکل پیش آتی ہے، ایسی حالت میں خواتین جتنی احتیاط ہو سکے کریں۔ اسے جہاد جیسا سمجھیں۔ جتنی زیادہ مشقت برداشت کریں گی، اتنا ہی زیادہ ثواب ملے گا۔

(۳) غیر محرم مرد کی آمد پر خواتین اپنا رخ دوسری جانب کرلیں۔

(۴) اگر رخ دوسری جانب نہ کرسکیں تو سر سے دوپٹہ سرکا کر چہرہ پر لٹکالیں۔

(۵) شدید ضرورت کے بغیر غیر محرم سے بات نہ کریں۔

(٦) کسی غیر محرم کی موجودگی میں خواتین آپس میں یا اپنے محرم کے ساتھ بے حجابانہ بے تکلفی کی باتوں اور ہنسی مذاق سے پرہیز کریں۔

(۷) ان احتیاطوں کے باوجود اگر کبھی اچانک کسی غیر محرم پر نظر پڑ جائے تو معاف ہے بلکہ اس طرح بار بار بھی نظر پڑتی رہے، ہزار بار اچانک سامنا ہو جائے تو بھی سب معاف ہے، کوئی گناہ نہیں۔ اس سے پریشان نہ ہوں۔ جو کچھ اپنے اختیار میں ہے، اس میں ہرگز غفلت نہ کریں اور جو اختیار سے باہر ہے اس کے لیے پریشان نہ ہوں، اس لیے کہ اس پر کوئی گرفت نہیں۔ ہزاروں بار بھی غیر اختیاری طور پہ ہو جائے تو بھی معاف ہے۔ رب کریم کا بہت بڑا کرم ہے مگر ان کی اس مہربانی اور معافی کو سن کر نڈر اور بے خوف نہ ہو جائیں، جس حد تک احتیاط ہو سکتی ہے، اس میں ہرگز کوتاہی نہ کریں، ورنہ خوب سمجھ لیں کہ جس طرح وہ رب کریم شکر گزار اور فرمانبردار بندوں پر بہت مہربان ہے، اسی طرح ناقدروں، ناشکروں اور نافرمانوں پر اس کا عذاب بھی بہت سخت ہے۔[1]

سوال: منہ بولے بیٹے یا بھائی کا کیا حکم ہے؟ بعض خواتین کسی کو منہ بولا بیٹا یا بھائی بنا لیتی ہیں۔ کیا اس سے پردہ ساقط ہو جاتا ہے؟

جواب: نہیں! اس سے ہرگز پردہ ساقط نہیں ہوتا۔ منہ بولے بیٹے یا بھائی کا حکم بالکل ویسا ہی ہے جیسے اجنبی مرد کا۔ کسی کو منہ بولا بیٹا، بھائی بنانے سے وہ حقیقی بیٹے بھائی کی طرح نہیں ہو جاتا۔

سوال: بعض خواتین کہتی ہیں ہم نے تو اپنے دیوروں کو بچپن سے پالا ہے۔ ہم تو ان کی ماں جیسی ہیں، ان سے کیا پردہ؟ اسی طرح بعض مرد کہتے ہیں کہ فلاں لڑکی تو میری بیٹی کی طرح ہے یا بعض خواتین کہتی ہیں: فلاں شخص تو ہمارے ابا کی عمر کا ہے، اس سے بھلا کیا پردہ؟ تو کیا ایسا کرنا درست ہے؟

جواب: نہیں! ہرگز نہیں۔ ایسی باتوں سے پردہ معاف نہیں ہوتا۔

۱- ماخوذ از "شرعی پردہ" مؤلف حضرت مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ ص: ۷۰-۷۱

موت کے وقت کیا کیا جائے؟

سوال: جب موت کے آثار ظاہر ہونے لگیں تو کیا کرنا چاہیے؟

جواب: جب کسی پر موت کا اثر ظاہر ہو تو اس کو چت لٹا دیں۔ اس طرح کہ قبلہ اس کے داہنی طرف ہو اور سر کو ذرا قبلہ کی طرف جھکا دیں۔ یا اس کے پاؤں قبلہ کی طرف کر دیں اور سر کے نیچے تکیہ وغیرہ رکھ کر ذرا اونچا کر دیں۔ اس طرح بھی قبلہ رخ ہو جائے گا۔

☆ ...... حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مرنے والوں کو کلمہ "لا الہ الا اللہ" کی تلقین کرو۔" تلقین کا طریقہ یہ ہے کہ اس کے سامنے میٹھی میٹھی آواز میں کلمہ شریف دہرایا جائے۔ یہاں تک کہ وہ کلمہ پڑھ لے۔ اس کو پڑھنے کا نہ کہا جائے۔ کیا پتا کہیں خدانخواستہ جان نکلنے کی سختی اور تکلیف میں انکار ہی نہ کر دیجئے۔

☆ ...... حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم اپنے مرنے والوں پر سورۂ یٰسین پڑھا کرو۔"

تجہیز و تکفین کا بیان

سوال: میت کو نہلانے اور کفنانے کا کچھ ثواب اور فضیلت ہے؟

جواب: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص میت کو غسل دے، وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسے اب ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو اور جو میت کے لیے کفن فراہم کرے، اللہ تعالیٰ اس کو جنت کا جوڑا پہنائیں گے۔

سوال: میت کو کون نہلائے؟

جواب: میت کو نہلانے کا حق سب سے پہلے تو اس کے قریب ترین رشتہ داروں کو ہے۔ بہتر ہے کہ وہ خود نہلائیں اور عورت کی میت کو قریبی رشتہ دار عورت نہلائے، کیونکہ یہ اپنے رشتہ دار کی آخری خدمت ہے۔

سوال: عورت کے کفن میں کتنے کپڑے شامل ہوتے ہیں؟ تفصیل سے بیان کریں؟

جواب: عورت کے کفن کے لیے مسنون کپڑے پانچ ہیں:

(1) ازار ـــ سر سے پاؤں تک (مرد کی طرح)

(2) لفافہ ـــ ازار سے لمبائی میں ایک ہاتھ زیادہ (مرد کی طرح)

(3) کرتہ بغیر آستین اور بغیر کلی کا ـــ گردن سے پاؤں تک (مرد کی طرح)

(4) سینہ بند ـــ بغل سے رانوں تک ہو تو زیادہ اچھا ہے، ورنہ ناف تک بھی درست ہے اور چوڑائی میں اتنا ہو کہ بندھ جائے۔

(5) سر بند اسے اوڑھنی بھی کہتے ہیں ـــ تین ہاتھ لمبا۔

سوال: عورت کو کفن پہنانے کا طریقہ بیان کریں؟

[illegible]

[illegible]

اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو زندگی میں دین پر استقامت اور آخری وقت میں ایمان کی سلامتی نصیب فرمائے۔ آمین

پانچواں باب

تربیتِ اولاد

پانچواں باب: تربیتِ اولاد

تربیت کرنے والے کی بنیادی صفات

(۱) اخلاص:

ماں کو چاہیے کہ نیت خالص رکھے۔ جو کام بھی کرے اس سے صرف اللہ کی رضا مقصود ہو تا کہ وہ اللہ کی بارگاہ میں مقبول اور اپنے بچوں میں محبوب ہو اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی محنت اور کوشش میں خیر و برکت کے فیصلے ہوں۔

(۲) تقویٰ:

ماں میں سب سے ضروری چیز تقویٰ ہے۔ اس لیے کہ وہ ایسا نمونہ ہوتی ہے جسے دیکھ دیکھ کر بچے سیکھتے ہیں اور اس لیے بھی کہ ماں ہی اسلام کے بتائے ہوئے طریقوں پر بچے کو تربیت دینے کی ذمہ دار ہوتی ہے۔ لہٰذا اسلام کے احکام سب سے پہلے خود اس میں پائے جانے چاہئیں۔

(۳) علم:

ماں کو تربیت کے ان اصولوں کا علم ہونا چاہیے جو اسلام نے سکھائے ہیں۔ اسے حلال و حرام کے احکام سے واقف، اخلاق کے بنیادی اصولوں کی جاننے والی اور اسلام کے نظام تربیت سے واقف ہونا چاہیے۔

خواتین کو چاہیے کہ دینی و دنیاوی علوم اور تربیت کے طریقے خوب اچھی طرح سیکھیں تا کہ ایسا اسلامی معاشرہ تیار کر سکیں جس کے افراد کی محنت اور عزم سے اسلام کو ترقی ملے اور دنیا میں مسلمانوں کی مضبوط حکومت قائم ہو۔

زوجھا، ومسئولة عن رعیتھا۔"[1]

"مرد اپنے گھر کا رکھوالا ہے اور اس سے اس کے زیر کفالت لوگوں کے بارے میں باز پرس ہوگی، اور عورت اپنے شوہر کے گھر کی رکھوالی ہے، اور اس سے اس کے زیر تربیت لوگوں کے بارے میں سوال ہوگا۔"

"لأن یؤدب الرجل ولده، خیر من أن یتصدق بصاع۔"[2]

"آدمی کا اپنے بیٹے کو ادب و تمیز سکھانا ایک صاع صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔"

"ما نحل والد ولداً أفضل من أدب حسن۔"[3]

"کسی باپ نے اپنے بیٹے کو اچھی تربیت سے بہتر تحفہ نہیں دیا۔"

قرآن کریم کی ان ہدایات اور ارشادات نبویہ کی بنا پر ہر دور میں مسلمان خواتین نے بچوں کی تربیت کا خوب اہتمام کیا۔ والدین اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کے لیے ایسے اساتذہ و معلمین کا انتخاب کیا کرتے تھے جو تدریس و تعلیم اور اصلاح و تربیت کے ماہر ہوں تاکہ وہ بچے کو صحیح عقیدہ و اخلاق سکھائیں اور تعلیم و تربیت کے فریضہ کو حسن و خوبی ادا کر سکیں۔

چونکہ ماں باپ اور اساتذہ بچوں کی تربیت، ان کی شخصیت سازی اور انھیں دنیا میں رہنے کے قابل بنانے کے ذمہ دار ہیں، اس لیے یہ ضروری ہے کہ یہ حضرات اپنی ذمہ داریوں کو اچھی طرح سمجھ لیں۔ "اسلامی تربیت" کے ماہر علمائے کرام کی نظر میں یہ ذمہ داریاں بالترتیب اس طرح سے ہیں:

۱- ایمانی تربیت کی ذمہ داری

۲- اخلاقی تربیت کی ذمہ داری

۳- جسمانی تربیت کی ذمہ داری

۴- عقلی تربیت کی ذمہ داری

۱- صحیح البخاری، کتاب الجمعة، باب الجمعة فی القری والمدن، ۸۹۳

۲- جامع الترمذی، کتاب البر والصلة، باب ما جاء فی أدب الولد، ۱۸۷۴

۳- جامع الترمذی، کتاب البر والصلة، باب ما جاء فی أدب الولد، ۱۸۷۵

۵- نفسیاتی تربیت کی ذمہ داری   ٦- معاشرتی تربیت کی ذمہ داری

۷- جنسی تربیت کی ذمہ داری

ان ساتوں ذمہ داریوں میں سے ہر ایک پر ان شاء اللہ ہم روشنی ڈالیں گے۔

۱- ایمانی تربیت کی ذمہ داری:

ایمانی تربیت کا مطلب یہ ہے کہ جب سے بچے میں شعور اور سمجھ پیدا ہو اسی وقت سے اس کو ایمان کی بنیادی باتیں اور اسلامی عبادات سکھائی جائیں اور سمجھ دار ہونے پر اسے اسلامی عبادات کا عادی بنایا جائے اور جب وہ تھوڑا اور بڑا ہو جائے تو اسے شریعت مطہرہ کے بنیادی اصولوں کی تعلیم دی جائے۔

ایمان کی بنیادی باتوں سے ہماری مراد آیات و احادیث سے ثابت حقائق اور غیبی امور ہیں، جیسے: اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا، فرشتوں پر ایمان لانا، آسمانی کتابوں پر ایمان لانا، تمام رسولوں پر ایمان لانا، قبر میں فرشتوں کے سوال جواب پر ایمان، عذاب قبر اور مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے، حساب کتاب، جنت و دوزخ اور دیگر تمام غیبی امور پر ایمان لانا۔

عبادات سے ہماری مراد تمام بدنی اور مالی عبادات ہیں، مثلاً: نماز، روزہ، زکوٰۃ اور جو استطاعت رکھتا ہو اس کے لیے حج۔

لہٰذا ماں کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ شروع ہی سے ایمانی تربیت اور اسلامی تعلیمات کی بنیاد پر بچے کی تربیت کرے، تا کہ وہ عقیدہ و عبادت اور اخلاق و آداب کے لحاظ سے اسلام سے وابستہ رہے اور اس تربیت اور رہنمائی کے بعد اسلام کے علاوہ کسی مذہب کو دین، قرآن کے علاوہ کسی کتاب کو رہنما اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی کو قائد نہ جانے۔

اس کے لیے اسے یہ کام کرنے چاہئیں:

(۱) بچے کو سب سے پہلے کلمہ لا الٰہ الا اللہ سکھائے۔

(۳) بچے میں عقل و شعور پیدا ہونے پر سب سے پہلے اسے حلال و حرام کی تمیز سکھائے۔

(۴) سات سال کی عمر ہونے پر بچے کو عبادات کا حکم دے اور قرآن کریم کی تلاوت کا عادی بنائے۔

(۵) بچے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل بیت و صحابہ کرام کی محبت سکھائے۔

۲- اخلاقی تربیت کی ذمہ داری:

اخلاقی تربیت سے مراد وہ تمام اخلاقی باتیں اور مسنون آداب ہیں جنہیں سیکھنا اور بچپن سے ہی ان کا عادی بنانا بچے کے لیے ضروری ہے تاکہ جب وہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو اور عملی زندگی میں قدم رکھے تو یہ تمام اچھی عادتیں اس میں موجود ہوں۔

چنانچہ خواتین اس بات کی ذمہ دار ہیں کہ بچپن سے ہی بچوں کو سچائی، دیانت داری، مصیبت زدہ لوگوں کی مدد، بڑوں کے احترام، مہمانوں کے اکرام، پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک اور دوسروں کے ساتھ محبت سے پیش آنے کا عادی بنائیں اور ان کی زبان کو گالم گلوچ، برا بھلا کہنے، گندے الفاظ منہ سے نکالنے اور ان تمام چیزوں سے بچائیں جو اخلاق کی خرابی اور بری تربیت کی علامت ہیں۔

بچوں میں پائی جانے والی چار بری عادتیں:

ماں باپ، معلمین اور تربیت کے تمام ذمہ داروں کو چاہیے کہ وہ بچے کو ان چار انتہائی بری عادات سے بچانے کا خاص خیال رکھیں:

۱- جھوٹ ۲- چوری ۳- گالم گلوچ اور بدزبانی ۴- بے راہ روی و آزادی

(۱) جھوٹ بولنے کی عادت:

جھوٹ بہت بری چیز ہے اس لیے ماؤں کو چاہیے کہ بچے کو اس سے بچانے کا بہت زیادہ خیال رکھیں۔ اس کی خرابیاں ان کے دلوں میں راسخ کریں تاکہ منافقت کی اس گندی عادت سے اپنے معصوم فرشتوں کو بچا سکیں۔

باپ نہیں ہوتے ہیں۔

والدین پر یہ فرض ہے کہ وہ بچوں کے دل میں خدا کا خوف پیدا کریں۔ چوری کے برے نتائج اور دھوکہ بازی اور خیانت کے برے انجام سے انہیں آگاہ کریں اور بتادیں کہ اللہ تعالی نے ایسا کرنے والوں کے لیے قیامت میں کیسا بدترین انجام اور دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

یہ نہایت افسوس ناک بات ہے کہ بہت سے ماں باپ جب اپنے بچوں کے پاس روپیہ پیسہ یا دوسری چیزیں دیکھتے ہیں تو ان سے پوچھ گچھ نہیں کرتے اور ان کے صرف اتنا کہہ دینے سے کہ انہیں راستے میں پڑا مل گیا یا انہیں کسی دوست نے دیا ہے، ان کی بات مان لیتے ہیں اور اپنے آپ کو تفتیش کی بالکل بھی تکلیف نہیں دیتے، حالانکہ یہ ایک فطری بات ہے کہ بچہ اپنی چوری چھپانے کے لیے اسی طرح کی باتیں بنائے گا تاکہ اس پر الزام نہ آئے اور یہ بھی فطری بات ہے کہ جب بچہ یہ دیکھے گا کہ اس کے والدین باریک بینی اور تحقیق سے کام نہیں لیتے اور اس کے جھوٹے بہانے آسانی سے مان لیتے ہیں تو وہ اور زیادہ بے باک ہو جائے گا۔

(۳) گالم گلوچ اور بدزبانی کی عادت:

گالم گلوچ اور بدزبانی کی عادت ان بچوں میں عام ہے جن کے گھرانے قرآن کریم کی ہدایت اور اسلامی تربیت سے دور ہیں۔ اس مرض کا سبب دو باتیں ہیں:

۱- برا نمونہ:

جب بچہ اپنے بڑوں کی زبان سے گندے الفاظ اور گالم گلوچ سنے گا تو ضرور بچہ بھی ان کی نقل اتارتے ہوئے بار بار انہی الفاظ کو دہرائے گا اور آخر کار گندے الفاظ، بری باتیں اور جھوٹ اس کی عادت بن جائے گا۔

۲- بُری صحبت:

جو بچہ سڑکوں اور گلیوں میں آزاد چھوڑ دیا جائے گا اور اسے گندے ساتھیوں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے دیا جائے گا تو ظاہر ہے کہ ایسا بچہ ان غلط قسم کے لوگوں سے نہ صرف گالم گلوچ اور گندی زبان سیکھے گا بلکہ بُرے اخلاق بھی اپنے اندر پیدا کرے گا۔

اس لیے ماں باپ پر جہاں یہ لازم ہے کہ اولاد کے لیے پیار بھرا اچھا انداز، شائستہ زبان اور اچھے آداب و اخلاق کا بہترین نمونہ بنیں وہاں ان پر یہ بھی لازم ہے کہ انہیں گلیوں سڑکوں پر کھیلنے، گندے بچوں اور بدتمیز ساتھیوں کی صحبت سے بچائیں تاکہ وہ ان لوگوں کی عادتوں سے متاثر نہ ہوں۔ بچوں کو بُری عادتوں سے بچانے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ بچوں کو بری زبان کے اثرات و نتائج سمجھاتے ہوئے یہ بھی بتائیں کہ بے ہودہ پن اور فحش گوئی سے آدمی کی شخصیت کا وقار مجروح ہوتا ہے، معاشرے میں بغض، عداوت، کینہ اور حسد پیدا ہوتا ہے۔

ایک اور موثر طریقہ یہ ہے کہ اپنے بچوں کو وہ احادیث سکھائیں جو گالم گلوچ اور فحش گوئی سے منع کرتی ہیں تاکہ بچے ان بری عادتوں سے بچیں۔ اس کی برکت سے ان شاء اللہ وہ ان چیزوں سے بچ جائے گا۔

(٤) بے راہ روی اور آزاد خیالی کی عادت:

ہمارے دور میں ایک بہت بُری چیز جو بہت زیادہ پھیل گئی ہے، وہ بے حیائی اور آزادی ہے۔ آپ بہت سے قریب البلوغ اور نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کو دیکھیں گے کہ وہ مغرب کی اندھی تقلید کرتے ہوئے گمراہی اور آزادی کے سیلاب میں بہے چلے جا رہے ہیں۔ نہ ان کے لیے والدین کی طرف سے کوئی رکاوٹ ہے اور نہ ضمیر کی طرف سے کوئی روک ٹوک ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ زندگی ان لوگوں کی نظر میں ایک نہ ختم ہونیوالی عیش و عشرت، حیوانی

۲: عیش وعشرت میں پڑنے کی ممانعت:

صحیح مسلم میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایران میں رہنے والے مسلمانوں کو لکھا تھا: ''تم لوگ عیش وعشرت میں پڑنے اور مشرکوں جیسا لباس پہننے سے بچو۔''[1]

مسند احمد کی ایک روایت میں ہے: ''عیش وعشرت اور غیر مسلموں کے لباس کو چھوڑ دو۔''[2]

عیش وعشرت سے مراد یہ ہے کہ انسان ضرورت سے زیادہ لذتوں اور سہولتوں کا عادی ہو جائے اور عیش وآرام اور ناز نخرے میں پڑا رہے۔ یہ ظاہری بات ہے کہ اس عادت سے آدمی نہ صرف دعوت اور جہاد سے رہ جائے گا بلکہ آزادی اور بے راہ روی کا عادی بھی بن جائے گا، نیز یہ چیز مختلف قسم کی بیماریوں میں مبتلا ہونے کا ذریعہ بھی ہے۔

۳: موسیقی اور گانے سننے کی ممانعت:

کسی بھی عقلمند شخص پر یہ بات مخفی نہیں ہے کہ ان حرام چیزوں کا سننا بچے کے اخلاق پر بہت برا اثر ڈالتا ہے۔ اس کو برائی، گندگی اور گناہوں کی طرف لے جاتا ہے اور حیوانی لذتوں کی دلدل میں دھکیل دیتا ہے۔

٤: عورتوں سے مشابہت کی ممانعت:

وگ یعنی مصنوعی بال لگانا، مردوں کے لیے سونے اور ریشم کا استعمال، عورتوں کا مردوں جیسی شکل وصورت اور مردوں کا عورتوں جیسا حلیہ بنانا اور عورتوں کا ایسا لباس

۱- باب تحریم استعمال إناء الذهب والفضة: ۳۸۵۷

۲- باب مسند عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ: ۲۸٤

پہننا جسے پہننے کے باوجود وہ عریاں نظر آتی ہوں، یہ سارے کام شخصیت کو تباہ کرنے والے اور شرافت واخلاق کے لیے زہر قاتل ہیں۔ ان سے بے حیائی اور بے راہ روی کی عادت پڑ جاتی ہے۔

۵: بے پردگی، بن سنور کر نکلنے، نامحرموں سے میل جول اور اجنبی عورتوں کی طرف دیکھنے کی ممانعت:

مستند شرعی دلائل سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ عورت کا چہرہ بھی حجاب کے حکم میں داخل ہے لہٰذا اس کا چھپانا واجب اور کھولنا حرام ہے۔ بعض فقہائے کرام چہرہ کھولنے کی اجازت اس وقت دیتے ہیں جب فتنہ کا اندیشہ نہ ہو۔ آج ہمارے اس معاشرے میں جہاں لوگ حیوانوں کی طرح رہ رہے ہیں کیا کوئی شخص فتنہ وفساد سے انکار کر سکتا ہے؟ لہٰذا جب صورت حال یہ ہے تو ہر غیرت مند مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اپنی بیوی اور بچیوں کو چہرے پر نقاب ڈالنے کا حکم دے، انہیں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی بجا آوری اور پاکباز وپاک دامن صحابیات رضی اللہ عنہن کی پیروی کی عادت ڈلوائے۔ نیز قریب البلوغ بچوں اور بچیوں کو غیر محرم کی طرف دیکھنے اور ان سے ملنے جلنے سے بچنے کی تربیت دی جائے۔

۲۔ جسمانی تربیت کی ذمہ داری:

یہاں ماؤں کے سامنے وہ عملی طریقہ کار پیش کیا جاتا ہے جو بچوں کی جسمانی تربیت کے سلسلے میں اسلام نے مقرر کیا ہے، تاکہ وہ اس ذمہ داری کو سمجھ لیں جو اسلام نے ان پر عائد کی ہے۔ جسمانی تربیت کے حوالے سے ماں کو ان چیزوں پر توجہ دینی چاہیے:

(۱) کھانے پینے اور سونے میں صحیح قواعد اور حفظان صحت کے اصولوں کا خیال رکھنا

(۲) متعدی امراض سے بچانا

(۳) ''نہ نقصان پہنچاؤ اور نہ نقصان اٹھاؤ'' کے اصول پر عمل کرنا

(٤) بچوں کو ورزش، تیراکی اور شہسواری جیسے مفید کھیلوں کا عادی بنانا

(٥) بچے کو سادگی سکھانا اور عیش وعشرت سے بچنے کا عادی بنانا

(٦) بچے کو حقیقت پسندانہ اور جواں مردانہ زندگی گزارنے کا عادی بنانا اور اس کو سستی، آزادی اور بے راہ روی کی زندگی سے بچانا

٤۔ ذہنی تربیت کی ذمہ داری:

ذہنی تربیت سے مراد یہ ہے کہ بچے کو دینی علوم، اسلامی تہذیب وثقافت اور فکری و نفسیاتی سوجھ بوجھ پر مبنی ایسی مفید معلومات فراہم کی جائیں جو اس کی فکر میں پختگی پیدا کریں اور اسے علمی وتہذیبی اعتبار سے کامل ومکمل بنادیں۔

اس حوالے سے تین چیزیں قابل توجہ ہیں:

۱۔ تعلیمی ذمہ داری ۲۔ فکری ذہن سازی کی ذمہ داری ۳۔ ذہنی تندرستی

(۱) تعلیمی ذمہ داری:

اسلام کی نظر میں یہ ذمہ داری نہایت اہم اور نازک ہے۔ اس سے خداداد صلاحیتیں اجاگر ہوتی ہیں اور عقل میں پختگی پیدا ہوتی ہے۔

قرآن کریم اور حدیث شریف میں علم سیکھنے سکھانے پر بہت زور دیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پچھلے زمانے کے مسلمان کائنات کے مختلف علوم پڑھنے اور ان پر مزید تحقیق کرنے میں لگ گئے۔ انہوں نے ہر مفید علم سیکھنے کو اپنا فریضہ سمجھ کر دنیا میں موجود دوسری قوموں کے علوم و تجربات سے بھرپور فائدہ اٹھایا، ان میں جدت پیدا کی اور ان کو اسلام کے سانچے میں ڈھال لیا۔ پھر ایک طویل عرصے تک پوری دنیا ان کے علوم اور ایجادات سے فائدہ اٹھاتی رہی۔ مغرب کو آج کل جو شان وشوکت نصیب ہوئی ہے وہ صرف اس وجہ سے کہ انہوں نے اندلس کے مسلمانوں کے علوم وتجربات اور ان کی تہذیب وثقافت سے فائدہ اٹھایا اور اس طرح گمراہ

- ماں کا بچے کو سایوں، بیماری اور فرضی باتوں وغیرہ سے ڈرانا
- ماں کا زیادہ ناز نخرے اٹھانا، بچے کے لیے ضرورت سے زیادہ بے چین ہونا
- بچے کو الگ تھلگ رہنے اور گھر کی دیواروں کے پیچھے چھپنے کا عادی بنانا
- جنوں، بھوتوں اور چڑیلوں کی فرضی کہانیاں سنانا

اور ان کے علاوہ بھی کئی دیگر اسباب ہیں جو مشاہدے اور تجربے سے معلوم کیے جا سکتے ہیں۔

بچوں میں پائے جانے والے خوف و ڈر کے اس مرض کا علاج کرنے کے لیے مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے

❁... بچے کو شروع ہی سے اللہ پر ایمان، اس پر توکل اور ہر پیش آنے والی چیز پر اللہ کے سامنے گردن جھکانے کی تربیت دینا۔ بلاشبہ اگر بچے کی تربیت ان ایمانی حقائق کے مطابق ہو اور اس کو ان روحانی و بدنی عبادات کا عادی بنا دیا جائے تو وہ کسی بھی مشکل کے وقت نہ تو خوف زدہ ہوگا اور نہ ہی کسی مصیبت پر رونے دھونے لگے گا۔

❁... بچے کو مناسب حد تک آزادی دینی چاہیے۔

❁... بچے پر تھوڑی بہت ذمہ داری ڈالنی چاہیے اور اس کی عمر کے مطابق مختلف قسم کا بوجھ اس پر ڈالنا چاہیے۔

❁... بچوں کو جن، بھوت، چڑیل، چور، ڈاکو، شیر، کتے وغیرہ سے نہیں ڈرانا چاہیے۔ خصوصاً جب وہ رو رہا ہو تاکہ بچہ خوف و ڈر کے عوامل سے بھی دور رہے اور شروع سے ہی اس کے دل میں بہادری اور جرأت کے جذبات پروان چڑھیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ہدایات سے پتا چلتا ہے کہ بچوں کو شجاعت اور بہادری کی تربیت دینے کا اہتمام کرنا چاہیے تاکہ مستقبل میں وہ اسلام کے مجاہد بن سکیں اور ایک مضبوط معاشرہ تشکیل دے سکیں جو دنیا میں اسلام اور

رہیں۔ اسی طرح ان کا فرض یہ بھی ہے کہ وہ اس بات کی پوری کوشش کریں کہ ان کی تمام اولاد میں محبت، بھائی چارے اور مساوات کی روح جلوہ گر ہو تاکہ وہ الفت، پیار، سچی محبت اور عدل وانصاف سے بھرپور رویوں کے سائے میں مزے کی زندگی گزار سکیں۔

❁ جسم کے کسی عضو کا نہ ہونا یا معذور ہونا:

یہ بھی ان چیزوں میں سے ہے جو بچے میں نفسیاتی بگاڑ پیدا کرتی ہیں۔ اس لئے کہ عام طور سے اس کا اثر احساسِ کمتری اور زندگی سے نفرت کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔

اگر خدانخواستہ بچپن سے ہی بچے کو کوئی جسمانی نقص لاحق ہو جائے، مثلاً بھینگا یا بہرا پن یا باؤلا پن یا ہکلانا اور بولنے میں زبان کا صاف نہ ہونا تو ایسی صورت میں مناسب یہ ہوتا ہے کہ اس کے ماں باپ، بہن بھائی، رشتہ دار، پڑوسی، دوست اور ملنے والے سب کے سب اس کے ساتھ محبت والفت رکھیں، اچھے اخلاق اور شریفانہ برتاؤ کا اظہار کریں اور اسے اس کی کمزوری کا احساس نہ ہونے دیں ورنہ اس کی زندگی اجیرن ہو جائے گی۔

❁ ...بچے کا یتیم ہونا۔

یہ بھی بچے میں نفسیاتی بگاڑ پیدا کرنے کا ایک سبب ہے، خصوصاً اس صورت میں جب وہ ایسے معاشرے میں ہو جس میں یتیم کا خیال نہ رکھا جاتا ہو، اس کے غموں کا مداوا نہ کیا جاتا ہو اور اس کی طرف شفقت ومحبت اور پیار کی نظر سے نہ دیکھا جاتا ہو۔ اسی چیز کو سامنے رکھ کر اسلام نے یتیم بچے کا بہت زیادہ خیال رکھنے کا حکم دیا ہے اور اس کے ساتھ اچھے برتاؤ اور اس کی ضروریاتِ زندگی کے پورے کرنے کا بہت اہتمام کیا ہے تاکہ وہ ایک کامیاب انسان بنے اور باوقار زندگی گزارے۔

❁ ...غربت۔

بچہ جب آنکھیں کھولتا ہے اور اپنے والدین کو غربت اور اپنے خاندان کو محرومی کا شکار

۞ ...اور اگر غصے کا سبب بچے کا اپنے ماں باپ کی دیکھا دیکھی غصہ کرنا ہو تو والدین کو چاہیے کہ وہ حلم و بردباری اور درگزر کا مظاہرہ کریں اور غصے کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھ کر خود کو بچے کے لیے ایک مثالی نمونہ ثابت کریں۔

۞ ...اور اگر غصے کا سبب ضرورت سے زیادہ ناز نخرے اٹھانا اور عیش و عشرت میں پرورش کرنا ہو تو ماں کو چاہیے کہ وہ بچوں کی محبت میں اعتدال سے کام لے اور ان پر خرچ کرنے میں میانہ روی کو اختیار کرے۔

۳۔ معاشرتی تربیت کی ذمہ داری:

معاشرتی تربیت کا مقصد یہ ہے کہ بچے کو شروع ہی سے ایسے اعلیٰ معاشرتی آداب کا عادی بنا دیا جائے جو اسلامی عقیدے اور گہرے ایمانی شعور سے پھوٹ کر نکلتے ہیں تا کہ بچہ معاشرے میں حسن اخلاق، ادب، سنجیدگی، عقل کی پختگی غرضیکہ ہر حیثیت سے ایک بہترین فرد بنے۔

والدین پر عائد ہونے والی ذمہ داریوں میں سب سے اہم ذمہ داری یہی ہے بلکہ یہ ذمہ داری اس تربیت کا نتیجہ ہے جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے... اس لیے کہ یہی وہ چیز ہے جو بچے کو حقوق کی ادائیگی، آداب کا خیال رکھنے اور دوسروں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کا عادی بناتی ہے۔

والدین کو چاہیے کہ وہ اس حوالے سے بھرپور جدوجہد کریں تا کہ اپنی اس عظیم ذمہ داری کو پورا کر سکیں اور ایک ایسا معاشرہ تعمیر کر سکیں جس کی بنیاد ایمان، اخلاق، معاشرتی تربیت اور اعلیٰ اسلامی اقدار پر قائم ہو۔

وہ کون سے عملی طریقے ہیں جو بہترین معاشرتی تربیت کا ذریعہ بنتے ہیں؟

علمائے اسلام کی نظر میں یہ چار ہیں:

۱ بہترین نفسیاتی اصولوں کو اپنانا   ۲ دوسروں کے حقوق کا خیال رکھنا

۳- معاشرتی آداب کا خیال رکھنا   ۴- اچھائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا

پہلی چیز - نفسیاتی اصولوں کو اپنانا:

اسلام نے معاشرے کے تمام افراد کی چاہے وہ چھوٹے ہوں یا بڑے، مرد ہوں یا عورتیں، بوڑھے ہوں یا جوان، تربیت کی بنیاد ایسے عظیم نفسیاتی اصولوں اور تربیتی قواعد پر رکھی ہے جن کے بغیر اسلامی شخصیت کی تکمیل نہیں ہو سکتی۔

جن نفسیاتی خوبیوں کو اسلام لوگوں میں پیدا کرنا چاہتا ہے ان میں سے اہم درج ذیل ہیں:

۱- تقویٰ:

یہ اس گہرے ایمانی شعور کا نتیجہ ہے جو اللہ عزوجل کے حاضر ناظر ہونے کے خیال، اس کے خوف، اس کے عذاب و ناراضگی کے ڈر، اس کے عفو و درگزر اور ثواب کی امید کے نتیجے میں پیدا ہوتا ہے۔ علماء نے تقویٰ کی تعریف یہ کی ہے: ''اللہ تعالیٰ انسان کو اس جگہ نہ دیکھے جہاں اس نے منع کیا ہے اور وہاں سے غائب نہ پائے جہاں حاضر ہونے کا حکم دیا ہے۔'' اور بعض حضرات نے تقویٰ کی تعریف یہ کی ہے: ''اچھے اعمال کر کے اللہ کے عذاب سے بچنا اور لوگوں کے سامنے بھی اور تنہائی میں بھی اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا۔''

۲- اسلامی اخوت:

یہ ایک ایسا نفسیاتی جذبہ ہے جو ہر اس شخص کے ساتھ نرمی، محبت اور احترام سے پیش آنے کا شعور پیدا کرتا ہے جس کا انسان سے ایمان اور تقویٰ کی بنیاد پر تعلق ہو۔ بھائی چارے کا یہ شعور اور سچا احساس جہاں مسلمان کے دل میں تعاون، ایثار، شفقت اور انتقام پر قدرت کے باوجود معاف کرنے کے بہترین جذبات پیدا کرتا ہے وہاں مسلمان کو اس بات پر بھی مجبور کرتا ہے کہ وہ ایسے تمام کاموں سے بچے جو لوگوں کی جان، مال یا عزت و آبرو کو نقصان پہنچائیں۔ اسلام نے اس بات پر زور دیا ہے کہ یہ اخوت و بھائی چارگی صرف اور

صرف اللہ کی رضا کے لیے ہو۔

۳- رحم:

رحم نام ہے دل کے نرم اور ضمیر کے حساس ہونے کا۔ یہ ایسا جذبہ ہے جو دوسروں کے ساتھ ہمدردی، دوسروں کے دکھ درد میں شریک ہونے اور ان کے غموں اور تکالیف میں ان کے کام آنے پر ابھارتا ہے۔ رحم ہی ایک ایسی چیز ہے جو مسلمان کو اس بات پر مجبور کرتی ہے کہ وہ کسی مسلمان کو تکلیف دینے سے باز رہے۔ جرائم سے کنارہ کش رہے اور تمام لوگوں کے لیے خیر و بھلائی اور سلامتی کا ذریعہ ہو۔

۴- ایثار:

یہ ایک ایسا جذبہ ہے جس کے نتیجے میں انسان دوسرے کو اپنے اوپر ترجیح دیتا ہے۔ ایثار کی اہمیت سمجھنے کے لیے اتنی بات کافی ہے کہ قرآن کریم اور احادیث نے اسلامی تاریخ کی عظیم روایت یعنی انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی بھائی چارگی، غم خواری، ایثار، شفقت اور محبت کی عظیم ترین مثالیں محفوظ کی ہیں۔ یہ ایثار، رحم دلی اور شفقت جو انصار کے اخلاق میں نمایاں تھی، اس کی مثال انسانی تاریخ میں نہیں مل سکتی۔ قربانی، ایثار اور خود فراموشی کے یہ جذبات ہمیں اپنے بچوں میں پیدا کرنا چاہئیں اور شروع ہی سے انہیں ان کی تربیت دینی چاہیے۔

۵- عفو و درگزر:

عفو و درگزر بہت اچھی فطری عادت ہے جو مضبوط ایمان اور بہترین اسلامی اخلاق کی علامت ہے۔ یہ ایک ایسی صفت ہے جس کی وجہ سے انسان دوسروں کی لغزشوں کو معاف کرتا ہے، ان کی غلطیوں سے چشم پوشی کرتا ہے اور اپنے حق سے دست بردار ہو جایا کرتا ہے، چاہے زیادتی کرنے والا کتنا بڑا ظالم ہی کیوں نہ ہو۔۔۔ لیکن یہ اس وقت ہے جب کہ مظلوم شخص بدلہ اور انتقام لے سکتا ہو اور زیادتی اسلام کے کسی حکم کے خلاف نہ ہو رہی ہو۔ ورنہ معاف کرنا ذلت

ورسوائی، عاجزی اور ہتھیار ڈالنے کے مترادف ہو جائے گا۔

٦- جرأت وبہادری:

یہ ایک ایسی نفسیاتی طاقت ہے جسے مومن ایک اکیلے خدا پر ایمان لانے کے عقیدے کے ذریعے حاصل کرتا ہے۔

مومن کو اللہ کی ذات پر جتنا ایمان ہوگا، اتنا ہی وہ جرأت وشجاعت اور کلمہ حق کے اظہار میں بے باک ہوگا۔ اگر ہم تاریخ کے اوراق میں مسلمانوں کے حالات کا مطالعہ کریں تو ہمیں عظیم کارناموں، بہادری کے واقعات سے لبریز سرگزشتوں اور دین حق کے لیے جرأت بھری قربانیوں سے بھرپور وسیع ذخیرہ ملے گا۔

ثابت قدمی وجرأت کی یہ عظیم عادت ہمیں اپنے بچوں کی گھٹی میں ڈالنی چاہیے۔

☆.....☆.....☆

یہ وہ اہم نفسیاتی اصول ہیں جنہیں دین اسلام مسلمان بچے میں پیدا کرنے کی پوری جدوجہد کرتا ہے اور یہ مسلمان شخصیت کی تعمیر میں مدد دیتے ہیں۔ والدین کو چاہیے کہ بچوں کو یہ اصول اپنانے کی بھرپور تربیت دیں۔

دوسری چیز - دوسروں کے حقوق کا خیال رکھنا:

بچے کو معاشرتی حقوق ادا کرنے کی تربیت دینے کا مقصد یہ ہے کہ افراد کی اجتماعی تربیت ہو تاکہ مسلمانوں کا معاشرہ ایک دوسرے کے ساتھ اچھے برتاؤ، عمدہ اخلاق، بہترین آداب، باہمی محبت اور خیر خواہی کا جیتا جاگتا نمونہ ہو۔

وہ اہم معاشرتی حقوق جن کی بچے کو تربیت دینی چاہیے تاکہ وہ اچھی طرح سے انہیں ادا کر سکے یہ ہیں:

۱- والدین کا حق ۲- رشتہ داروں کا حق ۳- پڑوسیوں کا حق

٤- استاد کا حق ٥- بڑے کا حق

آئندہ صفحات میں ہم ان حقوق پر تفصیل سے روشنی ڈالیں گے تاکہ خواتین بچوں کو شروع ہی سے ان کا عادی بنائیں۔

١- والدین کا حق:

خواتین کا سب سے بڑا اور اہم ترین فریضہ یہ ہے کہ وہ بچے کو والدین کے حقوق سمجھائیں اور والدین کے ساتھ حسن سلوک، اطاعت و فرمانبرداری، اچھا برتاؤ، ان کی خدمت اور ان کا خیال رکھنے، ان کے ساتھ زور سے بات نہ کرنے اور دیگر ضروری آداب کا خیال رکھنے کا پابند کریں۔

والدین کے ساتھ حسن سلوک کے سلسلہ میں نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام کی چند احادیث بہت اہم ہیں۔ خواتین کو چاہیے کہ یہ احادیث اپنے بچوں کو بچپن سے ہی ذہن نشین کرائیں تاکہ وہ زندگی بھر ان کے مطابق عمل کریں۔

مسلم خواتین کا یہ بھی فرض ہے کہ بچوں کو سمجھائیں کہ والدین کی نافرمانی شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ ہے۔

- نافرمانی میں ان کی مخالفت کرنا اور ان کے حقوق ادا نہ کرنا بھی شامل ہے۔
- غصے کے وقت بیٹے کا باپ کی طرف تیز نگاہوں سے دیکھنا بھی اس میں داخل ہے۔
- نافرمانی میں یہ بھی داخل ہے کہ بیٹا اپنے آپ کو باپ کے برابر سمجھے۔
- نافرمانی میں یہ بھی داخل ہے کہ بیٹا والدین کے ہاتھ چومنے کو برا سمجھے یا ان کے احترام میں کتراتا ہو۔
- نافرمانی میں یہ بھی داخل ہے کہ بیٹا احساس برتری اور خود فریبی کا شکار ہو جائے اور وہ اپنے والد کا تعارف کرانے سے شرمائے خصوصاً ایسی صورت میں جبکہ بیٹا کسی بڑے عہدے پر فائز ہو۔

والدین پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ بچوں کے سامنے قطع رحمی (رشتہ داروں سے تعلق ختم کر دینے یا بدسلوکی کرنے) کے وبال اور اس پر جو بُرے نتائج مرتب ہوتے ہیں ان کو بیان کریں۔ اسی طرح ان کے وہ فوائد بھی بیان کرنے چاہئیں جو صلہ رحمی اور رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنے پر حاصل ہوتے ہیں۔

۳۔ پڑوسی کا حق:

جن حقوق کا بہت زیادہ خیال رکھنا چاہیے ان میں سے پڑوسی کا حق بھی ہے۔ لیکن پڑوسی کون ہے؟ ہر وہ شخص جو آپ کا محلہ دار ہے یا آپ کے قریب پڑوس میں رہتا ہو یہ سب کے سب آپ کے پڑوسی ہیں ان سب کے آپ پر حقوق ہیں جن کے بارے میں قیامت کے دن آپ سے پوچھا جائے گا۔

اسلام کی نظر میں پڑوسی کے حقوق کے متعلق چار بنیادی اصول ہیں۔

(۱) انسان پڑوسی کو تکلیف نہ پہنچائے۔

(۲) اگر کوئی شخص پڑوسی کو تکلیف پہنچانا چاہے تو اسے روکے۔

(۳) اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے۔

(۴) اس کی بدمزاجی اور اکھڑپن کے جواب میں بردباری اور درگزر سے کام لے۔

پڑوسی کے حقوق کے سلسلے میں ان اہم بنیادی اصولوں کو دو چیزوں کے ذریعے بچے میں پیدا کیا جا سکتا:

۱۔ مناسب مواقع پر والد بچوں کو یہ چار باتیں مختلف انداز سے سمجھائے۔

۲۔ پڑوسیوں کے جو بچے ہم عمر ہیں ان کے ساتھ میل جول رکھتے وقت ان اصولوں پر عمل کروانا۔

۴۔ استاد کا حق:

بچے کی تربیت اس طرح کی جائے کہ وہ استاد کے احترام و اکرام اور اس کے حقوق ادا کرنے کا عادی بنے تا کہ بچے میں وہ عظیم معاشرتی ادب پیدا ہو جو اسے اپنے استاد و مرشد کے حقوق ادا کرنے کا عادی بنائے اور خصوصاً جب کہ معلم نیک و متقی اور اخلاق و کمالات میں ممتاز ہو۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے علماء کے اکرام اور اساتذہ کے احترام کے سلسلے میں جو ہدایات دی ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے:

⊙ ... شاگرد کو چاہیے کہ وہ استاد کو عظمت و احترام کی نگاہ سے دیکھے اور اس کو کامل سمجھے۔ اسی صورت میں اس سے استفادہ ہو سکتا ہے۔

⊙ ... شاگرد کو چاہیے کہ معلم و استاد کے حق کو پہچانے اور اس کے مرتبہ و مقام کو یاد رکھے۔ اساتذہ کے لیے ساری زندگی دعا کرتا رہے۔ ان کے انتقال بعد ان کی اولاد و رشتہ داروں اور ان کے دوستوں کا خیال رکھے۔ ان کی قبر پر حاضری دیا کرے۔ ان کے لیے استغفار اور ایصال ثواب کیا کرے۔ ان کی طرف سے صدقہ و خیرات کیا کرے۔ علم اور اخلاق میں ان کی پیروی کرے اور ان کے طور طریقوں کو قابل تقلید مثال سمجھا جائے۔

⊙ ... طالب علم کو چاہیے کہ اپنے استاد کی سخت مزاجی کو برداشت کرے اور اس کی وجہ سے ان کی خدمت میں رہنے اور ان سے استفادہ سے محروم نہ رہے۔ استاد کی ناراضگی پر طالب علم کو چاہیے کہ وہ اپنی غلطی پر معذرت پیش کرے، توبہ کرے اور استاد کے غصہ کا سبب اپنے آپ ہی کو سمجھے۔ ایسی صورت میں استاد کی محبت برقرار رہے گی، اس کا دل خوش رہے گا اور طالب علم کو بھی دین و دنیا اور آخرت کے فوائد حاصل ہوں گے۔

بزرگان دین کا تجربہ ہے کہ "جو شخص بھی تعلیم حاصل کرنے میں صبر و تحمل سے کام نہیں لے گا وہ ساری عمر جہالت کی تاریکی میں پڑا رہے گا اور جو اس سلسلے میں صبر و تحمل سے کام

لے گا وہ دنیا و آخرت میں عزت حاصل کرے گا۔"

◉…طالب علم کو چاہیے کہ وہ اپنے استاد کے سامنے نہایت تواضع اور احترام سے بیٹھے۔ مکمل طور پر اس کی طرف متوجہ رہے اور بلا ضرورت دائیں بائیں، آگے پیچھے نہ دیکھے۔ ہر اس حرکت سے بچے جو وقار اور ادب کے خلاف ہو۔

◉…طالب علم کو چاہیے کہ استاد کے پاس اچھی ہیئت اور صاف ستھرے کپڑوں میں حاضر ہو خصوصاً اگر درس یا بیان ہو تو اور بھی اہتمام کرنا چاہیے۔

یہ وہ اہم آداب و اخلاق ہیں جو بچے کو اپنے والدین سے حاصل کرنے چاہئیں۔ والدین کو چاہیے کہ بچے کی اخلاقی و معاشرتی تربیت کو علمی و ثقافتی تعلیم پر مقدم رکھیں۔ جیسا کہ مشہور ہے: "اخلاق اور آداب کی تربیت علمی اور فنی تربیت سے زیادہ ضروری ہے۔" یہی وجہ ہے کہ پچھلے زمانے کے مسلمان اپنے بچوں اور شاگردوں کو تعلیم سے زیادہ ادب سکھانے اور باادب بنانے کا اہتمام کرتے تھے۔

۵- ساتھی کا حق:

اچھے ساتھی اور اچھے دوست کے انتخاب کا بچے کی تربیت اور اخلاق پر بہت بڑا اثر پڑتا ہے۔ عربی کی مشہور کہاوت ہے: "تم مجھ سے یہ نہ پوچھو کہ تم کون ہو بلکہ مجھ سے یہ پوچھو کہ تم کس کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہو؟ اس سے تم مجھے پہچان لو گے کہ میں کون ہوں؟"

اس لیے والدین پر لازم ہے کہ بچے کے لیے اچھے ساتھیوں کا انتخاب کریں اور خصوصاً جب بچہ سمجھدار ہو جائے تو اس کے لیے اس کی عمر کے ایسے نیک ساتھی دیکھنے چاہئیں جن کے ساتھ وہ اٹھے بیٹھے، کھیلے کودے، پڑھے لکھے اور ان سے ملا جلا کرے۔ جب وہ کامیاب ہوں تو انہیں تحفے تحائف پیش کرے۔ اگر وہ ضرورت مند ہوں تو ان کی مدد کرے۔ بیمار ہوں تو عیادت کرے۔ ایسے مواقع فراہم کرنے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ بچہ فطری طور پر شریعت کے

- کھانے پینے کی چیز میں پھونک نہیں مارنی چاہیے
- بیٹھ کر کھانا چاہیے
- سونے اور چاندی کے برتنوں کا استعمال منع ہے
- پیٹ کو خوب بھرنا درست نہیں

۲- سلام کے آداب:

- بچے کو سلام کے الفاظ اور مصافحے کا طریقہ سکھانا
- بچے کو اس طرح سے سلام کرنے سے روکنا جس میں غیر مسلموں کے ساتھ مشابہت ہوتی ہے۔
- ماں باپ کو چاہیے کہ وہ بچوں کو سلام کرنے میں خود پہل کریں
- بچے کو سکھایا جائے کہ سلام کرنے میں پہل کرنا سنت ہے اور سلام کا جواب دینا واجب ہے۔

۳- اجازت مانگنے کے آداب:

کسی کے گھر یا دفتر وغیرہ میں بغیر اجازت نہ جانا چاہیے۔ اجازت طلب کرنے کے بھی کچھ آداب ہیں جو ترتیب سے ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں

پہلے سلام کرے پھر اجازت طلب کرے۔

- اجازت طلب کرتے وقت اپنا نام بتانا چاہیے۔
- اجازت تین مرتبہ مانگنی چاہیے۔ اس کے بعد لوٹ جانا چاہیے۔
- بہت زور سے دروازہ نہیں کھٹکھٹانا چاہیے۔
- اجازت طلب کرتے وقت دروازے سے ایک طرف ہٹ جانا چاہیے۔
- اگر گھر والا اس وقت ملاقات نہ کر سکتا ہو تو واپس لوٹ جانا چاہیے۔

٤- مجلس کے آداب:

مجلس کے بھی کچھ آداب ہیں جو بچوں کو سکھانے چاہئیں اور ماں جب بچوں کو یہ آداب سکھا دے تو اسے چاہیے کہ وہ مجسس رہے کہ بچہ ان پر عمل کر رہے ہیں یا نہیں؟ وہ آداب یہ ہیں:

- مجلس میں جائے تو سلام کرے۔
- میزبان جس جگہ بٹھائے اسی جگہ بیٹھ جائے۔
- لوگوں کے ساتھ بیٹھے۔ درمیان میں جا کر نہ بیٹھے۔
- دو افراد کے درمیان ان کی اجازت کے بغیر نہ بیٹھے۔
- نئے آنے والے کو چاہیے کہ اسی جگہ بیٹھ جائے جہاں آخری آدمی بیٹھا ہوا ہو۔
- قریب میں اگر کوئی تیسرا فرد موجود ہو تو دو آدمیوں کو سرگوشیوں میں بات نہیں کرنا چاہیے۔
- اگر کوئی شخص عارضی طور پر مجلس سے اٹھ کر چلا جائے اور پھر مجلس میں واپس آ جائے تو اپنی جگہ کا وہی زیادہ حقدار ہے۔ کسی اور کو وہاں نہیں بیٹھنا چاہیے۔
- مجلس سے جاتے وقت اجازت طلب کرنی چاہیے۔
- مجلس کے آخر میں فضول باتوں کے کفارہ کی دعا پڑھنی چاہیے۔ جو یہ ہے:

"سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ، سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ."[1]

۵- بات چیت کے آداب:

خواتین کو چاہیے بچپن سے ہی اپنے بچوں کو بات چیت کے آداب بتائیں۔ بات چیت کے آداب، گفتگو کا طریقہ اور جواب دینے کے اصول ذہن نشین کرائیں تا کہ بچہ جب بڑا ہو تو وہ یہ جانتا ہو کہ لوگوں سے کس انداز سے بات کی جاتی ہے؟ اور کس طرح گفتگو سے

۱- المعجم الکبیر للطبرانی: ۱۵٦۵

لوگوں کا دل موہ لیا جاتا ہے؟

گفتگو کے کچھ آداب ہم ذیل میں پیش کر رہے ہیں:

- صاف ستھری زبان میں گفتگو کرنا
- آرام آرام سے ٹھہر ٹھہر کر گفتگو کرنا
- لوگوں کی سمجھ بوجھ کے مطابق بات چیت کرنا
- ایسی گفتگو کرنا جو نہ بہت مختصر ہو اور نہ بہت طویل
- گفتگو کرنے والے کی طرف پوری طرح متوجہ ہو کر اس کی بات سننا

٦- مزاح کے آداب:

اسلام مسلمان کو اس بات کا حکم دیتا ہے کہ وہ دوسروں سے خود بھی مانوس ہو اور دوسروں کو بھی اپنے سے مانوس بنائے۔ وہ خوش اخلاق، خوش طبع، خندہ پیشانی سے ملنے والا، اچھا سلوک اور بہترین برتاؤ کرنے والا ہو، تاکہ جب وہ لوگوں سے ملے جلے تو وہ اس کی طرف کھنچیں اور اس سے مانوس ہوں۔

مزاح و دل لگی کے بھی کچھ قواعد و آداب ہیں، مثلاً:

- بہت زیادہ مزاح نہیں کرنا چاہیے اور نہ ہی حدود سے تجاوز کرے۔
- مزاح میں کسی کو تکلیف، کسی کی بے عزتی یا توہین نہیں ہونے دینا چاہیے۔
- مزاح میں جھوٹ اور غلط بات سے بچنا چاہیے۔

۷- چھینک اور جمائی کے آداب:

- چھینکنے والے کا "الحمدللّٰہ" کہنا اور سننے والے کا جواب میں "یرحمک اللّٰہ" کہنا۔
- اگر چھینکنے والا "الحمدللّٰہ" نہ کہے تو اس کا جواب نہ دیا جائے۔
- چھینک کے وقت منہ پر ہاتھ یا رومال رکھ لینا چاہیے اور جہاں تک ہو سکے آواز کو دبانا چاہیے۔

- تین مرتبہ چھینک آنے تک جواب دینا (اس کے بعد جواب نہ دینا چاہیے)
- غیر مسلم کو چھینک آنے پر "یھدیکم اللّٰہ" کہنا چاہیے۔

جمائی کے آداب درج ذیل ہیں:

- جہاں تک ہو سکے جمائی کو دبایا جائے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ اوپر والے ہونٹ کے دائیں کنارے کو نچلے دانتوں سے دبالیا جائے۔
- جمائی آتے وقت منہ پر الٹے ہاتھ کی پشت رکھنی چاہیے۔
- جمائی کے وقت آواز نکالنا مکروہ ہے۔

☆.....☆.....☆

یہ وہ اہم معاشرتی آداب تھے جو ایک طویل زمانے تک مسلمان معاشرے میں موجود رہے۔ جب مسلمانوں کی اپنی حکومت، اپنی بادشاہت اور اپنا تشخص تھا۔ اس وقت مسلمان حکمران یہ آداب لازم قرار دیا کرتے تھے اور وہ خود یا اس کے مقرر کردہ لوگ اس بات کی نگرانی کرتے تھے کہ کون ان پر عمل کر رہا ہے اور کون کوتاہی کر رہا ہے؟ یہ وہ دور تھا جس میں لوگ مسلمانوں کو دیکھتے تھے تو اسلام کو ان کے عادات و اخلاق میں عملی شکل میں موجود پاتے تھے، اسلام ان کے طور طریقوں، حالات، لین دین اور دیگر معاملات میں نمایاں نظر آتا تھا۔ اس کا اثر یہ ہوتا تھا کہ لوگ دل سے اسلامی اخلاق اور عدل و انصاف کے گرویدہ ہو جاتے تھے اور خوشی خوشی اسلام قبول کر لیتے تھے۔

یہاں ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ دو اہم باتوں کی طرف اشارہ کرتے چلیں:

الف: جن معاشرتی آداب کا پہلے تذکرہ ہو چکا ہے، ان کا اہتمام اسلام اور مسلمانوں کے سوا کسی مذہب نے نہیں کیا۔

ب: یہ آداب اس بات کی علامت ہیں کہ اسلام ایک ایسا عظیم الشان اور کامل دین ہے جو تمام انسانی معاشروں کی اصلاح کے لیے بھیجا گیا ہے۔ وہ صرف چند عبادتوں کا نام،

دنیا سے الگ تھلگ رہنے والوں کا قانون کا تعذی دین یا نام کا مذہب نہیں ہے۔

چوتھی چیز۔ اچھائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا:

بچے کی کردار سازی اور معاشرتی تربیت کے اصولوں میں سے یہ بھی ہے کہ بچے کو اس بات کی تربیت دی جائے کہ وہ گردوپیش پر نظر رکھے اور موقع بہ موقع ضرورت کے مطابق تنبیہ و اصلاح کرتا رہے اور جن کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہے یا جن کے ساتھ اس کا میل جول ہے، ان کی خیر خواہی اور اصلاح کے لیے کوشاں رہے اور جس شخص میں بگاڑ یا خرابی ہو اس کو نرمی اور خیر خواہی کے ساتھ نصیحت کرتا رہے۔ اس کو "امر بالمعروف اور نہی عن المنکر" کہتے ہیں۔ یہ اسلام کے ان بنیادی قواعد میں سے ہے جو عوام کے دین کی حفاظت، امت اسلامیہ کے عالی کردار کے تحفظ اور اعلیٰ اخلاق کی حفاظت کے لیے مقرر کیے گئے ہیں۔

امت مسلمہ کو ایسی ماؤں کی سخت ضرورت ہے جو حقیقت پسند اور فرض شناس ہوں۔ جو بچے کے ہوش سنبھالتے ہی اس میں جرأت و شجاعت اور حق گوئی کی صفت پیدا کر دیں تاکہ بچہ جب اس عمر کو پہنچ جائے جس میں نصیحت و خیر خواہی کی اہلیت پیدا ہو جاتی ہے تو وہ عمدگی سے اس فرض کو انجام دے سکے۔ وہ اسلام کا داعی اور برائیوں کو ختم کرنے والا بن جائے۔ اس حوالے سے اسے نہ کسی ملامت کرنے والے کی پرواہ ہو اور نہ کوئی ظالم و جابر اسے کلمہ حق کہنے سے روک سکے۔

۷۔ جنسی تربیت کی ذمہ داری:

بچہ جب ان معاملات کو سمجھنے کے قابل ہو جائے جو جنس سے تعلق رکھتے ہیں اور شادی اور انسانی خواہشات سے متعلق ہیں تو بچے کو ان امور کے بارے میں بنیادی شرعی مسائل سمجھا دیے جائیں تاکہ جب وہ جوانی کی عمر کو پہنچ کر زندگی کے پوشیدہ رازوں سے واقف ہو تو اسے حلال و حرام کا علم ہو۔ وہ شہوت کے پیچھے پیچھے نہ دوڑتا پھرے اور آزادی و بے راہ

دوری کا شکار نہ ہو جائے۔

اس حوالے سے جن باتوں کا اہتمام کرنا چاہیے وہ یہ ہیں:

۱۔ سات سال سے دس سال تک کی عمر جسے ہوشیاری اور سمجھداری کا زمانہ کہا جاتا ہے، اس میں بچے کو کسی کے گھر وغیرہ جانے کی صورت میں اجازت طلب کرنے اور ادھر ادھر دیکھنے (نظر کی حفاظت کرنے) کے آداب سکھا دیئے جائیں۔

۲۔ دس سے چودہ سال کی عمر جسے "قریب البلوغ" کی عمر کہا جاتا ہے، اس میں بچے کو ان تمام چیزوں سے دور رکھنا چاہیے جو جنسی جذبات کو ابھارنے والی ہوں۔

۳۔ بالغ ہونے کے بعد جو زمانہ جوانی کا کہلاتا ہے، اس میں اگر بچے کی فوری شادی نہ کر سکیں تو اسے پاکدامنی کے آداب و فوائد بتا دیئے جائیں۔ اگر اس کی شادی تیار ہو تو اسے جنسی روابط کے ضروری آداب و احکام بتا دیئے جائیں۔

۴۔ اور آخری بات یہ کہ بچہ جب شعور کی عمر کو پہنچ جائے تو کیا عملاً اس سے یہ باتیں کر لینی چاہئیں؟

یہاں ان چاروں مراحل کو ترتیب سے بیان کیا جائے گا تاکہ والدین کو معلوم ہو کہ ہمارے عظیم دین نے تربیت کا کوئی گوشہ نہیں چھوڑا اور تاکہ والدین تربیت و رہنمائی کے سلسلے میں اللہ کی طرف سے دی گئی ذمہ داری اچھی طرح سے انجام دے سکیں۔

ذیل میں ان چاروں کو ترتیب سے مرحلہ وار ذکر کیا جا رہا ہے۔

(۱) اجازت طلب کرنے کے آداب:

بچوں کو ان اوقات میں گھر والوں کے پاس جاتے وقت اجازت طلب کرنے کے اصول بتا دیئے جائیں جن اوقات میں مرد و عورت ایسی حالت میں ہوتے ہیں جس میں وہ کسی چھوٹے بچے کو بھی سامنے آنے دینا نہیں چاہتے۔

ان آداب کو قرآن کریم نے نہایت وضاحت سے بیان فرمایا ہے جس کے مطابق بچوں اور نوکروں کو تین اوقات میں اندر آنے کے لیے اجازت لینا ضروری ہے

۱: نماز فجر سے پہلے، اس لیے کہ لوگ اس وقت عام طور سے سوئے ہوئے ہوتے ہیں۔

۲: دوپہر کے وقت، اس لیے کہ بعض مرتبہ اس وقت بھی انسان اپنے مختصر سے لباس میں آرام کر رہا ہوتا ہے۔

۳: عشاء کی نماز کے بعد، اس لیے کہ یہ وقت بھی آرام اور سونے کا ہوتا ہے۔

بچے کو ان اوقات میں کمروں کے اندر جانے کے لیے اجازت طلب کرنے کا اس لیے پابند کیا گیا ہے کہ کہیں بچہ اچانک بڑوں کو ایسی حالت میں نہ دیکھ لے جس میں وہ بچے کے سامنے آنا پسند نہیں کرتے اور اس سے بچے کے ذہن پر بہت برا اثر پڑتا ہے۔

لیکن جب بچہ بالغ ہو جائے تو ایسی صورت میں تربیت کرنے والوں کو چاہیے کہ اسے ان تین اوقات کے علاوہ دوسرے اوقات میں بھی داخل ہوتے وقت اجازت طلب کرنے کے آداب سکھائیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں

"واذا بلغ الاطفال منكم الحلم فليستأذنوا كما استأذن الذين من قبلهم" (النور: ۵۹)

"اور جب تمہارے بچے بلوغ کو پہنچ جائیں تو وہ بھی اسی طرح اجازت لیا کریں جیسے ان سے پہلے بالغ ہونے والے اجازت لیتے رہے ہیں۔"

(۲) بچے کو جنسی جذبات ابھارنے والی چیزوں سے دور رکھنا:

بچوں کی تربیت کے ماہر علمائے کرام اس بات پر متفق ہیں کہ بلوغت کے قریب کا زمانہ انسانی زندگی کا خطرناک ترین دور ہوتا ہے۔ اس لیے اگر والدین یہ سمجھتے ہیں کہ انہیں عمر کے اس حصے میں بچے کی تربیت کس طرح کرنی ہے؟ اسے آزاد اور خراب ماحول سے کس طرح دور

رکھتے ہیں تو پھر یہ بچہ بہترین اخلاق، عمدہ سیرت وکردار اور شاندار اسلامی تربیت کا نمونہ بنتا ہے۔

اسلام نے جذبات بھڑکانے اور شہوانی خیالات ابھارنے والی چیزوں سے بچوں کو دور رکھنے کا حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۂ نور میں ارشاد فرماتے ہیں:

"وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ، وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ ..... أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَىٰ عَوْرَاتِ النِّسَاءِ" (النور: ۳۱)

"اور [مسلمان خواتین] اپنی اوڑھنیوں کے آنچل اپنے گریبانوں پر ڈالے رہا کریں، اور اپنی سجاوٹ اور کسی پر ظاہر نہ کریں، سوائے اپنے شوہروں کے، یا اپنے باپ، یا اپنے شوہروں کے باپ کے، یا اپنے بیٹوں یا اپنے شوہروں کے بیٹوں کے ..... یا ان بچوں کے جو ابھی عورتوں کے چھپے ہوئے حصوں سے آشنا نہیں ہوئے۔"

قرآن کریم کی اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ بچہ جب چھوٹا ہو اور عورتوں کو دیکھنے سے جذبات میں تحریک پیدا ہونے سے بے خبر ہو تو ایسے زمانے میں عورتوں کے پاس جانے میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن جب وہ سمجھدار یا بالغ ہونے کے قریب ہو جائے یعنی دس سال کی عمر کے بعد کا زمانہ ہو تو پھر اسے عورتوں کے پاس جانے کا موقع نہیں دینا چاہیے۔ اس لیے کہ اس عمر میں وہ خوبصورتی اور بدصورتی میں فرق کر سکتا ہے اور اس عمر میں اگر وہ کوئی شہوت انگیز منظر دیکھ لے تو اس کے دل میں شہوانی خیالات گردش کرنے لگتے ہیں۔

امام ابوداؤد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

"مُرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ، وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرٍ، وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ."[1]

۱- سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب متى يؤمر الغلام بالصلاة: ۴۱۸

"جب بچے سات سال کے ہو جائیں تو انہیں نماز کا حکم دو، اور جب دس سال کے ہو جائیں تو نماز چھوڑنے پر مارو، اور اس عمر میں ان کے بستر علیحدہ علیحدہ کر دو۔"

اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ والدین اس کے پابند ہیں کہ بچے جب دس سال کے ہو جائیں تو ان کے بستر بڑے اور چھوٹے الگ الگ کر دیں، تاکہ ایسا نہ ہو کہ ایک ساتھ لیٹنے کی وجہ سے وہ نیند و بیداری کی حالت ایک دوسرے کے چھپے اعضا کو دیکھیں جس سے ان کے جنسی جذبات بھڑکیں یا ان کے اخلاق خراب ہوں۔

خلاصہ یہ ہوا کہ ماں کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے بچے کو جذبات ابھارنے اور جنسی خواہشات بھڑکانے والی چیزوں سے دور رکھے تاکہ وہ بے حیائی کے جال میں نہ پھنسے اور گندگی کے گڑھوں میں گر کر آوارگی و بدکرداری کی زندگی نہ اپنا لے۔ بچے کو جنسی جذبات بھڑکانے والی چیزوں سے دور رکھنے کے لیے دو کام کیے جائیں:

۱: داخلی نگرانی ۲: خارجی نگرانی

۱۔ داخلی نگرانی:

⊙ ... بچہ جب سمجھدار ہو جائے تو اسے راحت و آرام اور سونے کے اوقات میں یعنی صبح کی نماز سے پہلے، دوپہر کے وقت اور عشاء کے بعد، بڑوں کے کمرے میں بلا اجازت داخل نہیں ہونا چاہیے۔ اس لیے کہ یہ ایسے اوقات ہیں جن میں بچہ اچانک اپنے ماں باپ کو نامناسب حالت میں دیکھ کر بہت برا اثر لے سکتا ہے۔

⊙ ... دس سال کی عمر کے بعد جو کہ بچے کے بلوغ کے قریب کی عمر ہوتی ہے، اس میں اجنبی عورتوں کے پاس جانے اور بدنظری و بے پردگی سے روکنا چاہیے۔ اس سے بھی جنسی جذبات بھڑکتے ہیں۔

⊙ ... دس سال کی عمر کے بعد بچے کو اپنے بہن بھائیوں کے ساتھ ایک بستر پر نہیں

سونے دینا چاہیے۔ یہ جنسی جذبات ابھرنے کا سبب ہے خصوصاً جب کہ ایک ہی چادر یا لحاف میں سوئیں۔

⊙ ... ٹیلی ویژن وغیرہ میں فلمیں، ڈرامے اور اخلاق خراب کرنے والی چیزیں دیکھنے کا موقع فراہم کرنا بچے کے جنسی جذبات کو مشتعل کر کے اسے تباہ و برباد کرتا ہے۔ ماں کا یہ بھی فریضہ ہے کہ وہ گھر میں ٹیلی ویژن نہ آنے دے، اس لیے کہ اس کا وجود بچے سمیت سب کے اخلاق و کردار کے لیے سب سے بڑا خطرہ ہے۔

⊙ ... بچے کو اس بات کی مکمل آزادی نہ دی جائے کہ وہ جو چاہے کرے، جنسی گندی تصاویر، فحش رسالے، عشقیہ ناول اور بے ہودہ کیسٹیں، سی ڈیز وغیرہ رکھنا چاہے، رکھے اور اس سے کسی قسم کی باز پرس نہ ہو نہ اس کی دیکھ بھال ہو، اس سے بھی اس کے جنسی جذبات میں اشتعال پیدا ہوتا ہے۔ اس لیے ماں کو چاہیے کہ بچے کی پوری نگرانی کرے اور اس کی کتابوں، الماریوں وغیرہ کی جانچ پڑتال کرتی رہے تا کہ اس کی طبیعت اور اخلاق و کردار کا اندازہ ہو سکے اور اگر اس کے سامان میں کوئی مخربِ اخلاق، بے ہودہ اور غلط قسم کی چیز ملے تو اس کی فوراً اصلاح کر سکے۔

⊙ ... بچہ جب بالغ ہونے کے قریب ہو تو اس کو یہ موقع فراہم نہ کریں کہ وہ اپنی رشتہ دار لڑکیوں یا پڑوسنوں سے دوستی کرتا پھرے اور چھٹی یہ دی جائے کہ ان کے ساتھ پڑھتا اور تیاری کرتا ہے، یہ بھی جنسی جذبات کے ابھرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ اس لیے ماں کو چاہیے کہ اپنے بیٹے یا بیٹی کو یہ موقع بھی نہ دے کہ وہ لڑکوں یا لڑکیوں سے تعلقات پیدا کرے چاہے وہ کسی بھی عنوان سے ہوں۔ اس لیے کہ ان تعلقات کا اخلاق و کردار پر بہت برا اثر پڑتا ہے۔

اس کے علاوہ اور بھی کئی چیزیں ہیں جو جنسی جذبات کے مشتعل کرنے، بچے کے اخلاق

خراب کرنے اور اسے آزادی و بے حیائی میں مبتلا کرنے کا ذریعہ بنتی ہیں۔ اس لیے ماں کو چاہیے کہ عمدہ تربیت اور حکمت کے ذریعے بچے کو ان تمام چیزوں سے دور رکھے اور بچے کی اچھی تربیت اور اصلاح کے لیے تمام موثر طریقوں کو اپنائے۔

۲- خارجی نگرانی:

داخلی دیکھ بھال کی اہمیت کی طرح خارجی دیکھ بھال بھی انتہائی اہم ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ آج کل بچے کے اخلاق خراب کرنے کے بے شمار اسباب ہیں، لہٰذا اگر یہاں والدین کے سامنے وہ خطرناک چیزیں پیش کی جائیں جو بچے کے جنسی جذبات اور شہوت کو ابھارتی ہیں تو اس میں کوئی حرج معلوم نہیں ہوتا، تاکہ آپ کو بھی ان تمام مخرب اخلاق چیزوں اور مہلک بیماریوں کی پوری معلومات رہیں اور آپ کی بے خبری میں کہیں آپ کا بچہ ان میں مبتلا نہ ہو جائے۔

۱- ٹی وی، ویڈیو اور انٹرنیٹ کی تباہ کاریاں:

ان سب میں جنسی جذبات اور شہوت کو ابھارنے والی چیزیں پیش کی جاتی ہیں اور بے حیائی کے مناظر دکھائے جاتے ہیں جو بچے کے ذہن اور کردار پر انتہائی برا اثر ڈالتے ہیں۔ والدین کو چاہیے کہ بچوں کو ان کی تباہ کاریوں سے محفوظ رکھنے کے لیے بھرپور کردار ادا کریں اور اپنے گھر کے ماحول کو شریعت کے مطابق بنانے کے ساتھ بچوں پر کڑی نگرانی بھی قائم کریں۔

۲- عورتوں کے شرمناک لباس کا فتنہ:

عورتوں کے عریاں اور بے ہودہ لباس قریب البلوغ لڑکوں اور نوجوانوں کی نظر اپنی طرف کھینچتے ہیں، ان فتنہ سامانیوں اور عریاں لباسوں کو دیکھ کر جوان بچے صبر اور تحمل کھو بیٹھتے ہیں اور جسم کو عریاں کر کے نکلنے والی عورتوں کا نظارہ کرنے کے ذریعے قریب کرنے سے بچنے کی بھی طاقت نہیں رکھتے۔ وہ ان جذبات کا مقابلہ کیسے کر سکتے ہیں جو ان کے نوجوان ذہن میں

شدت سے پیدا ہوتے ہیں؟

مسلمان عورت سے اس بات کا مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ اسلامی آداب، اخلاق اور قوانین کی حدود میں رہے۔ معاشرے کو فساد سے بچانے کا خیال رکھے۔ عزت و وقار کا روپ یعنی پردہ و نقاب اپنائے اور اسلامی لباس استعمال کرکے قریب البلوغ لڑکوں اور غیر شادی شدہ نوجوانوں پر رحم کھائے۔

۴۔ معاشرے میں فحش مناظر کا عذاب:

جوان آدمی یا قریب البلوغ لڑکا جب سڑکوں یا عام مجلسوں پر جاتا ہے تو کیا دیکھتا ہے؟

وہ ان گندی تصویروں کو دیکھتا ہے، جنھیں سینماؤں، رسالوں، اخبارات، چوراہوں، سڑکوں، گھروں اور گلیوں پر آویزاں کر رکھا ہے۔

— وہ ان عورتوں کو دیکھتا ہے جو لباس پہننے کے باوجود بے لباس ہوتی ہیں اور بن سنور کر بے پردہ باہر نکلتی ہیں۔

— وہ دیکھتا ہے کہ طلبہ و طالبات جب اسکول کالج آتے جاتے ہیں تو آپس میں ایسے خلط ملط ہوتے ہیں کہ پارکوں سے زیادہ کا منظر پیش کر رہے ہوتے ہیں اور بہت سے آزاد خیال، بے حیا طلبہ سر راہ بے پردہ لڑکیوں سے گندے فحش مذاق کرتے اور بے ہودہ آوازیں کستے دیکھتا ہے۔

غیر اسلامی معاشرے کا المیہ یہ ہے کہ بچہ ابھی بالغ بھی نہیں ہوا ہوتا یا بالغ ہوتے ہی جوانی کے ابتدائی ایام میں وہ یہ سب چیزیں اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے، بلکہ اس سے بھی آگے تک کے مراحل دیکھتا ہے۔

بلاشبہ گندے ماحول اور خراب سوسائٹی کا گمراہ کرنے اور اخلاق بگاڑنے میں بہت بڑا دخل ہوتا ہے۔

٥- بری صحبت کے نقصانات:

ماں باپ کو چاہیے بچے کے دوستوں پر کڑی نظر رکھیں اور اسے بری صحبت سے بچائیں، کیونکہ بچے کو بگاڑنے والی چیزوں میں سب سے زیادہ خطرناک چیز برے ساتھی اور بری صحبت ہے۔ خصوصاً اگر لڑکا بے وقوف سا ہو اور اس کا ایمان و عقیدہ کمزور ہو، اعصاب و اخلاق مضبوط نہ ہوں، تو وہ گندے دوستوں اور آوارہ مزاج لڑکوں کی صحبت سے بہت جلد متاثر ہو کر ان سے گندی عادتیں اور برے اخلاق سیکھ لیتا ہے، اور تیزی سے ان کے راستے پر چلنے لگ جاتا ہے۔ رفتہ رفتہ ان کی طرح بدتمیزی اور بداخلاقی اس کی فطرت بن جاتی ہے۔ پھر اس کو دوبارہ راست پر لانا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق دوست کے انتخاب میں احتیاط اور دیکھ بھال بہت ضروری ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"المرء على دين خليله، فلينظر أحدكم من يخالل."[1]

"انسان اپنے دوست کے طور طریقے اختیار کرتا ہے اس لیے تمہیں دیکھ لینا چاہیے کہ کس سے دوستی کر رہے ہو۔"

٦- عورتوں اور مردوں کے میل جول کا فساد:

لڑکے اور لڑکیاں جب شعور کی عمر کو پہنچتے ہیں اور بالغ ہونے کے قریب ہوتے ہیں تو ان کے جنس مخالف کے ساتھ میل جول کا عادات و اخلاق، ذہن و صحت اور جسم و اعصاب پر بہت برا اثر پڑتا ہے۔

آج کل مرد و عورت کے باہمی اختلاط کا خطرناک طریقہ، درس گاہوں، اسکولوں، کالجوں، دفتروں اور کاروباری اداروں میں اس بنیاد پر جڑ پکڑتا جا رہا ہے کہ دونوں جنسوں کا آپس

١- مسند أحمد بن حنبل، باقي مسند أبي هريرة رضي الله عنه: ٧٦٨٥.

میں اختلاط طبیعت و نفس پر غالب ہے اور جنسی ہوس شہوت کا رخ پھیر دیتا ہے۔ اس جھوٹی دلیل کی بنا پر مرد و عورت کا آزادانہ میل جول ایک عام چیز بن گئی ہے۔

اس سے قبل ''عقلی تربیت کی ذمہ داری'' میں ہم اس من گھڑت وسوسے کی دلائل کے ساتھ بھرپور تردید پیش کر چکے ہیں اور جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ دونوں جنسوں کے درمیان اختلاط پیچھے ہوئے جذبات کو مہذب بناتا ہے، شہوت کو قابو میں لاتا ہے اور مرد و عورت کا میل ملاقات ایک فطری اور مانوس چیز بن جاتی ہے، اس کے اس گمراہ کن نظریے کی تردید پہلے آچکی ہے۔ آپ اس کو ملاحظہ کیجیے۔ وہاں اس بحث اور عقلی دلیل کی تردید کے لیے جو بحث کی ہے، وہ پڑھ لیجیے۔ ان شاء اللہ پوری تشفی ہو جائے گی۔

محترم خواتین! بچوں میں اخلاقی بگاڑ پیدا کرنے اور جنسی جذبات بھڑکانے کے یہ اسباب ہیں اور درحقیقت یہ نہایت تباہ کن اسباب ہیں۔ اس لیے آپ کو چاہیے کہ بچے کی دیکھ بھال کے سلسلے میں اپنی ذمہ داری پوری طرح ادا کریں، چاہے یہ ذمہ داری خارجی نگرانی کی ہو یا داخلی دیکھ بھال کی۔

لیکن یہاں یہ سوچنا چاہیے کہ کیا یہ دیکھ بھال اور نگرانی ہی کافی ہے یا کچھ اور ایسے طریقے بھی ہیں جنہیں بچوں کی اصلاح کے لیے والدین کو اختیار کرنا چاہیے؟

بچے کے اخلاق درست کرنے کے طریقے:

شریعت کی رو سے تین طریقے ایسے ہیں کہ اگر والدین نے ان کو اپنایا تو بچہ اخلاقی طور پر سنبھل جائے گا اور جنسی طور پر اپنے اوپر کنٹرول کرے گا۔ تب وہ اپنی پاکبازی میں فرشتے کی طرح، اخلاق و کردار میں سچے مجاہد کی طرح اور روحانیت و تقویٰ میں صالحین کی طرح بن جائے گا۔ وہ تینوں طریقے بالترتیب یہ ہیں:

۱- ذہنی بیداری ۲- ڈرانا اور متنبہ کرنا ۳- اخلاقی رابطہ و تعلق

۱- ذہن سازی:

اس بات میں دو رائے نہیں ہو سکتیں کہ اگر شروع ہی سے بچے کو یہ ذہن نشین کرا دیا جائے کہ یہ روشن خیالی اور آزادی مزاج جو اسلامی معاشروں میں بھی ہر جگہ پھیل گئی ہے، یہودی، مسیحی اور استعماری سازشوں کا نتیجہ ہے تو جب بچہ بڑا ہوگا تو اس میں اتنی سمجھ اور شعور پیدا ہو چکا ہوگا جو اسے شہوات ولذات کے سیلاب میں بہنے سے روکنے کے علاوہ اور بہت سے فتنوں سے بچاؤ کا ذریعہ بن جائے گا۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہمارے دشمن عیسائیوں اور یہودیوں کے پاس ہمارے بچوں کو خراب کرنے کے بہت سے ذرائع ہیں جن میں نمایاں یہ ہیں: سینما، ٹی وی، لٹریچر، رسالے، اخبارات، ریڈیو، بے ہودہ لباس، گندی تصویروں کی اشاعت، بے حیائی کے کھلم کھلا اور پوشیدہ مراکز اور اس جیسی دوسری چیزیں شامل ہیں۔ ''عقلی تربیت کی ذمہ داری'' کے تحت ہم ان سازشوں کے بارے میں پہلے بھی اشارہ کر چکے ہیں۔ آپ ان دونوں عنوانات کو دیکھیے۔ ان شاء اللہ آپ کی مکمل تشفی ہو جائے گی۔

۲- ڈرانا اور متنبہ کرنا:

اگر سرپرست حضرات اپنی تربیتی کوششوں میں اس طریقے کو اختیار کریں تو بچے کو حرام سے روکنے اور گناہوں سے باز رکھنے کے لیے یہ طریقہ سب سے کامیاب ترین ذریعہ ثابت ہوگا۔ اس لیے کہ وہ بچے کے سامنے ان نقصانات کی حقیقی صورت پیش کرے گا جو شہوات کے سیلاب میں بہنے اور آزادی و بے راہ روی کے جال میں پھنسنے کا لازمی نتیجہ ہوتے ہیں۔

ذیل میں ہم ان نقصانات کو پیش کرتے ہیں جو مرد و عورت کے ناجائز اختلاط اور نامناسب تعلقات کی وجہ سے وجود میں آتے ہیں، تاکہ صورت حال کھل کر سامنے آ جائے اور آپ بچوں کا ذہن بنانے اور انہیں ہوشیار و متنبہ کرنے کا فرض ادا کریں اور بچہ نا جائز

حرام چیزوں اور دنیا و آخرت تباہ کرنے والی عادتوں سے بچ جائے۔

یہ نقصانات تین قسم کے ہیں:

الف: طبی نقصانات ب: نفسیاتی و اخلاقی نقصانات

ج: دینی اور اخروی نقصانات

الف: طبی نقصانات:

انسان کو سب سے زیادہ طبی نقصان جنسی ہوس میں مبتلا رہنے سے ہوتا ہے، چونکہ جب اس مرض کے مریض کو ہر وقت شہوانی خیالات، بوس و کنار، لپٹنا چمٹنا، اور عورتوں کے اعضاء و چہرے، آنکھوں، گردن، ہونٹوں، پستانوں، وغیرہ کے خیالات میں غرق رہیں گے۔ آپ دیکھیں گے کہ وہ ہر چیز سے الگ تھلگ ہوگا۔ اس میں کسی کام کا شوق نہیں رہے گا۔ سوچ بوجھ ختم ہو جائے گی۔ بھولنے کا مرض بڑھ جائے گا۔ آپ کو وہ بے وقوف اور غائب دماغ معلوم ہوگا یا غمگین اور مصیبت زدہ نظر آئے گا۔ اس مرض کی وجہ سے کمزور، حافظہ تباہ، صحت برباد اور دل میں ہر وقت بے چینی کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔

ب: نفسیاتی و اخلاقی نقصانات:

مرد و عورت کے ناجائز اختلاط سے معاشرہ پر درج ذیل برے اخلاقی اثرات پڑتے ہیں

⊙ ... نوجوان ہر وقت شہوت اور جنسی خیالات میں پڑے رہتے ہیں اور شراب، چرس اور افیم وغیرہ کے نشے میں مست رہتے ہیں۔

⊙ ... معاشرہ دماغی، اخلاقی، نفسیاتی اور عقلی طور پر بیمار ہو جاتا ہے۔

⊙ ... قتل، اغوا اور آبرو ریزی کے واقعات عام ہو جاتے ہیں۔

⊙ ... تھیٹر، فلموں، ڈش وغیرہ فحشیات پھیلانے والوں کی کثرت ہو جاتی ہے۔

⊙ ... بے حیائی، بے پردگی اور عریانی پر مشتمل مخلوط محفلیں گرم ہوتی ہیں جن میں شریف افراد

یعنی کسی شرم و حیا کے اخلاق اور انسانیت کے جوہر سے مکمل عاری ہو جاتے ہیں۔

● ... فاحشہ عورتوں کی ایک بڑی تعداد وجود میں آتی ہے جو بدکاری کو پیٹ پالنے کے لیے اختیار کرتی ہیں۔

● ... فحش گانے، جذبات برانگیختہ کرنے والی موسیقی اور گندہ آلود ہیجان خیز فلمیں اور ڈرامے عام ہو جاتے ہیں۔

● ... جنس و جنسیات پر مشتمل کتابیں، ننگے اور فحش رسالے، بے حیائی اور رقص و سرود کے مراکز بھی کھل جاتے ہیں۔

● ... ان بچوں، نوجوانوں کی جو مادر پدر آزاد ہیں اور حیوانوں جیسی زندگی گزارتے ہیں، تعداد بڑھ جاتی ہے۔

● ... ان لادین لوگوں کی فوج پیدا ہو جاتی ہے جو عیش میں وحدت، شراب و شباب اور جسم کے نشہ میں مستغرق رہتے ہیں۔

● ... ایسے نام نہاد روشن خیال لوگ پیدا ہو جاتے ہیں جو ہر قسم کی شرافت و اخلاق سے منحرف، ہر بے حیائی کے کام کو جائز قرار دینے والے، خواہشات اور شہوت کے پیچھے چلنے والے ہوتے ہیں۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت سے نقصانات ہیں جو اس آزادی و بے حیائی کی وجہ سے جنم لیتے ہیں۔

مغرب میں جنسی آزادی اور بے راہ روی کا جو مرض عام تھا، اب وہ اسلامی ممالک میں بھی سرایت کر گیا ہے اور افسوس ہے کہ اب ہم یہ سمجھتے ہیں کہ بے حیائی کے مراکز، جوئے کے اڈے، بیہودہ فلمیں، ڈرامے، شراب و منشیات کے مراکز اور رقص و عریانی کے اڈے اسلامی معاشروں میں بھی کثرت سے موجود ہیں۔ اس سے بھی زیادہ افسوس اس بات کا ہے کہ اکثر

اسلامی ممالک میں یہ سب کچھ حکام کے سامنے ہو رہا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ج: دینی اور اخروی نقصانات:

اور سب سے آخری بات یہ ہے کہ ایسا نوجوان جو اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے نہ بچے اور شہوت وفتنہ میں پڑنے سے اپنے آپ کو نہ روکے تو وہ ایسی چار چیزوں کا شکار ہو جاتا ہے جن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت دل سوزی سے بیان فرمایا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"إيّاكم والزنا! فإنّ فيه أربع خصال: يذهب بهاء الوجه، ويقطع الرزق، ويسخط الرحمن، ويسبّب الخلود في النار." [1]

"تم زنا سے بچو، اس لیے کہ اس میں چار باتیں پائی جاتی ہیں: چہرے کی رونق ختم ہو جاتی ہے، رزق رک جاتا ہے، اللہ ناراض ہو جاتا ہے، اور یہ گناہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ رہنے کا ذریعہ بنتا ہے۔"

اور اس کا اخروی نقصان یہ بھی ہے کہ زانی جب زنا کرتا ہے تو اس دوران وہ ایمان کے دائرے سے نکل جاتا ہے۔ چنانچہ امام بخاری و مسلم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

"لا يزني الزاني حين يزني وهو مؤمن..." [2]

"زانی جس وقت زنا کر رہا ہوتا ہے اس وقت وہ (کامل) مومن نہیں ہوتا۔"

اور اس کا آخرت کے اعتبار سے ایک اور نقصان یہ ہے کہ زنا کرنے والا اگر اسی گناہ پر اڑا رہے، توبہ نہ کرے اور اسی حالت میں مر جائے تو اللہ تبارک وتعالی قیامت کے روز اس کو

١- المعجم الأوسط للطبراني، باب الميم من اسمه محمد: ٧٢٩٦

٢- صحيح البخاري، كتاب المظالم، باب النهبى بغير إذن صاحبه: ٢٢٩٥

دگنا عذاب دے گا، سورہ فرقان میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"والذین لا یدعون مع اللہ الٰہا آخر، ولا یقتلون النفس التی حرم اللہ الا بالحق، ولا یزنون، ومن یفعل ذلک یلق اثاما یضعف لہ العذاب یوم القیمۃ، ویخلد فیہ مہانا" (الفرقان: ۶۸-۶۹)

"اور جو اللہ کے ساتھ کسی بھی معبود کی عبادت نہیں کرتے اور جس جان کو اللہ نے حرمت بخشی ہے اسے ناحق قتل نہیں کرتے، اور نہ وہ زنا کرتے ہیں اور جو شخص بھی یہ کام کرے گا، اسے اپنے گناہ کے وبال کا سامنا کرنا پڑے گا۔ قیامت کے دن اس کا عذاب بڑھا چڑھا کر دگنا کر دیا جائے گا، اور وہ ذلیل ہو کر اس عذاب میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔"

اس بے حیائی کے کام کی وجہ سے یہ خطرناک اور بڑے نقصانات ہوتے ہیں جو صحت کو بھی نقصان پہنچاتے ہیں اور اخلاق کو بھی، جسم کے لیے بھی ضرر رساں ہیں اور عقل کے لیے بھی، خاندان اور معاشرے کو بھی برباد کرتے ہیں اور معیشت و اقتصادیات کو بھی۔

لہٰذا اگر بچے کو بچپن ہی سے ان نقصانات سے ڈرایا جائے اور یہ خطرناک نتائج اسے سمجھا دیے جائیں تو اس کا اثر یہ ہوگا کہ وہ اپنے کردار میں پاکبازی اور پاکدامنی پیدا کرے گا اور گناہوں سے بچے گا، اسلام کے بتائے ہوئے طریقے پر چلے گا اور اپنی فطری خواہش اسلامی طریقے کے مطابق صرف اور صرف نکاح سے پوری کرے گا تاکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان مبارک پر عمل کر سکے:

"یا معشر الشباب! من استطاع منکم الباءۃ، فلیتزوج" [1]

"اے نوجوانوں کی جماعت! تم میں سے جو شخص شادی کے اخراجات برداشت کر سکتا

۱- صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم من استطاع منکم الباءۃ فلیتزوج، ح: ۶۷۷

ہو اسے چاہیے کہ شادی کرلے۔"

۳- اصلاحی تعلق:

یہ تجربہ کی بات ہے کہ اگر شروع سے ہی بچے کا اصلاحی شخصیت یا اصلاحی حلقوں سے تعلق مضبوط ہو اور روحانی، فکری، تربیتی اور اصلاحی اعتبار سے اس کو غذا ملتی رہے اور اس حالت میں وہ جوانی کی عمر کو پہنچ جائے تو بلاشک و شبہ ایسے بچے میں ایمان و تقویٰ کی کیفیات پائی جائیں گی اور عقیدے کی ایسی قوت اس کے پاس ہوگی جس کی وجہ سے نہ صرف وہ اپنی خواہشات پر قابو پالے گا بلکہ صراطِ مستقیم پر بھی قائم رہے گا۔

اس لیے والدین پر لازم ہے کہ وہ بچے کا رابطہ دین سے مضبوط کریں۔ کسی مرشد و بزرگ سے اصلاحی تعلق قائم کروائیں اور اسے اچھی صحبت فراہم کریں۔ اسے مسجد، خانقاہ، اصلاحی مجالس اور بزرگوں کے بیانات میں لے جایا کریں۔ دعوت و تبلیغ اور جہاد کی دعوت دینے والے حضرات کے ساتھ اس کا جوڑ رکھیں۔ اسے قرآن کریم کی تلاوت، ذکر، مراقبے اور اصلاحی کتب کے مطالعے کی عادت ڈالیں۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی سیرت، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، سلف صالحین اور بزرگوں کی تاریخ و سیرت سے اس کا تعلق قائم رکھیں۔

اے اللہ! تمام ماؤں کو اس بات کی توفیق عطا فرما کہ وہ بچے کی تربیت کے لیے اسلامی طریقے اپنائیں تاکہ اس روز آپ کے سامنے اپنی ذمہ داری سے بری ہوسکیں جس روز نہ مال و دولت فائدہ پہنچائے گا نہ اولاد، اور تاکہ وہ اپنے بچوں کو مسلمان معاشرے میں اسلام کو پوری طرح سے نافذ کرتے ہوئے، قرآن کریم کے اصول و قواعد پر عمل کرتے ہوئے اور اللہ کے راستے میں دعوت دیتے، جہاد کرتے ہوئے دیکھیں اور اپنی نسلوں کو عزت کی بلندیوں پر دیکھ کر خوش اور مطمئن ہوں۔

محترم خواتین!

کیا آپ نے اپنی اس عظیم اور اہم ذمہ داری کو سمجھا ہے جو آپ کے کاندھوں پر ڈالی گئی ہے؟

کیا آپ اس بات کو سمجھتی ہیں کہ ایمانی، اخلاقی، جسمانی، عقلی اور نفسیاتی تربیت ہی ایسی بنیاد ہے جس پر آپ کو پوری توجہ دینا چاہیے؟

اگر آپ یہ سب کچھ سمجھتی ہیں تو آپ کو چاہیے کہ تربیت کے حوالے سے اپنی ذمہ داری کو نبھائیے، اس میں کسی قسم کی سستی نہ کیجیے تاکہ آپ اپنے دل کی کلیوں اور جگر کے ٹکڑوں کو پاکیزگی میں فرشتوں کی طرح، عزم میں صحابہ کی طرح، بہادری میں شیروں کی طرح اور چمکنے میں چاند کی طرح دیکھیں۔

جتنی آپ محنت کریں گی، وقت لگائیں گی اور اپنی ذمہ داری کو محسوس کر کے جدوجہد کریں گی، اتنا ہی آپ قوم کی بھلائی اور اپنی اولاد کے فائدے کے لیے کام کر رہی ہوں گی۔

اے میری ماؤ بہنو! کیا آپ کو معلوم ہے کہ یہ سب کچھ کیسے ہوگا؟ اور بچوں کی بہترین تربیت کس طرح ممکن ہوگی؟

آخری دو باتیں:

یہ سب کچھ دو چیزوں کے ذریعے ممکن ہوگا:

۱۔ توجہ اور نگرانی کو سخت کیا جائے۔ ۲۔ فارغ وقت کو کام میں لایا جائے۔

☆..... دیکھ بھال اور نگرانی سے بچے کی ایمانی تربیت ہوگی۔ اخلاق درست ہوں گے، جسم صحت مند و توانا ہوگا اور بچہ نفسیاتی اعتبار سے کامل و مکمل ہوگا۔

دیکھ بھال اور نگرانی سے بچہ بری صحبت اور بدتمیز ساتھیوں سے بچ جائے گا۔

دیکھ بھال کے طفیل بچہ تمام ان چیزوں سے بچ جائے گا جو اسے خراب بنا دیتی ہیں۔ جیسے ٹی وی، ڈش پر گندی فلموں، جرم کی حوصلہ افزائی کرنے والی کہانیوں اور فحش مناظر دیکھنے

سے محفوظ رہے گا اور ان رسالوں یا ناولوں کے پڑھنے سے بچ جائے گا جو جذبات انگیز، ہیجان خیز اور فحش ہوتے ہیں۔

دیکھ بھال کی وجہ سے بچہ گمراہ معتقدات اور غلط نظریات رکھنے والے لوگوں سے محفوظ رہے گا اور عقیدہ و فکر، کردار و اخلاق کے لحاظ سے اسلام کے ساتھ اس کی دلی محبت پیدا ہو جائے گی۔

☆ —— رہا فارغ وقت سے فائدہ اٹھانا تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ جب والد گھر آئے اور اپنے بیوی بچوں کے پاس بیٹھے تو فراغت کے ان اوقات میں اسے اس بات کی پوری کوشش کرنی چاہیے کہ بچوں کو عملی طور پر تیار کرنے اور اخلاقی اعتبار سے رہنمائی کرنے میں اپنی پوری توجہ اور صلاحیت لگا دے۔

ایسے ماں باپ کتنے اچھے ہوتے ہیں جو شام بچوں کے ساتھ گزارتے ہیں اور اپنے جگر گوشوں کی تعلیم و تربیت کے لیے انہیں وقت دیتے ہیں۔ اللہ کے یہاں اس وقت ان کو کتنا اجر و ثواب ملتا ہوگا جب وہ اپنے بچوں کے پاس ان کا سبق سننے کے لیے بیٹھتے ہیں، ان کو گھر کے لیے دیے ہوئے کام میں سے کسی چیز کو سمجھانے کے لیے وقت خرچ کرتے ہیں، ذہن سازی کے لیے انہیں کوئی قصہ سناتے ہیں، عمدہ اخلاق کی طرف متوجہ کرتے ہیں یا دل لگی کی کوئی بات یا تفریح طبع کے لیے کوئی چٹکلا یا قصہ سنا کر بچوں کو خوش کر کے ان میں چستی اور نشاط پیدا کرتے ہیں۔

بچے کو صحیح طریقے سے زندگی گزارنے کے لیے تیار کرنے، اس کو بہترین معاشرے کی تعمیر کے لیے مضبوط اینٹ بنانے اور نیک صالح مومن معاشرہ تیار کرنے کے لیے مثالی تربیت کا در حقیقت یہی طریقہ ہے۔

ماں باپ بچے پر اس وقت کتنا ظلم کرتے ہیں جب وہ اپنے فارغ اوقات کو اپنے دوستوں کے ساتھ لایعنی باتوں میں یا ہوٹلوں میں مجلسیں جمانے، فضول تفریحات میں

تربیت کرنے والے باپ، ہر دو قسم کے ذرائع انہیں دیکھنے میں ضائع کر دیتے ہیں۔

اس ساری دل سوزی کا خلاصہ یہ ہوا کہ ماں باپ کو چاہیے تربیت کے سلسلے میں اسلام نے جو طریقے مقرر کیے ہیں پہلے انہیں آپ خود اپنائیں، اس کے بعد بچوں کو ان کی تلقین کریں تاکہ آپ ان کے لیے بہترین نمونہ بن سکیں۔ اگر آپ یہ تربیتی اصول اپنا لیں گے تو آپ اپنے بچوں کو یقیناً اس قابل بنا دیں گے کہ وہ ایمان بھرے دلوں، پاکیزہ روحوں اور طاقتور و صحت مند جسموں کے ساتھ محبت سے تحت ذمہ داری کے بوجھ کو اٹھا سکیں۔

اس لیے برادر محترم اور محترمہ بہنو! اپنی کوششوں میں کمی نہ چھوڑیے اور اللہ تعالیٰ کا نام لے کر قدم اٹھائیے۔ اللہ آپ کی مدد کرے گا اور آئندہ آنے والی نسلیں آپ کی محنت سے فائدہ اٹھائیں گی اور اللہ تعالیٰ جل شانہ قیامت کے دن آپ کو امت کی تربیت کا پورا پورا اجر و ثواب عطا فرمائیں گے۔

(۱) اچھے نمونے کے ذریعے تربیت:

اچھا اور قابل تقلید نمونہ بچے کی اخلاقی، نفسیاتی اور معاشرتی شخصیت سازی کے نہایت مؤثر ذرائع میں سے ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ بچے کی نظر میں اس کا سرپرست ایک عظیم نمونہ ہوا کرتا ہے۔ بچہ چال چلن میں اپنے آئیڈیل کی پیروی کرتا ہے اور شعوری و غیر شعوری طور پر اس کی نقل اتارتا ہے، بلکہ اس کے شعور میں سرپرست کا کردار اور طور طریقے نقش ہو جاتے ہیں، چاہے اسے پتا چلے یا نہ چلے۔

چنانچہ اگر ماں سچی، امانت دار، بااخلاق، شریف و بہادر اور پاکدامن ہے تو بچہ بھی سچائی، امانت، اخلاق، شرافت، بہادری اور پاکدامنی سیکھے گا اور اگر ماں جھوٹی، بددیانت، آزاد خیال، بخیل اور بزدل ہے تو بچہ بھی جھوٹ، خیانت، آزاد خیالی، بزدلی اور بخل کی عادت اپنائے گا۔

بچے میں خیر کی کتنی زبردست صلاحیت کیوں نہ ہو اور اس کی فطرت چاہے کتنی ہی اچھی کیوں نہ ہو تب بھی خیر کی باتوں اور تربیت کے اصولوں پر وہ اس وقت تک عمل نہیں کرے گا جب تک ماں کو ان چیزوں پر عمل کرتا ہوا نہ دیکھے۔ ماں کے لیے یہ نہایت آسان ہے کہ بچے کو کوئی اچھی بات سمجھا دے لیکن یہ نہایت ہی مشکل ہے کہ بچہ اس طریقے کو اپنائے جب تک کہ وہ اپنے تربیت کرنے والے اور ماں کو اس چیز پر عمل کرتے ہوئے نہ دیکھ لے۔

(۲) اچھی عادتوں کے ذریعے تربیت:

اسلام کے طے شدہ اصولوں میں سے یہ بھی ہے کہ بچہ فطرۃً ہی خالص توحید اور ایمان باللہ پر پیدا کیا گیا ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بچے کی ابتدائی عمر اور بچپن ہی سے اسے توحید خالص، نبوی اخلاق اور شریعت کے شاندار آداب کا عادی بنانا چاہیے۔ اگر بچے کو دو چیزیں مل جائیں: ایک شاندار اسلامی تربیت اور دوسرا نیک و اچھا ماحول، تو بلاشبہ بچہ شروع ہی سے ذات باری پر مضبوط ایمان رکھے گا اور اسلامی اخلاق سے آراستہ ہو کر سیرت و کردار کی عمدہ مثال قائم کرے گا۔

(۳) وعظ و نصیحت کے ذریعے تربیت:

بچے کو دنیا کی حقیقت سمجھانے، اسے اچھے کاموں میں لگانے اور عمدہ اخلاق سے آراستہ کرنے میں وعظ و نصیحت کا بڑا عمل دخل ہے۔

قرآن کریم ان آیات سے پُر ہے جو وعظ و نصیحت کو تربیت کی بنیاد، افراد کی اصلاح اور قوموں کی ہدایت کا راستہ بتاتی ہیں۔ جو شخص بھی قرآن کریم کا مطالعہ کرے گا اسے وعظ و نصیحت کا اسلوب قرآن کی بہت سی آیات میں ملے گا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نصیحت کا اہتمام کر کے امت کو یہ سبق دیا ہے کہ وہ وعظ و نصیحت سے کام لے اور ہر مسلمان کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ جس جگہ بھی ہو اور جس معاشرے میں رہتا ہو، ہر جگہ داعی الی اللہ بن کر رہے تاکہ وہاں کے باشندے اس کی رہنمائی اور وعظ و نصیحت سے اثر قبول کریں اور وہ دعوت و تبلیغ کے ذریعے لوگوں کو گمراہی اور جہنم کی آگ سے بچانے کی ذمہ داری پوری کر سکے۔

لیکن یہاں ہمیں یہ سمجھ لینا چاہیے کہ ماں اگر اپنی باتوں کو عملی جامہ نہیں پہنائے گی اور جس چیز کی دوسروں کو نصیحت کر رہی ہے اس پر خود عمل نہیں کرے گی تو کوئی بچہ بھی اس کی نصیحت سے متاثر نہیں ہوگا بلکہ وہ اپنوں کی تنقید اور غیروں کے مذاق کا نشانہ بن جائے گی۔

جو بات دل سے نہ نکلے وہ دل تک ہرگز نہیں پہنچتی بلکہ جس وعظ و نصیحت میں روحانیت کا اثر نہ ہو وہ دلوں پر بھی اثر نہیں کرتی۔ ایک بزرگ سے کسی نے پوچھا: "کیا وجہ ہے کہ جب آپ بات کرتے ہیں تو لوگوں کے آنسو بہنے لگتے ہیں مگر جب آپ کے علاوہ کوئی دوسرا بات کرتا ہے تو لوگوں کی آنکھیں گیلی تک نہیں ہوتیں؟" بزرگ نے جواب دیا: "اے میرے بیٹے! مصیبت پر رونے والی عورت، اجرت پر رونے والی عورت کی طرح نہیں ہوتی۔" مطلب یہ کہ وہ داعی جو اسلام کا درد رکھنے والا ہو اور جس کے دل کی گہرائیوں میں سامعین کی

جاتے ہیں تو اسے چاہیے کہ بچے کو ان سے دور رکھے اور اسے اچھی طرح سمجھا دے کہ یہ اور اس جیسی دوسری کتابیں اس کے ایمان کو خراب کر دیں گی۔

ماں کو یہ بھی دیکھتے رہنا چاہیے کہ بچہ کس قسم کے ساتھیوں اور دوستوں سے ملتا جلتا اور اٹھتا بیٹھتا ہے؟ اگر وہ یہ دیکھے کہ بچے کے ساتھی اور دوست غلط نظریات وخیالات کے مالک اور گمراہ و بدعقیدہ ہیں تو ماں کو چاہیے کہ ایسے لوگوں سے بچے کا میل جول بند کرا دے اور اس کے لیے اچھے ساتھی اور نیک دوست مہیا کرے، جن کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے سے اس کی اصلاح ہو، دین میں پختگی پیدا ہو اور اسے دنیا و آخرت کی کامیابی و سرخروئی نصیب ہو۔

ماں کو اس پر بھی نظر رکھنی چاہیے کہ بیٹے کا کن جماعتوں اور کن پارٹیوں سے تعلق ہے؟ اگر وہ یہ دیکھے کہ وہ پارٹی اپنے اصول و نظریات کے اعتبار سے گمراہ ہے تو ماں کو اس سے روکنے میں نہایت سمجھداری سے کام لینا چاہیے۔ اسے چاہیے کہ بیٹے کی خوب نگرانی رکھے اور اسے مطمئن کرنے اور صحیح راستے پر رکھنے کی کوشش اس وقت تک جاری رکھے جب تک اسے حق کی طرف واپس آ کر صراط مستقیم پر چلتا ہوا نہ دیکھ لے۔

﴿۵﴾ ...بچے کے اخلاقی پہلو کی نگرانی یہ ہے کہ:

ماں بچے میں سچ بولنے کی عادت پر نظر رکھے۔ اگر وہ یہ دیکھے کہ بچہ وعدہ کرنے یا بات چیت میں جھوٹ سے کام لیتا ہے تو اسے چاہیے کہ بچہ جیسے ہی پہلا جھوٹ بولے اسی وقت اس کی اصلاح کرے اور اس کے سامنے جھوٹ اور جھوٹوں کی خوب اچھی طرح سے مذمت کرے اور اس انداز میں جھوٹ کی برائی بیان کرے کہ بچہ یہ گندی حرکت دوبارہ نہ کرے۔

اسی طرح ماں کو بچے میں امانت داری کا بھی خیال رکھنا چاہیے۔ اگر وہ یہ دیکھے کہ بچہ چوری کر رہا ہے (چاہے معمولی سی چیز کی چوری ہی کیوں نہ ہو مثلاً اپنے بہن، بھائی کے چند روپے یا کسی ساتھی ہی کا قلم چوری کر لینا) تو اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ فوراً اس طرف توجہ

کرے۔ اس مرض کا علاج کرے۔ اور بچے کو بتائے کہ یہ قطعاً ناجائز و حرام اور سخت گناہ ہے۔ ایسے موقع پر ماں کو چاہیے کہ وہ بچے کے دل میں اللہ کے حاضر و ناظر ہونے کا یقین اور اس کا خوف پیدا کرے۔ تاکہ وہ اس حرکت سے باز رہے اور اس کے اخلاق درست ہو جائیں۔

ماں کو چاہیے کہ بچے میں زبان کی حفاظت کی عادت کا بھی خیال رکھے۔ اگر وہ یہ دیکھے کہ بچہ گالی دیتا ہے اور اس کے منہ سے گندے الفاظ نکلتے ہیں تو اس کو حکمت و دانائی سے اس عادت کا علاج کرنا چاہیے اور ان اسباب پر غور کرنا چاہیے جو بچے کی زبان گندی کرنے کا ذریعہ بنے ہیں اور پھر نہایت پیارے انداز سے بچے کے سامنے با اخلاق بچے کے اوصاف اور با ادب انسان کی خصوصیات بیان کرے۔ تاکہ وہ اچھے اخلاق اور اچھی زبان اپنا لے۔ بچے کی زبان درست رکھنے کے لیے ماں کو اس بات کا سب سے زیادہ اہتمام کرنا چاہیے کہ بچے کو برے ساتھیوں سے دور رکھے اس لیے کہ بچہ انہی کی عادتوں سے متاثر ہوتا ہے۔

ماں کو بچے کے نفسیاتی رجحانات کا بھی خیال رکھنا چاہیے۔ لہٰذا اگر وہ یہ دیکھے کہ بچہ مغربی فیشن کی اندھی تقلید کرتا ہے، موسیقی اور فحش گانے سننے کا شوقین ہے، قابل اعتراض جگہوں پر جاتا ہے، نامحرم عورتوں سے ملتا ہے اور فحش مناظر کے لیے ٹیلی ویژن دیکھتا ہے، فحش رسالے پڑھتا ہے، جنسی تصویریں اور عشقیہ کہانیاں جمع کرتا ہے تو اس کو چاہیے کہ اس کی بے راہ روی اور بداخلاقی کا خوش اسلوبی اور حکمت سے علاج کرے۔ لہٰذا کبھی نرمی اختیار کرے اور کبھی سختی سے کام لے۔ کبھی ڈرانے دھمکانے سے اور کبھی لالچ و ترغیب سے بچے کو گندگی کی اس دلدل سے نکالنے کی کوشش کرے اور اس کی اصلاح کے لیے ہر طریقہ اختیار کرے۔ تاکہ اپنے بچے کو نیک، صالح اور اچھے لوگوں جیسا بنا سکے۔

ایسی ماں کتنی سمجھدار اور بچے پر نظر رکھنے والی ہوتی ہے جو بچے کی بے خبری میں اچانک بغیر اطلاع دیے اس کے کمرے میں یہ دیکھنے چلی جاتی ہے کہ وہ کیا پڑھتا اور کیا لکھتا ہے؟

اور یہ کہ آیا تم اس کے پاس جاتے یا اس کے سامنے کیا منظر آتا ہے؟

دیکھ بھال کی عادت بچے کی عادتوں اور پوشیدہ رازوں کو جاننے کا واحد ذریعہ ہے۔ اس سے بچے کے وہ راز معلوم ہو جاتے ہیں جن کو وہ چھپا کر رکھتا ہے اور بچے کے اخلاق و کردار کی اصلی اور حقیقی صورت سامنے آ جاتی ہے۔

اس تمام تر کاوش کے بعد ماں اس لائق ہو جائے گی کہ مناسب طریقے سے بچے میں موجود بگاڑ کا علاج کر سکے اور وہ اپنی اس جدوجہد کے نتیجے میں ایسے حل تک پہنچ جائے گی جو بچے کی اصلاح کا ذریعہ بنے گا اور اس کی وجہ سے وہ گندگی کی دلدل سے بچ جائے گا اور متوازن شخصیت کا مالک، ہدایت یافتہ انسان بن جائے گا۔

⊛ ...بچے کے علمی پہلو کی دیکھ بھال یہ ہے کہ:

ماں بچے کے علم حاصل کرنے کی رفتار پر نظر رکھے، چاہے یہ تعلیم بچے کے حق میں فرض عین ہو یا فرض کفایہ۔

لہٰذا ماں کو چاہیے کہ یہ تحقیق رہے کہ کیا بچے نے وہ علم حاصل کر لیا ہے جو اس کے لیے فرض عین ہے؟ کیا اس نے قرآن کریم کی تلاوت کا طریقہ سیکھ لیا ہے؟ اور کیا اس نے اپنے اوپر فرض عبادات کا طریقہ اور مسائل سیکھ لیے ہیں؟ کیا اس نے حلال و حرام اور چیزیں جان لی ہیں؟ کیا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور غزوات (جنگوں) کا مطالعہ کر لیا ہے؟ اور کیا اس نے دین و دنیا سے متعلق امور اور وہ اسلامی آداب سیکھ لیے ہیں جن کا سیکھنا ضروری ہے؟

⊛ ...بچے کی جسمانی دیکھ بھال یہ ہے کہ:

والدین پر شرعاً لازم ہے کہ بچوں کے ضروری لوازمات مثلاً اچھی غذا، صاف ستھرے مکان اور مناسب لباس کا خیال رکھیں تا کہ بچوں کو کوئی بیماری لاحق نہ ہو اور ان کے جسم کمزور نہ ہو جائیں۔

والدین کو چاہیے کہ بچوں کے کھانے پینے اور سونے میں حفظان صحت کے ان اصولوں

اور اگر اس کا سبب فقر و غربت ہو تو ماں کو چاہیے کہ بچے میں صبر و برداشت اور اپنے خدا پر اعتماد کی روح پیدا کرے، تا کہ بچہ اپنا راستہ خود ہموار کرے اور وہ کام کر سکے جو نامور لوگوں نے کیے ہیں۔

اور اگر اس احساس کا سبب حسد ہو تو ماں کو اس بیماری کا علاج بچے اور اس کے بہن بھائیوں میں برابری کر کے اور ان اسباب کو دور کر کے کرنا چاہیے جو حسد کا ذریعہ بنتے ہیں۔

⊛ ... بچے میں غصے کی عادت پر بھی نظر رکھنی چاہیے۔ اگر ماں یہ دیکھے کہ بچہ معمولی سی بات پر ناراض ہو جاتا ہے تو اسے غصے کی عادت کو ختم کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ مثلاً:

اگر غصے کا سبب بیماری ہو تو اس کا علاج کرنے کی فکر کرنی چاہیے۔

اور اگر غصے کا سبب بھوک ہو تو بچے کو مناسب وقت پر غذا دینی چاہیے۔

اور اگر اس کا سبب بچے کو بلا وجہ ڈانٹنا، جھڑکنا ہو تو ماں کو چاہیے کہ معتدل رویہ اپنائے اور پیار بھری زبان استعمال کرے۔

اور اگر غصہ زیادہ ناز نخرے اٹھانے اور ناز و نعمت میں پرورش کی وجہ سے ہو تو ماں کو چاہیے کہ اس کے ساتھ عام بچوں کا سا معاملہ کرے اور اسے سادگی کا عادی بنائے۔

اور اگر اس کا سبب مذاق اڑانا ہو تو ماں کو چاہیے کہ بچے کو ایسی چیزوں سے دور رکھے جو اس کے جذبات کو مجروح کرنے والی ہوں۔

اسی طرح ماؤں پر یہ ذمہ داری بھی عائد ہوتی ہے کہ غصے کو ٹھنڈا کرنے میں اسلام کے بیان کردہ قواعد و ضوابط کو خود بھی اپنائیں اور اپنے بچوں کو بھی ان کی تعلیم دیں تا کہ وہ غصے میں آپے سے باہر نہ ہوں۔

⊛ ... بچے کی معاشرتی زندگی پر نظر رکھنے سے مراد یہ ہے کہ:

ماں بچے میں یہ بات نوٹ کرتی رہے کہ وہ دوسرے کے حقوق ادا کر رہا ہے یا نہیں؟

اگر وہ یہ محسوس کرے کہ بچہ اپنے یا اپنی والدہ یا اپنے بہن بھائیوں، رشتہ داروں، پڑوسیوں، استادوں یا بڑوں کے حق میں کوئی کوتاہی کر رہا ہے تو اسے چاہیے کہ بچے کے سامنے اس کوتاہی کا انجام اور اس حرکت کے نتائج بیان کرے تاکہ وہ اس سے باز آجائے۔

ماں کو چاہیے کہ وہ اس پر نظر رکھے کہ بچہ مسنون آداب پر عمل کرتا ہے یا نہیں؟ اگر وہ یہ دیکھے کہ بچہ کھانے پینے کے آداب، یا سلام کے طریقے، یا گفتگو کے آداب یا اس جیسے دوسرے معاشرتی آداب میں کوتاہی کر رہا ہے، تو ماں کو اپنی پوری کوشش اور زور اس بات پر صرف کرنا چاہیے کہ بچے کو اسلامی آداب آجائیں اور وہ بہترین [illegible]ات کا مالک ہو جائے۔

ماں کو اس پر بھی نظر رکھنی چاہیے کہ بچہ اچھے احساسات وجذبات رکھتا ہے یا نہیں؟ لہٰذا اگر وہ یہ دیکھے کہ بچے میں انانیت اور تکبر پایا جاتا ہے تو اسے ایثار کا سبق دے، اگر اسے بغض وحسد میں مبتلا دیکھے تو اس میں محبت اور صاف دلی کے بیج بونے کی کوشش کرے، اور اگر یہ دیکھے کہ وہ حلال کو حلال اور حرام کو حرام نہیں سمجھتا تو اسے اللہ کا خوف اور تقویٰ کا حکم دے۔ اور اگر یہ دیکھے کہ بچے کو کسی ناپسندیدہ چیز، بیماری وغیرہ سے تکلیف پہنچی ہے تو اس کے دل میں اللہ کے فیصلے اور تقدیر پر راضی رہنے کا عقیدہ پکا کر دے۔

⊛ ...روحانی پہلو سے بچے کی دیکھ بھال کا مطلب یہ ہے کہ:

ماں بچے میں اللہ تعالیٰ کا دھیان پائے جانے پر نظر رکھے اور اس کو ہمیشہ یہ تاکید رہے کہ اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے، اس کی باتیں سن رہا ہے، اس کے ظاہر وباطن کو جانتا ہے بلکہ وہ تو دل میں چھپی باتوں کو بھی جانتا ہے۔

ماں کو خشوع وخضوع، تقویٰ اور اللہ رب العالمین کے سامنے عبودیت وبندگی کے پہلو پر بھی نظر رکھنی چاہیے۔ جس کا طریقہ یہ ہے کہ بچے کے سامنے اللہ کی بڑائی بیان کی جائے اور اس انداز میں بیان کی جائے کہ بچے کے سامنے سوائے اس کے اور کوئی چارہ کار نہ رہے کہ

وہ اللہ کی عظمت کے سامنے جھک جائے اور تقویٰ اختیار کرے۔

بچے میں خشوع وخضوع اور تقویٰ کی حقیقت کو پیدا کرنے والی چیز یہ ہے کہ اسے سمجھداری کی عمر ہی سے نماز میں خشوع وخضوع اور قرآن کریم کی تلاوت سننے پر متاثر ہونے اور رونے یا رونے والی شکل بنانے کا عادی بنایا جائے۔ اگر ان صفات پر وہ اپنے آپ کو ڈھال لے اور ان پر عمل شروع کردے تو یقیناً وہ ان اللہ والوں میں سے بن جائے گا جن کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''یاد رکھو کہ جو اللہ کے دوست ہیں، ان کو نہ کوئی خوف ہوگا، نہ وہ غمگین ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کیے رہے۔'' (یونس: ٦٢-٦٣)

(٥) سزا کے ذریعے تربیت:

آج کل اس بارے میں بہت افراط وتفریط پائی جاتی ہے۔ بعض لوگ ہر سزا کو جائز سمجھتے ہیں اور بعض سرے سے کسی قسم کی سزا کے قائل ہی نہیں ہیں، چاہے بچہ کچھ کرتا پھرے۔ اس لیے یہاں ماں کے سامنے وہ معتدل اور متوازن طریقہ پیش کیا جاتا ہے جسے دین اسلام نے بچوں کو سزا دینے کے سلسلے میں اختیار کیا ہے:

۱- اصل یہ ہے کہ بچے کے ساتھ نرمی اور پیار کا برتاؤ کیا جائے:

⊛ ...امام بخاری حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:
''نرمی اختیار کرو اور سختی اور بدزبانی سے بچو۔''[1]

⊛ ...اور ایک روایت میں ہے کہ ''سکھاؤ...... لیکن سختی نہ کرو۔''[2]

⊛ ...اور امام بخاری حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

۱- صحیح البخاري، كتاب الأدب، باب لم يكن النبي فاحشا ولا متفحشا: ٥٥٧٠
۲- مسند أحمد حنبل، باب بداية مسند عبد الله بن عباس رضي الله عنه: ٢٠٢٩

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجتے وقت فرمایا:
"آسانی پیدا کرنا، سختی نہ کرنا اور لوگوں کو تعلیم تو دینا مگر نفرت مت دلانا۔"(۱)

۲- پیار محبت سے کام نہ چلے تو سزا دینے میں بچے کی طبیعت اور مزاج کا خیال رکھا جائے۔ چونکہ بچے ذہانت و سمجھداری میں ایک دوسرے سے بہت مختلف ہوتے ہیں، ان کے مزاج بھی ایک دوسرے سے مختلف ہوا کرتے ہیں، چنانچہ کچھ بچے ٹھنڈے اور صلح پسند ہوتے ہیں، کچھ معتدل مزاج کے ہوتے ہیں اور کچھ سخت اور اکھڑ مزاج کے مالک ہوا کرتے ہیں۔ یہ سب چیزیں موروثی بھی ہوتی ہیں اور ماحول و معاشرے کے اثرات اور تربیت و پرورش کے نتیجے میں بھی ہوتی ہیں۔

لہٰذا کچھ بچوں کی اصلاح و تنبیہ کے لیے ان کی طرف صرف ترچھی اور تیز نگاہ سے دیکھنا بھی کافی ہوتا ہے، جبکہ کچھ کو سختی اور ڈانٹ ڈپٹ کی ضرورت ہوتی ہے اور کبھی ماں کو نصیحت اور ڈانٹ ڈپٹ میں ناکامی کے بعد مار پٹائی کے استعمال کی بھی ضرورت پڑتی ہے۔

مسلمان علمائے تربیت کے یہاں سخت ضرورت کے بغیر سزا دینا درست نہیں ہے، لیکن ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ ماں کو سمجھانے بجھانے، ڈانٹ ڈپٹ اور دیگر ذرائع اختیار کرنے کے بعد بالکل آخر میں مجبوری کے وقت سزا دینی چاہیے تاکہ بچے کی اصلاح ہو سکے اور اس کی اخلاقی و نفسیاتی تربیت ممکن ہو۔ ہمیشہ اور ہر وقت نرمی اور محبت ہی کام آتی تو سزا کی اجازت شریعت میں بالکل بھی نہ ہوتی۔

خلاصہ یہ ہے کہ بچے کو مناسب سزا دی جا سکتی ہے اور یہ نظریہ کہ "بچوں کو جسمانی سزا بالکل نہیں دینی چاہیے" قطعاً غلط ہے، لیکن ماں کو سزا دینے میں نہایت حکمت سے کام لینا چاہیے اور ایسی سزا دینی چاہیے جو بچے کی سمجھ اور مزاج کے مطابق ہو اور ساتھ ہی اس کو چاہیے

۱- صحیح البخاری، کتاب الأدب، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم یسروا...، ۵۶۵۹

کہ جسمانی سزا کو بالکل آخر میں رکھے اور سخت ضرورت کے موقع پر اس سے کام لے۔

٣- سزا دیتے وقت معمولی سزا سے سخت سزا کی طرف آہستہ آہستہ جانا۔

ہم اوپر بتا چکے ہیں کہ ماں بچے کو جو سزا دینا چاہے اسے بالکل آخری مرحلہ میں اختیار کرے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ بچے کی اصلاح اور اسے سزا دینے کے چند مراحل ہیں جنہیں ماں کو مار پیٹ سے پہلے اختیار کرنا چاہیے۔ ہو سکتا ہے کہ ان سے کام چل جائے، بچے کی اصلاح ہو جائے اور وہ ایک اچھا انسان بن جائے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں کے بگاڑ کی اصلاح اور بغیر سزا کے ان کی اخلاقی ونفسیاتی تربیت کے لیے نہایت مفید طریقے مقرر فرماتے ہیں تا کہ والدین ان کو اختیار کر کے بچے کی اصلاح وتربیت کامیابی سے کریں اور اسے نیک صالح مؤمن بنالیں۔ سزا سے پہلے اصلاح کے جو طریقے معلم اول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر فرمائے ہیں، یہ ہیں:

١- صحیح بات بتانے کے ذریعے غلطی کی اصلاح کرنا:

حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت میں چھوٹا سا بچہ تھا۔ کھانے کے برتن میں میرا ہاتھ ادھر ادھر گھوما کرتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا:

"بچے! اللہ کا نام لے کر کھانا شروع کرو۔ اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔"[1]

٢- غلطی کی جانب اشارۃً متوجہ کرنا:

امام بخاری حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حجۃ الوداع کے موقع پر حضرت فضل بن عباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سواری پر سوار تھے۔

١- صحیح البخاری، کتاب الأطعمة، باب التسمیة علی الطعام والأکل بالیمین: ١٩٥٧

قبیلہ خثعم کی ایک عورت آئیں تو حضرت فضل رضی اللہ عنہ ان کی طرف دیکھنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے چہرے کو دوسری طرف پھیر دیا۔"[1]

اس واقعہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجنبی عورتوں کی طرف دیکھنے کی غلطی کی اصلاح اس طرح کی کہ دیکھنے والے کا چہرہ دوسری طرف پھیر دیا۔ یہ اشارۃً تنبیہ ہے اور عقل مند کے لیے اشارہ کافی ہوتا ہے۔

۳- ڈانٹ کر غلطی پر تنبیہ کرنا:

بخاری شریف میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص کو میں نے برا بھلا کہتے ہوئے یہ کہہ دیا: "اے کالی عورت کے بیٹے!" تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے ابوذر! کیا تم نے اس کی ماں کو برا بھلا کہا ہے؟ تم میں جاہلیت کا اثر پایا جاتا ہے، یہ تمہارے بھائی اور مددگار ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے ماتحت کر دیا ہے، لہٰذا جس شخص کے ماتحت اس کا بھائی ہو تو اسے چاہیے کہ جو خود کھاتا ہے وہ اسے کھلائے اور جو خود پہنتا ہے وہ اسے پہنائے اور ان کو ایسے کام پر مجبور نہ کرو جو ان کی طاقت سے باہر ہو اور اگر ایسا کرنا ہی پڑ جائے تو ان کی مدد کرو۔"[2]

دیکھا آپ نے! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی اس غلطی کا کس طرح علاج فرمایا کہ جب انہوں نے ان صاحب کو کالے پن سے عار دلایا تو آپ نے ان کو تنبیہ کی اور ڈانٹا۔ پھر موقع کی مناسبت سے انہیں سمجھایا اور ان کی تربیت فرمائی۔

٤- قطع تعلق کے ذریعہ غلطی پر تنبیہ کرنا:

وقتی طور پر بات چیت نہ کرنے اور ناراضی کا اظہار کرنے سے بھی تربیت کی جا سکتی ہے۔

۱- صحیح البخاري، كتاب الحج، باب وجوب الحج وفضله: ١٤١٧

۲- صحیح البخاري، كتاب الإيمان، باب المعاصي من أمر الجاهلية: ٢٩

ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کے ایک رشتہ دار نے کنکری ماری۔ انہوں نے ان کو اس سے منع کیا اور ان سے فرمایا: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح کنکری مارنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ اس سے نہ تو شکار کو قتل کیا جا سکتا ہے اور نہ دشمن کو نقصان پہنچایا جا سکتا ہے۔ ہاں اس سے آنکھ پھوٹ سکتی ہے اور دانت ٹوٹ سکتا ہے۔"

ان صاحب نے پھر کنکری پھینک ماری تو حضرت عبداللہ نے ان سے فرمایا: "میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سنا رہا ہوں اور تم پھر بھی کنکر پھینکے جا رہے ہو۔ میں تم سے کبھی بھی بات نہیں کروں گا۔"[1]

امام بخاری روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ غزوۂ تبوک میں جانے سے رہ گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب مسلمانوں کو ان سے بات کرنے سے منع فرما دیا اور پچاس دن تک یہ بائیکاٹ جاری رہا۔ یہاں تک کہ ان کی اور ان کے ذریعے دوسروں کی بھی اصلاح ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان کی توبہ کی قبولیت کو نازل فرمایا۔[2]

اس سے معلوم ہوا کہ مقاطعہ (بائیکاٹ) اصلاح اور تربیت کا شرعی اور مفید ذریعہ ہے۔

۵- مار پیٹ کر غلطی پر تنبیہ کرنا:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جب بچے سات سال کے ہو جائیں تو ان کو نماز کا حکم دو اور جب وہ دس سال کے ہو جائیں تو نماز نہ پڑھنے پر ان کی پٹائی کرو اور ان کے بستروں کو الگ الگ کر دو۔"

اور سورۂ نساء میں ارشادِ ربانی ہے:

"اور جن عورتوں سے تمہیں سرکشی کا اندیشہ ہو تو (پہلے) انہیں سمجھاؤ، اور (اگر اس سے

۱- صحیح البخاری، کتاب الذبائح والصید، باب الخذف والبندقة: ٥٠٥٧

۲- صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب حدیث کعب بن مالک: ٤٠٦٦

کام نہ چلے تو) انہیں خواب گاہوں میں تنہا چھوڑ دو، (اور اس سے بھی اصلاح نہ ہو تو) انہیں مار سکتے ہو۔ پھر اگر وہ تمہاری بات مان لیں تو ان کے خلاف کارروائی کا کوئی راستہ تلاش نہ کرو۔" (النساء: ۳۴)

دیکھ لیجیے کہ مار پیٹ کے ذریعے سزا دینا ایک ایسی چیز ہے جسے اسلام نے برقرار رکھا ہے، لیکن اس کا مرحلہ بالکل آخر میں آتا ہے۔ اس سے پہلے وعظ و نصیحت اور پھر بائیکاٹ سے کام لیا جائے گا۔

لیکن اگر ماں یہ دیکھے کہ سمجھانے بجھانے اور نرمی و پیار سے بچے کی غلطی کی اصلاح نہیں ہو رہی تو پھر اسے آہستہ آہستہ سختی کی طرف قدم بڑھانا چاہیے، لہٰذا اب ڈانٹ ڈپٹ سے کام لے ـــــ اور اگر اس سے بھی مقصد حاصل نہ ہو تو پھر ہلکی پھلکی سی مار پیٹ کا نمبر آتا ہے، لیکن اگر یہ بھی کارگر نہ ہو تو پھر سخت مار پیٹ سے کام لینا چاہیے اور یہ سزا گھر والوں یا بچے کے ساتھیوں کے سامنے بھی ہو سکتی ہے بشرطیکہ اس کی ضرورت محسوس ہو اور اس میں کوئی فائدہ نظر آئے۔

پھر اگر ماں یہ محسوس کرے کہ سزا دینے کے بعد بچے کی عادت و اخلاق درست ہو گئے ہیں تو وہ بچے کے ساتھ خوش طبعی اور نرمی سے پیش آئے اور بچے کو یہ جتا دے کہ اس نے اسے جو سزا دی ہے اس سے اس کا مقصد اس کی بھلائی اور دنیا و آخرت میں اس کی کامیابی تھی۔

بچہ جب یہ محسوس کرے گا کہ ماں سزا دینے کے بعد اس کے ساتھ شفقت و محبت اور نرمی کر رہی ہے اور اس نے جو سزا دی ہے اس سے اس کا مقصد اس کی اصلاح و تربیت اور اسی کا فائدہ تھا، تو ایسی صورت میں یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ بچہ نفسیاتی طور پر الجھن کا شکار ہو یا اخلاقی طور پر بگڑ جائے یا سزا کے ردعمل میں اور زیادہ بگڑ کر برائیوں اور گمراہیوں میں پڑ جائے، بلکہ وہ اس ہمدردی اور خیر خواہی کا احساس کرے گا، نیک لوگوں کا طریقہ اختیار کرے گا اور ماں سے

تا کہ بھائیوں یا ساتھیوں میں لڑائی جھگڑا نہ ہو اور نفرت و انتقام کی آگ نہ بھڑکے۔

۷۔ بچہ جب بلوغ کی عمر کو پہنچ جائے اور ماں یہ محسوس کرے کہ تنبیہ کے لیے دس چھڑیاں مارنا کافی نہیں تو وہ اس پر اضافہ بھی کر سکتی ہے، تکلیف دہ مار بھی لگا سکتی ہے اور بار بار بھی مار سکتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ یہ محسوس کرے کہ بچہ بات ماننے لگ گیا ہے اور اب بالکل ٹھیک ٹھاک چل رہا ہے۔

ان ہدایات سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت نے سزا دینے کے حوالے سے بہت تفصیل سے احکام دیے ہیں۔ سزا نفسیاتی ہو یا جسمانی، لیکن شریعت نے اس کی نہ بے حد و حساب اجازت دی ہے نہ مکمل پابندی لگائی ہے۔ اس لیے والدین کو چاہیے کہ اگر وہ اپنے بچوں کی مثالی تربیت کر کے معاشرے کی اصلاح چاہتے ہیں تو ان حدود سے باہر نہ نکلیں اور ان سے غفلت نہ برتیں۔

اوپر جو اصول بیان کیے گئے یہ بچے کی اصلاح و تربیت کے اہم ترین اسباب ہیں اور ان کے استعمال کرنے اور ان میں سے مناسب ترین کے اختیار کرنے سے ہی والدین کی حکمت و دانائی کا اندازہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسی حکمت و بصیرت عطا کریں جس کے ذریعے ہم خود بھی بہترین انسان بن جائیں اور اپنی اولاد کو بھی بہترین انسان بنا سکیں۔ آمین

چاہیے ان میں یہ بھی ہے کہ یہ سمجھ لیا جائے کہ بچے کا طبعی رجحان کس شعبے کی طرف ہے؟ کس چیز میں اس کا ذہن زیادہ چلتا ہے؟ اور وہ زندگی کی کن آرزوؤں اور تمناؤں کو پورا کرنا چاہتا ہے؟

اس میں کوئی شک نہیں کہ بچے مزاج، ذہانت، طاقت اور رکھ رکھاؤ کے اعتبار سے ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں لہٰذا سمجھدار والدین وہ ہیں جو بچے کے لیے وہ شعبہ چنیں جو اس کے مزاج کے موافق ہو اور جو کام اور ماحول اس کی طبیعت کے مناسب ہو اس کو وہی فراہم کریں۔

لہٰذا بچہ اگر ذہین قسم کا ہو اور اسے پڑھائی جاری رکھنے اور تعلیم مکمل کرنے کا شوق ہو تو والدین کو چاہیے کہ اس کے لیے ایسے اسباب مہیا کریں جن سے وہ اپنی منزل مقصود تک پہنچ سکے۔

اور بچہ اگر ذہانت و سمجھداری کے اعتبار سے درمیانی قسم کا ہو اور اس کی طبیعت کسی قسم کے ہنر، کام یا کاروبار وغیرہ سیکھنے کی طرف مائل ہو تو والدین کو چاہیے کہ اس کے لیے ایسی سہولتیں مہیا کر دیں جن کے ذریعہ وہ اپنی تمنا پوری کر سکے۔

اور اگر بچہ کمزور ذہن والا اور ناسمجھ ہو تو والدین کو چاہیے کہ اسے کسی ایسے کام میں لگا دیں جو اس کی سمجھ، اہلیت اور مزاج کے مطابق ہو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں:

"اعْمَلُوْا! فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ."[1]

"کوشش کرتے رہو اس لیے کہ ہر شخص کو اس چیز کی توفیق ملتی ہے جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے۔"

اس لیے والدین کو چاہیے کہ بچے کی نفسیات پہچانیں اور اس کی ذہنی صلاحیت کا اندازہ کریں اور جس علم و ہنر میں اس کا دل لگتا اور ذہن چلتا ہو اس کے پہچاننے میں کوئی کسر نہ چھوڑیں۔

والدین کو چاہیے کہ وہ بچے اور اس کی ان خواہشات کے درمیان رکاوٹ نہ بنیں جو وہ

۱- صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب فسنیسرہ للعسری: ۴۹۴۸ (؟) ۵۶۸

بن: اور شام کو سرپرست اور والدین یہ ترتیب اختیار کریں

◉...کوشش کیجیے کہ بچوں کی مغرب وعشاء کی نماز مسجد میں اور بچیوں کی گھر میں ادا ہو۔

◉...جماعت کی نماز سے فارغ ہو کر اپنے بچوں کے ساتھ مسنون دعائیں اور وظائف پڑھیں۔ کوشش کریں کہ یہ دعائیں اور اذکار اپنے بچوں کو سکھانے سے پہلے خود ان کا ورد پابندی سے کریں۔

◉...کوشش کریں کہ بچے گھر کے لیے دیا گیا کام صحیح طریقے سے پورا کریں۔ اچھی طرح سے اسباق یاد کریں اور خوب محنت سے ہر مضمون حل کریں۔ ان کو ہمیشہ یہ نصیحت کریں کہ اپنا کام عمدگی سے کریں اور اپنی تعلیم کو شاندار طریقے سے پورا کریں تاکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ درج ذیل فرمان مبارک پورا ہو جسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ اِذَا عَمِلَ اَحَدُکُمْ عَمَلاً اَنْ یُّتْقِنَہٗ."[1]

"اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند فرماتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی شخص کوئی کام کرے تو اسے خوب اچھی طرح سے کرے۔"

◉...خاندان اور گھر کی فضا کو خوشگوار بنانے کی کوشش کیجیے جس کا طریقہ یہ ہے کہ:

– بچوں میں بامقصد علمی ومعلوماتی مقابلے کرائیں جن کا مقصد ذہن کی تیزی، بلند ہمتی، علم کا شوق، معلومات میں اضافہ اور گھر کی فضا میں خوشی کی لہر دوڑانا ہو۔

– بچوں کو کام کی باتیں، اچھے اچھے لطیفے اور مزے دار کہانیاں سنائیں۔

– بچوں سے ورزش، کھیل کود، علم وادب اور ایسے تاریخی واقعات پر گفتگو کریں جن کا مقصد اخلاقی پختگی اور فکری ذہن سازی ہو۔

۱– شعب الایمان للبیہقی، باب إن اللہ تعالیٰ یحب......: ۵۰۸۱

اس سے قبل آپ پڑھ چکے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کس طرح مزاح فرماتے تھے؟ بچوں سے کس طرح دل لگی کرتے تھے؟ اور آپ نے با مقصد کھیل کو کس طرح جائز رکھا ہے؟ اس لیے آپ بھی نبی رحمت وہدایت کی اقتدا کریں تاکہ آپ بھی گھر میں خوشگوار فضا پیدا کریں اور اپنے بچوں کے دل میں خوشی کی لہر دوڑا دیں۔

⊛... آپ یہ کوشش کیجیے کہ گھر کے سب افراد رات کو جلدی سو جایا کریں۔ رات کو دیر سے سونا صحت کے لیے مضر ہے، اعصاب کو نقصان پہنچاتا ہے، صبح سویرے کی برکتوں کا قاتل اور فجر کی نماز چھوٹ جانے کا ذریعہ ہے۔ جلدی سونا اور جلدی اٹھنا دین داری کی علامت، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ اور تعلیم ہے۔

⊛... کوشش کیجیے کہ بچے سونے سے قبل مسنون دعا پڑھ کر سوئیں۔ سوتے وقت تہجد اور فجر کی نماز کے لیے اٹھنے کی نیت کریں۔

آپ نے مشاہدہ کر لیا کہ دن اور رات کے اس ترتیبی نظام نے ذکر، عبادت، اسلامی آداب کے ساتھ تفریح اور کھیل دونوں پہلوؤں کو جمع کیا ہے۔

روزانہ کے نظام میں کچھ وقت ان کے لیے بھی مخصوص کریں جس میں آپ بچوں سے یہ دریافت کریں کہ وہ کیا پڑھ اور سیکھ رہے ہیں؟ پھر اگر آپ دیکھیں کہ وہ اسلامی عقیدے، آداب اور اخلاق سے مختلف تعلیم وتربیت پا رہے ہیں تو آپ کو چاہیے کہ ان کے افکار وخیالات کی اصلاح کریں، انھیں برے اور گمراہ اساتذہ سے بچائیں اور جو لوگ اسلام کے خلاف زہر اگل کر بچوں کو گمراہی کے جال میں پھانس رہے ہیں، ان سے اپنے بچوں کو بچانے کے لیے مناسب کارروائی کریں۔

آپ ہمیشہ اپنے بچوں کو اخوت ومحبت اور تعاون وایثار جیسی چیزوں کی تلقین کرتے

(۹) بچے کے دل میں جہاد کی روح اور شوق پیدا کرنا:

وہ اہم امور جن کا والدین کو بہت اہتمام کرنا چاہیے، ان میں سے بچے کے دل میں جہاد کی روح پیدا کرنا اور اس کی طبیعت میں عزم وصبر کے احساسات پیدا کرنا بھی ہے اور خاص کر ہمارے اس دور میں جس میں اسلامی ممالک سے نہ صرف یہ کہ اسلامی نظام ختم ہو گیا ہے بلکہ اسلامی ممالک میں حکومتوں کی باگ ڈور ایسے لوگوں کے ہاتھ میں آ گئی ہے جن کا اس کے سوا اور کوئی مقصد نہیں ہے کہ وہ اسلام کے دشمنوں کی سازشوں کو کامیاب بنائیں خواہ یہ منصوبے کمیونسٹوں کے ہوں یا سوشلسٹوں کے، یہودیوں کے ہوں یا عیسائیوں کے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ خلافت اسلامیہ ختم کر دی گئی ہے۔ مادیت پرستی، آزادی، بے راہ روی اور گمراہ کن عقائد نے اسلامی روایات کو اکھاڑ پھینکا ہے اور اسلامی ممالک ہر شخص کے لیے تر لقمہ اور آسان ہدف بن گئے ہیں۔

اس لیے والدین کو چاہیے کہ اپنے بچوں کو صبر وہمت کی تلقین کریں اور ان کے دلوں میں جہاد کی روح پیدا کر دیں تاکہ وہ اپنی جد وجہد اور جہاد کے ذریعے اسلام کی عزت اور مسلمانوں کی عظمت دوبارہ واپس لے آئیں۔ جہاد کی روح بچوں کے دل میں پیدا کرنے اور اس کا مفہوم ان کے ذہن میں راسخ کرنے کے وہ طریقے کیا ہیں جنہیں والدین کو اختیار کرنا چاہیے؟

اس سلسلے میں مندرجہ ذیل باتیں مفید ہوں گی:

۱۔ بچے کو ہمیشہ یہ احساس دلاتے رہنا کہ اسلامی شان وشوکت اور عظمت اس وقت تک دوبارہ نہیں مل سکتی جب تک جہاد اور قتال کے ذریعے اسے حاصل کرنے کی محنت نہ ہو۔

۲۔ بچے کو یہ باور کرانا کہ جہاد فی سبیل اللہ کی مختلف قسمیں ہیں:

سامنے ہمیشہ بیان کرتے رہنا، تاکہ وہ ان کی پیروی کریں اور ان کے طرز و طریقے کے مطابق چلیں۔

۴- بچے کو سورۂ انفال، سورۂ توبہ، سورۂ احزاب یاد کرانا نیز جہاد کے متعلق قرآن کریم کی دوسری آیات، ان کا شان نزول، ان کی تفسیر اور بہادری کے وہ کارنامے بیان کرنا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جنگ بدر، خندق اور حنین وغیرہ میں انجام دیے تھے۔ یہ ایسے واقعات ہیں جو بچے کے شعور کی تربیت کریں گے اور اس کو ایسا جری، اور آگے کی طرف بڑھنے والا انسان بنادیں گے جو اعلاء کلمۃ اللہ کے سلسلے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروا نہیں کرے گا اور اللہ کے راستے میں شہادت کی اسی طرح تمنا کرے گا جس طرح کی تمنا اس کے آباء واجداد کیا کرتے تھے۔

۵- بچے میں قضاء وقدر پر ایمان راسخ کرنا تاکہ اس کو جو مصیبت پہنچے وہ یہ یقین کامل رکھے کہ وہ اس سے ٹل نہیں سکتی تھی اور جو چیز اس کو نہ مل سکی وہ اسے کبھی حاصل نہیں ہوسکتی تھی۔ اگر ساری امت بھی مل کر اس کو کچھ فائدہ پہنچانا چاہے تب بھی اتنا ہی فائدہ پہنچا سکتی ہے جتنا اللہ نے اس کے لیے لکھ رکھا ہے اور اگر سب کے سب لوگ مل کر اس کو نقصان پہنچانا چاہیں تو اس کو صرف اتنا ہی نقصان پہنچا سکتے ہیں جتنا اللہ نے اس کے لیے لکھ رکھا ہے۔ جب کسی چیز کا مقررہ وقت آجائے گا تو وہ نہ ایک گھڑی آگے ہوگا نہ پیچھے اور صرف اللہ تعالیٰ ہی زندگی دینے اور لینے والے، عزت و ذلت دینے والے، نفع و نقصان پہنچانے والے ہیں، انہی کی قدرت میں ہر چیز ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہیں۔

محترم والدین! بچے میں جہاد کی روح پیدا کرنے کے طریقے بیان کردیے گئے۔ آپ ان کو اختیار کریں تاکہ جب آپ کے بچے جوانی کی عمر کو پہنچیں اور جہاد کی آواز لگے تو وہ جہاد

کے میدان میں بہادری و بے باکی سے مجاہد بن کر نکلیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈریں۔

(۱۰) بچے کو اچھے روزگار کا شوق دلانا:

اس سے مراد یہ ہے کہ بچے کو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کی ترغیب دی جائے اور اس مقصد کے لیے اس سے تعاون اور اس کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

مناسب یہ ہے کہ ہم بچوں کی دو الگ الگ قسموں کے درمیان تعلیم و روزگار کے حوالے سے فرق کریں:

۱۔ وہ بچے جو تعلیم میں اچھی کارکردگی دکھاتے ہیں، ایسے بچے عام طور سے ذہین اور ہوشیار ہوتے ہیں۔ ایسے بچے اگر اپنی تعلیم کو آخری منزل تک پہنچانا چاہتے ہوں تو ان کو اعلیٰ تعلیم کے مواقع فراہم کرنا چاہیے۔

۲۔ وہ بچے جو تعلیم کے میدان میں پیچھے ہیں، یہ بچے عام طور سے ذہانت میں درمیانے درجے کے ہوتے ہیں یا کمزور ذہن کے ہوتے ہیں اس لیے ایسے بچوں کو دین و دنیا کی ضروری تعلیم دینے کے بعد یہ ضروری ہے کہ جب ان کا استاد یا والدان کی کمزوری کو محسوس کرلے تو فوراً انہیں کام کاج اور صنعت و حرفت کی طرف متوجہ کرے۔ ایسے حالات میں یہ بات غلط ہوتی ہے کہ سرپرست ان کی تعلیم کو جاری رکھے جب کہ اسے پتا ہو کہ وہ کمزور ذہن کا ہے، تعلیم جاری نہیں رکھ سکتا اور اسے زبردستی تعلیم دلوانے سے فائدہ کے بجائے نقصان ہوگا۔

بچوں میں بگاڑ کے اسباب اور ان کا علاج

چند اسباب ایسے ہیں جو بچوں میں بگاڑ پیدا کرنے کا سبب بنتے ہیں اور ان کے اخلاق کو خراب کر کے ان کو تباہی کے کنارے پہنچا دیتے ہیں۔ ہم ذیل میں ان اسباب پر تفصیل سے روشنی ڈالیں گے اور یہ بتائیں گے کہ ان کا کامیاب و صحیح علاج کیا ہے۔

(۱) غربت:

جب بچے کو اپنے گھر میں ضرورت کے مطابق روٹی کپڑا نہ ملے اور نہ اس کو اتنے پیسے ملیں گے جن سے وہ چھوٹی موٹی چیزیں خرید لیا کرے اور جب وہ اپنے ارد گرد نظر دوڑائے تو اسے سوائے فقر و فاقہ محرومی اور نامرادی کے کچھ نظر نہ آئے تو اس کا لازمی اثر یہ ہوگا کہ وہ گھر چھوڑ کر باہر نکلے گا تا کہ چھوٹے موٹے شوق پورے کر سکے، یہی وہ موقع ہوتا ہے جس سے مجرمانہ ذہنیت رکھنے والے عناصر فائدہ اٹھا کر ایسے بچوں کو اپنی گرفت میں لے لیتے ہیں۔ پھر وہ معاشرے میں مجرم بن کر ابھرتا ہے اور انسانی جانوں، عزت و آبرو اور مال و دولت کے لیے خطرہ بن جاتا ہے۔

اسلام نے غربت کے علاج اور ہر انسان کے لیے عزت و آبرو کی زندگی گذارنے کے مواقع فراہم کرنے کے لیے ایسے قوانین بنائے ہیں جن سے ہر ہر فرد کو روٹی، کپڑا اور مکان بقدر ضرورت مل جائے، اور ایسا نظام مقرر کیا ہے جس سے فقر و فاقہ کا خاتمہ ہو جائے۔ چنانچہ اسلام نے ہر شہری کے لیے کام کاج کے یکساں مواقع فراہم کیے، معذور افراد کے

لیے بیت المال سے ماہوار وظیفہ مقرر کیا اور ایسے قوانین بنائے جن کے ذریعے ایسے شخص کی امداد ہو جو خاندان کا کفیل ہو اور یتیموں، بیواؤں اور بوڑھوں کی ایسے طریقے سے دیکھ بھال ہو سکے جس سے ان کی عزت نفس بھی محفوظ رہے اور زندگی بھی پر سکون و خوشحال گزرتی رہے۔ یہی نہیں بلکہ اس کے علاوہ کئی اور طریقے بھی ہیں جو اگر واقعی وجود میں آ جائیں تو معاشرے سے مجرمانہ ذہنیت اور بدکردار افراد پیدا کرنے والے اسباب کا خاتمہ ہو جائے اور محرومی و غربت کی بنیادیں ختم ہو جائیں۔

(۲) ماں باپ کے درمیان لڑائی جھگڑا اور اختلاف:

جب بچہ گھر میں آنکھیں کھولتا ہے اور اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے بڑوں میں لڑائی جھگڑا دیکھتا ہے تو وہ گھر کی اس ناگوار فضا سے دور ہونا چاہتا ہے تاکہ اپنے من پسند دوستوں کے ساتھ اپنا وقت گزارے اور فراغت کے اوقات ان کے ساتھ بسر کرے۔ یہ دوست اگر گندے اخلاق والے اور بری صحبت کے لوگ ہوتے ہیں تو یہ بچہ بھی ان کے ساتھ خراب ہوتا چلا جاتا ہے، بری عادتیں اور گندے اخلاق اختیار کر لیتا ہے اور رفتہ رفتہ مجرم بن جاتا ہے۔

اسلام نے جس طرح نکاح کے خواہشمند مرد کے لیے بیوی کے انتخاب کے حوالے سے صحیح راستہ متعین کیا اسی طرح لڑکی کے سرپرستوں کی شوہر کے انتخاب میں رہنمائی فرمائی جس کا بنیادی مقصد ہی یہ ہے کہ میاں بیوی میں الفت و محبت، ایک دوسرے کے ساتھ مفاہمت اور باہمی تعاون کی فضا پیدا ہو، جس کا نتیجہ یہ نکلے کہ میاں بیوی ان ازدواجی پریشانیوں اور لڑائی جھگڑوں سے بچ جائیں جو گھریلو زندگی کو ناخوشگوار بنا دیتے ہیں۔

(۳) طلاق اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والا فقر و فاقہ:

جب میاں بیوی میں طلاق ہو جاتی ہے تو شوہر کو دوسری بیوی اور بیوی کو دوسرا شوہر تو مل جاتا ہے لیکن بچوں کو دوسرا باپ یا ماں کبھی نہیں ملتے۔ وہ بے سہارا رہ جاتے ہیں اور انھی

تربیت نہ ملنے کی وجہ سے ان کی زندگی برباد ہو جاتی ہے۔ لہٰذا والدین کو چاہیے کہ بچوں پر رحم کھائیں اور حتی الامکان طلاق کی نوبت نہ آنے دیں۔ اگر بالفرض ناگزیر حالات میں طلاق ہو جاتی ہے تو دونوں مل کر بچوں کے لیے ایسا انتظام کریں کہ ان کی زندگی تباہ نہ ہو۔

اور اگر شوہر غریب ہو اور نان نفقہ دینے پر قادر نہ ہو تو پھر حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ بچوں کے خرچ کا بندوبست کرے، اور بچوں کی تعلیم و تربیت کے لیے جن چیزوں کی ضرورت ہو وہ اس وقت تک مہیا کرتی رہے جب تک وہ بچے جوان ہو کر اپنے پاؤں پر کھڑے نہ ہو جائیں۔

(۴) بچوں اور قریب البلوغ لڑکوں کا فارغ اور بے کار وقت گزارنا:

ایسی فراغت اور بیکاری جس میں کوئی کام یا مصروفیت نہ ہو، بچے اور قریب البلوغ لڑکوں کو خراب کرنے کا ذریعہ بنتی ہے۔ بچہ شروع سے ہی کھیل کود کا شوقین ہوتا ہے، لاپرواہی کی جانب مائل اور آزادی وتفریح کا دلدادہ ہوتا ہے۔ چنانچہ وہ ہر وقت متحرک رہتا ہے۔ کبھی اپنے ہم عمروں کے ساتھ تفریح اور بھاگ دوڑ میں، کبھی مختلف کھیلوں کے مقابلے میں، اس لیے تربیت کرنے والوں کو چاہیے کہ بچوں کے اس رجحان سے فائدہ اٹھائیں اور بالغ ہونے کے قریب کے زمانہ میں ان کا خصوصی خیال رکھیں، تاکہ ان کے فارغ وقت کو ایسے کاموں میں لگائیں جو ان کے جسم کو مضبوط، اعضا کو طاقتور اور بدن کو چست و صحت مند بنانے والے ہوں۔

لہٰذا اگر ان کے لیے کھیل کود کے میدان، ورزش کے لیے مناسب جگہیں، تیرنے کے لیے تالاب اور جسمانی تفریح کی جگہیں نہیں بنائی گئیں تو اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ وہ گندے ساتھیوں اور بداخلاق اور بدقماش لوگوں کے ساتھ ملیں جلیں گے اور پھر ان میں بھی ان جیسی عادتیں اور خرابیاں پیدا ہو جائیں گی۔

لہٰذا والدین، سرپرستوں اور حکومت کے لیے یہ ضروری ہے کہ بچوں کے لیے کھیل کے میدان، تقریر و مباحثہ کے لیے ہال، کتب خانے، مارشل آرٹ، نشانہ بازی اور گھڑسواری سیکھنے کے مواقع اور تیرنے کے لیے صاف ستھرے تالاب مہیا کریں۔ لیکن ان سب چیزوں میں اس بات کا دھیان رہنا چاہیے کہ یہ چیزیں اسلامی احکام کے مطابق ہوں۔

(۵) بری صحبت اور برے دوست:

بچوں کو بگاڑنے اور خراب کرنے کا سب سے بڑا سبب بری صحبت اور برے ساتھی ہوتے ہیں۔ خاص طور پر اگر بچہ سیدھا سادھا اور کمزور ذہن والا ہو تو گندی مجلسوں اور بدتمیز بچوں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے سے جلد متاثر ہوکر ان کی گندی عادات اور برے اخلاق اپنے اندر جذب کرلیتا ہے اور پھر اس کو راہ راست پر لانا مشکل ہو جاتا ہے۔

اسلام نے اپنی اعلیٰ تعلیمات کے ذریعے والدین کی توجہ اس طرف دلائی ہے کہ وہ اپنی اولاد کی مکمل نگرانی رکھیں، خاص کر جب وہ بلوغت کی عمر کے قریب پہنچ جائیں تاکہ ان کو معلوم ہو کہ بچے کس کے ساتھ رہتے ہیں؟ کس کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہیں؟ کہاں صبح و شام گزارتے ہیں؟ اور کن کن مجلسوں پر ان کا آنا جانا رہتا ہے؟

(٦) بچے کے ساتھ والدین کا نامناسب برتاؤ:

والدین اگر بچے کے ساتھ ہمیشہ سخت و ترش رویہ اختیار کریں گے، ہمیشہ مار پیٹ اور ڈانٹ ڈپٹ کر اس کو ادب سکھائیں گے اور ہمیشہ اس کی تحقیر و تذلیل کی جاتی رہے گی تو اس کا ردعمل اس کی عادات و اخلاق میں ظاہر ہوگا۔ اس کے رویے اور مزاج میں خوف و ڈر کی جھلک نمایاں ہوگی اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ نوبت خودکشی یا والدین کے ساتھ لڑائی جھگڑے اور قتل و قتال تک پہنچ جائے، یا وہ گھر سے اس لیے بھاگ جائے کہ اس ظالمانہ سختی اور مار پیٹ کی اذیت سے بچ جائے۔ لہٰذا اسلام ماں باپ کو یہ حکم دیتا ہے کہ وہ بلند اخلاق،

نرم مزاجی، شفقت اور رحم دلی کا مظاہرہ کریں، تاکہ اولاد کی صحیح تربیت ہو سکے۔ ان میں جرأت اور خود اعتمادی پیدا ہو اور وہ یہ محسوس کریں کہ وہ قابل احترام شخصیت اور عزت و حیثیت کے مالک ہیں۔

(۷) بچوں کا جنس اور جرائم پر مشتمل فلمیں دیکھنا:

بچوں کے خراب ہونے کا سب سے بڑا ذریعہ جو ان کو بدکرداری اور بداخلاقی کا عادی بناتا ہے اور پھر ماتہ زندگی کی طرف لے جانے کا سبب بنتا ہے، وہ بے حیائی ویڈیو اور وی سی آر پر حیا سوز مناظر پر مشتمل فلمیں اور گندے مناظر، اسی طرح وہ رسالے اور کتابیں جو جنسی واقعات اور شہوت انگیز قصوں پر مشتمل ہوتی ہیں۔ ان سب کا مقصد شہوت کو بھڑکانا اور جرم پر آمادہ کرنا ہوتا ہے، ان سے تو بڑوں کے اخلاق بھی خراب ہو جاتے ہیں، بچے تو پھر بچے ہوتے ہیں۔

لہٰذا والدین کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ بچوں کو جنسی مناظر، دردناک اور مجرموں کو ہیرو بنا کر پیش کرنے والی فلمیں دیکھنے سے روکیں، اور اسی طرح ان کو گندے رسالوں، عشق و محبت سے بھرے ہوئے ناولوں اور کفر والحاد سے بھری ہوئی کتابیں خریدنے اور پڑھنے سے باز رکھیں۔

(۸) بچوں کی تربیت سے کنارہ کشی:

والدین کا بچے کی تربیت سے لاتعلق ہونا اور ان کی تربیت کی طرف توجہ نہ دینا بھی بچوں کو خراب کرنے اور ان کے اخلاق کے بگڑنے کا ایک بڑا ذریعہ ہے۔

باپ کی طرح ماں بھی تربیت کی ذمہ دار اور نگران ہے، بلکہ ماں کی ذمہ داری زیادہ اہم اور ضرورت نازک ہے۔ اس لیے کہ ماں ولادت سے جوان ہونے تک بچے کے ساتھ رہتی ہے اور اس وقت تک اس کی پرورش کرتی رہتی ہے جب تک وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو کر

معاشرے کا ذمہ دار شخص نہ بن جائے۔ اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذمہ داری کی حیثیت سے ماں کا مستقل تذکرہ کیا ہے۔ فرمایا:

"وَالْأُمُّ رَاعِيَةٌ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا، وَمَسْئُولَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا."[1]

"ماں اپنے شوہر کے گھر کی رکھوالی ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا۔"

اگر ماں بچوں کی تربیت کے حوالے سے اپنے فرائض میں کوتاہی کرے گی اور اپنی سہیلیوں، مہمانوں اور ادھر ادھر آنے جانے میں لگی رہے گی اور باپ بچوں کی تربیت اور دیکھ بھال کے سلسلے میں اپنی ذمہ داری ادا نہیں کرے گا اور اپنا فارغ وقت گھومنے پھرنے، دوستوں کے ساتھ گپ شپ لگانے اور چائے وسگریٹ میں ضائع کر دے گا تو پھر بچوں کی تربیت یتیموں کی طرح ہوگی۔ وہ آوارہ بچوں کی طرح گھومیں پھریں گے اور اپنا مستقبل تباہ کر بیٹھیں گے۔

(۹) یتیم ہونا:

نو عمر یتیم بچہ اگر اپنے سر پر شفقت کا ہاتھ پھیرنے والا اور رحم کرنے والا دل نہ پائے اور اپنے بڑوں کی جانب سے اسے ہمدردانہ برتاؤ نہ ملے اور اس کی دیکھ بھال نہ ہو تو اس کا لازمی اثر یہ ہوگا کہ یہ یتیم بچہ آہستہ آہستہ مجرمانہ زندگی کی جانب بڑھتا رہے گا۔

اسلام نے یتیم کی دیکھ بھال کرنے والوں اور رشتہ داروں کو یہ حکم دیا ہے کہ اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کریں اور اس کی کفالت کی ذمہ داری اچھے طریقے سے پوری کریں تاکہ وہ اچھی تربیت حاصل کرے، اس میں اچھے اخلاق پیدا ہوں اور وہ معاشرے کا باکمال فرد بنے۔

☆---☆---☆

۱- صحیح البخاری، کتاب الجمعة، باب الجمعة فی القری والمدن، ۸۴۹

بچے کے بگڑنے اور خراب ہونے کے یہ اہم بنیادی اسباب ہیں۔ اگر والدین نے ان اسباب کا خاتمہ نہ کیا اور اسلام نے اصلاح و تربیت کے لیے جو مفید اور مؤثر علاج مقرر کیا ہے اسے اختیار نہ کیا تو بچوں کی تربیت نہ ہو سکے گی اور وہ بداخلاق و بدتمیزی کے عادی ہو جائیں گے۔ پھر انہیں راہِ راست پر لانا اور حق بات سمجھانا نہایت مشکل ہو جائے گا۔ اس لیے والدین کو چاہیے کہ اولاد کی تربیت اور ان کو مہذب و شائستہ بنانے کے لیے اسلام کے بتائے ہوئے طریقوں کو اپنائیں تاکہ ان کی اولاد اللہ کا حکم بجالانے میں فرشتوں کی طرح بن جائے اور اخلاق و عمل میں دوسروں کے لیے بہترین نمونہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کے لیے یہ کچھ بھی مشکل نہیں ہے بشرطیکہ ہم اپنی محنت اور کوشش میں کمی نہ چھوڑیں اور اللہ کے دربار سے اپنی اولاد کے حق میں خیر کے فیصلے کروانے کے لیے دل سوزی کے ساتھ دعا کرتے رہیں۔

اللہ تعالیٰ ہماری اور ہمارے زیرِ تربیت افراد کی ظاہری و باطنی اصلاح فرمائے۔ ہماری اولاد و شاگردوں اور متعلقین کو ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے اور ہم سب کو دنیا و آخرت کی ظاہری و باطنی ترقی و کامیابی نصیب فرمائے۔ آمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔